پیغامِ مکتوباتِ اِمامِ ربانی
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ



تلخیص

پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری نقشبندی مجددی

23/18 نیو گرین ویو کالونی فیصل آباد فون 041-2639292

تعارف

حضرات گرامی!

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں مکتوبات تقریباً پانچ سو (500) سال پہلے فارسی زبان میں لکھے گئے۔ مکتوباتِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے شائع ہوئے۔ ان مکتوبات کا اردو میں بھی ترجمہ کیا گیا مگر پھر بھی ان کی زبان نہایت مشکل ہے۔ مجھ جیسے اکثر لوگوں کی پہنچ سے دور ہیں۔ ان کو آسان اور مختصر زبان میں بنام پیغام مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ حاضرِ خدمت ہیں۔ ان مکتوبات سے زیادہ تر وہ مواد لیا گیا ہے جس سے ہم اپنے عقائد اور اعمال درست کرسکیں۔ مکتوبات کے باقی حصے اللہ تعالیٰ کی ذات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق کے مراحل اور اولیاء اللہ کے درجات، سلوک کی سیریں و لطائف وغیرہ کے بارہ میں ہے۔ ان کی زبان اور بھی پیچیدہ ہے۔ میں نے تو اپنے کو ان کی تخلیص کرنے سے قاصر پایا۔ آپ حضرات کو دعوتِ عام ہے ان کا آسان اور مختصر زبان میں بیان فرمائیں۔ اور مجھے عطا فرمائیں۔ میرے لئے وہ قیمتی سرمایہ ہوگا۔ اور اسے اگلے ایڈیشن میں آپ کے نام کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ عقائد اور اعمال کے بارہ میں جو بیان ہوا اس کے مفید جامع اور قابل فہم ہونے کے آپ منصف

ہیں۔اس بارہ میں آپ اپنی قیمتی آراء سے فیض یاب فرمائیں۔انہیں سے اس کتابچہ کو اور بہتر کیا جا سکے گا۔مقصد صرف یہ ہے کہ موجودہ دور میں جو عقائد کو بگاڑا جا رہا ہے اس کا سدباب ہو سکے۔لوگوں کے سامنے صحیح عقائد اجاگر ہو کر آئیں اور زیادہ سے زیادہ لوگ ان سے مستفیض ہو سکیں۔

والسلام

پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری

پیش لفظ

مکتوبات امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً 500 سال پرانے ہیں۔ 1500 صفحات اور کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ زبان نہایت مشکل ہے۔ عوام کی ان تک پہنچ نہ ہونے کے برابر ہے۔ پیغامِ مکتوبات امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ میں کوشش کی گئی ہے کہ مکتوبات کو آسان اور مختصر الفاظ میں بیان کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں اور اپنے عقائد اور اعمال درست کر سکیں۔ توفیق تو اللہ دیتا ہے۔

اولیاء اللہ خاص کر امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی کمالات حاصلات وغیرہ لکھنے سے گریز کیا گیا ہے کیونکہ ایسے حضرات (اولیاء اللہ) اللہ تعالیٰ کی چادر میں چھپائے گئے ہیں۔ ان تک رسائی بہت مشکل ہوتی ہے۔

پیغامِ مکتوبات امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ اصل مکتوبات کا 1/20 سے بھی کم ہے۔

والسلام

پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیغامِ مکتوبات امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

دفتر اوّل............حصہ اوّل

مکتوب نمبر 1

یہ خط مرشد کریم کو لکھا گیا۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم الظاہر کے فیوض و برکات ہر شے میں جلوہ گر ہیں خاص کر حسین چہروں، دیدہ زیب ملبوسات اور لذیذ کھانوں میں اس کا اظہار زیادہ ہوتا ہے وہ بیان کئے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو کئی عروج نصیب ہوئے ان کو بیان کیا گیا۔ ان سے معلوم ہوا کہ عرش سے بہت بلند مقام سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے۔ ان کے نیچے باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات ہیں۔ ان کے بعد آئمہ اہل بیت اور خلفاء راشدین کے مقامات ہیں۔

امام صاحب جب چاہیں یہ عروج حاصل کر لیں۔ بعض دفعہ خود بخود حاصل ہوجاتے ہیں۔ کئی پیر بھائیوں اور مریدوں کے حاصلات مرشد کریم کی خدمت میں پیش کئے اور اصلاح کے طلبگار رہوئے۔

مکتوب نمبر 2

یہ خط بھی مرشد کریم کو لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ترقیاں حاصل ہوئیں ان کا اس خط میں درج ہے۔ اس خط میں اعتراف کیا گیا کہ یہ سب ترقیاں اور بلند مقامات عطاء الٰہی سے حاصل ہوئے۔ کیونکہ وہی ذات بندوں اور ان کے اعمال کو پیدا کرنے والی ہے۔

مکتوب نمبر 3

اپنے دوستوں کو جو مقامات دکھائے گئے ان کا بیان اس خط میں مرشد کریم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ بتایا کہ کچھ دوست تو تجلیات ذات تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور کچھ نیچے بند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بھی اعتراف کیا کہ مرشد کریم سب جانتے ہیں۔ خط تو اصلاح کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 4

یہ خط بھی مرشد کریم کو لکھا گیا۔ اس خط میں ماہِ رمضان کی فضیلتیں درج ہیں۔ فرمایا کہ رمضان شریف میں جو فیض حاصل ہوتے ہیں۔ وہ سال بھر جاری و ساری رہتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ماہِ رمضان میں نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔ اکثر لوگ اس سے محروم رہتے ہیں۔ سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی کو اچھا دکھایا گیا ہے۔ اس خط میں حقیقت

محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہوا۔ بتایا گیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات ذاتِ باری تعالیٰ سے (بغیر کسی وسیلہ کے) حاصل ہوتے ہیں۔ دیگر انبیائے کرام صفاتِ باری تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں۔ اولیاء اللہ اور عام لوگ بہت نیچے رہ جاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 5

یہ خط بھی مرشد کریم کو لکھا گیا۔ اس میں اپنے پیر بھائیوں کی سفارش کی گئی اور ان کے حالات درج کئے۔

مکتوب نمبر 6

اس خط میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے احوال بیان کرتے ہوئے عرض کی یا مرشد کریم آپ کی توجہ سے جذبہ اور سلوک میں اللہ تعالیٰ نے تربیت فرمائی ہے۔ جلال اور جمال دونوں صفتوں سے سنوارا گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں اس لئے پیدا ہوا ہوں کہ ولائت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولائت ابراہیمی کے رنگ میں رنگ دوں اور محبوبیت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام بلند سے بلند کردوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے خاص محبت سے نوازا ہے۔ اسی سے فنا حاصل ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ کے سوا ہر چیز بھول گیا ہوں حتیٰ کہ اپنے آپ کو مٹا ہوا پاتا ہوں۔ اب مجھے مصیبت اور راحت میں فرق نظر نہیں

آتا۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ (جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو وہ حق ہی ہوتا ہے) یہ حق الیقین کا مقام ہے۔ شکوہ شکایتیں ختم ہو گئیں ہیں۔ یہ مقامِ بقا بھی ہے ہر چیز میں تصرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے۔ (حالت سُکر میں اس کا الٹ ہوتا ہے) اب مجھے دعا کی ضرورت نہیں مگر پھر بھی دعا کرتا ہوں تو صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مجھ سے دعا کرو یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

بتایا کہ سلسلہ نقشبندیہ حق الیقین سے خاص فیض پاتے ہیں اسی وجہ سے وہ باقی سلاسل سے افضل ہیں۔

مکتوب نمبر 7

اس خط میں آپ (امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے عجیب وغریب احوال بیان کئے تاکہ مرشد کریم سے ان کی تصدیق اور تصحیح ہو جائے۔ انہیں اپنے اور دوسرے اکابرین سلاسل کے مقام سے آگاہ کیا۔ کئی امور میں مرشد پاک سے رہنمائی حاصل کی۔

مکتوب نمبر 8

اس خط میں مرشد کریم کو وہ حالات بتائے جو امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو صحو اور بقا کے بعد نصیب ہوئے۔ اس خط میں لکھا کہ پہلے پہل میں (امام

صاحب رحمۃ اللہ علیہ) وحدت الوجود کا قائل تھا پھر اس سے بلند مقام حاصل ہوا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہ کسی شے کے ساتھ جڑی ہوئی ہے (یعنی پیوست نہیں) نہ گھلی ملی ہوئی ہے۔ (خلط ملط نہیں ہے۔) اور نہ ان میں سرایت کئے ہوئے ہے۔(یعنی حل نہیں ہے)

اللہ تعالیٰ کی ذات بلند و بالا ہے لیکن علم اور قدرت کے ساتھ ہر کسی کی شہ رگ سے قریب تر ہے۔

علماء اہلسنت کے اعتقاد ہی درست ہیں عجیب بات ہے کہ کمال بے مناسبتی ، بیگانگی اور دوری کا نام لوگوں نے وصل رکھا ہوا ہے۔فرمایا عقیدہ وحدت الوجودی درست نہیں۔

مسئلہ قضا و قدر کے بارہ میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو شترِ بے مہار نہیں چھوڑا۔ اور نہ مجبور محض کیا ہوا ہے۔لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور فہم عطا کیا ہوا ہے۔ اپنے احکام بھیجے اگر وہ نیک اعمال کریں گے تو جزا پائیں گے۔گناہ کریں گے تو سزا پائیں گے۔

مکتوب نمبر 9

یہ خط بھی مرشد کریم کی خدمت میں لکھا گیا۔ آپ نے برملا اعتراف کیا کہ میں بہت گنہگار ہوں ۔ اپنی کوتاہیوں کی طرف نظر گئی ۔ اپنی

نیکیاں نظر نہیں آئیں۔ ندامت سے دل پارہ پارہ ہوا۔ خیر کی قدر کا پتہ چلا۔ خیر کے شہسوار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک نظر آئی جو مخلوق کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ مقامِ عبدیت ہی تمام مقامات سے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے میں ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ جب تک اپنے کو گرا ہوا نہیں پاتا کوئی عظمت نہیں ملتی۔

؎ گرادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہئے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے

اگر اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا ہے تو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنائے گا۔ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ اس طرح مشاہدہ حق (دیدار) ہوگا جو کہ مومن کی معراج ہے۔

مکتوب نمبر 10

یہ خط بھی مرشد کریم کی خدمت میں لکھا گیا۔ عرض گذار ہوئے گو بندہ آپ سے دور ہے لیکن دل آپ کے ساتھ رہتا ہے۔ اس وجہ سے دوری میں بھی وصل کے مزے لیتا رہتا ہوں۔ ایک پیر بھائی کی سفارش کی۔

مکتوب نمبر 11

یہ خط بھی مرشد کریم کی طرف لکھا گیا۔ اس خط میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے بعض کشف اور قصور دیکھے اور تمام اعمال و اقوال کو اور اپنے آپ کو بھی قاصر پایا۔ مرشد کریم سے اصلاح کی درخواست کی۔ آپ نے کئی بزرگوں کے حالات دیکھے وہ بیان کئے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کے اوپر صرف حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام ہے۔

اپنے دوستوں کے حالات سے مرشد کریم کو مطلع کیا اور اصلاح کے طلبگار رہوئے۔

مکتوب نمبر 12

اس خط میں اپنی حاصلات مرشد کریم کی خدمت میں پیش کیں۔ بتایا مقام فنا اور بقا حاصل ہو گئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا سبب و علت عطا ہوئے۔ فرمایا سب سے بڑا حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی سب اس سے فیض پاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 13

اس خط میں اپنی حاصلات مرشد کریم سے پیش کیں۔ معلوم ہوا کہ حقیقت کا راستہ بہت لمبا ہے۔ اس میں رہنمائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلے عقیدہ تھا کہ ہمہ اوست یعنی سب کچھ اللہ ہے۔ اب معلوم ہوا کہ ہمہ از اوست یعنی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

جو کچھ ہو رہا ہے علوم شریعت کے مطابق ہو رہا ہے۔ یہ علوم برحق ہیں جو علماء علم سے جان لیتے ہیں۔ اولیاء کرام اسے کشف سے معلوم کر لیتے ہیں۔ (کشف کو علم شریعت سے پرکھنا چاہئے)

مکتوب نمبر 14

اس خط میں مرشد کریم کو بتایا گیا کہ کون کون سے واقعات رونما ہوئے۔ آخر میں یہ کیفیت طاری ہوئی کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کی حاجت باقی نہ رہی۔ یہ بلند و بالا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے عطا کرے۔

بعض طالبوں کے حالات مرشد کریم کی خدمت میں پیش فرمائے اور رہنمائی چاہی۔

مکتوب نمبر 15-16-17

ان خطوط میں اپنے اور کئی دوستوں کے حالات مرشد کریم سے پیش کئے اور اصلاح چاہی۔

مکتوب نمبر 18

اس خط میں آپ نے مرشد کریم کو بتایا کہ مقامِ تمکین حاصل ہو گیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بندہ مشاہدہ حق کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ، آنکھ، کان اور زبان بن جاتا ہے۔ (یعنی بندہ میں قدرت الٰہی کی

طاقت آجاتی ہے) اس مقام (تمکین) میں بتایا گیا ہے کہ مقام حضرت سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد مقامِ صدیقیت ہے۔ ان کے درمیان کسی اور کا مقام نہیں۔ قضا اور قدر کا مسئلہ حل ہوا۔

معلوم ہوا جو شخص نیک و بد تقدیر (جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ اور جو شخص اپنے گناہوں کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ کو ٹھہراتا ہے وہ بے ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شترِ بے مہار نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے نہ جبراً اطاعت کراتا ہے نہ جبراً گناہ۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے راہِ ہدایت بتادی ہے۔ لہذا جس کے کرنے کا حکم ہے اسے کرو اور جس سے بچنے کا حکم دیا اس سے بچو۔ جو جیسا کرے گا ویسی سزا و جزا پائے گا۔

مکتوب نمبر 19-20

ان خطوط میں بعض دوستوں کی سفارش اپنے مرشد کریم سے کی۔

مکتوب نمبر 21

ایک مرید کو نصیحت فرمائی جب تک مرنے سے پہلے نہ مرے اسے کمال حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور نہ مقامِ بقا پاسکتا ہے۔ (مرنے سے پہلے مرنا سے مراد برے عقائد اور خصلتیں چھوڑنا ہے) ایسی موت (مرنے سے

پہلے مرنا) ولایت کا پہلا قدم ہے۔ ولائت کے کئی درجے ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام کے قدم پر ایک ولایت ہوتی ہے۔ سب سے اعلیٰ ولایت وہ ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہے۔ مشاہدہ حق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کے ساتھ مخصوص ہے۔ امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے بڑی ولائت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر کسی دوسرے سلسلہ والوں کو مشاہدہ حق نصیب ہوتا ہے اس کا وسیلہ بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں عظمت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہے۔

مکتوب نمبر 22

اس مکتوب کی عبارت بہت مشکل ہے۔ اس خط میں روح اور نفس کے تعلق اور عروج ونزول فنا و بقا روحی و جسدی کے مقام دعوت کا بیان ہے۔

فرمایا اولیاء اللہ اپنے کمال کے بعد دو حالتوں میں ہوتے ہیں یا وہ مستغرق ہو جاتے ہیں (اپنے آپ میں مست ہونا کسی طرف توجہ نہ کرنا) یا وہ صاحب ارشاد ہو کر لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ (یہ مقامِ بقا ہے) انبیاء کرام علیہم السلام مقام بقا میں ہوتے ہیں۔

مکتوب نمبر 23

نصیحت فرمائی کہ ناقص پیر سے بچیں۔ ناقص پیر وہ ہوتا ہے جسے

مشاہدہ حق نصیب نہ ہو۔ وہ لالچی ہو اس کا علم عمل سے خالی ہو۔ اچھا پیر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتی ہے جو مٹی کو سونا بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ نصیحت فرمائی کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اسے خالی نہ چھوڑیں۔ (یعنی عمل نہ کرنا) یا اس میں ناقص بیج ڈالنا (یعنی بندہ ناقص پیر کا مرید ہو جائے) نہیں تو حشر کے دن کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ نصیحت فرمائی برے نام یا لقب نہ رکھیں۔ بعض دفعہ بندہ اپنے برے نام یا لقب کی طرح کر دیا جاتا ہے۔ جہاں بدنامی کا ڈر ہو وہاں نہ جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سارے جہاں کی طرف ہے۔

مکتوب نمبر 24

فرمایا اچھے صوفی کائن (خدا کے ساتھ ہونا) اور بائن ہوتے ہیں۔ (یعنی مخلوق کے ساتھ ہونا) مگر دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے فرمایا اچھے صوفی کو تلاش کرو اور ان کے ساتھ ہو جاؤ۔ ان سے محبت کرو کیونکہ حشر کے دن بندہ اس کے ساتھ ہو گا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا۔ مگر محبت صرف ایک سے ہو سکتی ہے۔ بہتر محبت اللہ کی ہوتی ہے۔ جب ایسا ہو گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُکھ یا راحت برابر معلوم ہوں گے، شکوہ ختم ہو جائے گا۔

ع سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

بندہ نفس کا غلام ہوتا ہے (نفس لالچی ہے مال و زر کا، اولاد کا اور

شہرت کا) نفس بندے میں لالچ پیدا کرتا ہے۔سن لیں نفس کی پیروی فنا سے دوری ہے نفس مارنے (یعنی سیدھا کرنے) کا علاج پیرِ کامل ہے۔ جو لالچی نہ ہو۔مشاہدہ حق حاصل ہو، صاحبِ عمل ہو۔جس کا عمل جنت کے لالچ یا دوزخ سے ڈر کے لئے نہ ہو بلکہ رضا اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ ایسے لوگ نبوت سے حصہ پاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 25

فرمایا اولیاء اللہ کے کمالات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوتے ہیں۔خلفاء راشدین کی پیروی بھی لازمی ہے۔وہ ہدائت کے ستارے ہیں جس نے ان کی پیروی کی وہ فلاح پا گیا۔

مکتوب نمبر 26

یہ خط اس دعا سے شروع ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں طریقہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قائم اور ثابت رکھے۔حدیث قدسی کے مطابق ابرار (شروع والے یا ابھی راستہ میں ہونا) انہیں شوق و جستجو ہوتی ہے کہ مشاہدہ حق ہو لیکن جو منزل پر پہنچ گئے (یعنی مقربین) وہ مشاہدہ حق میں گم ہوتے ہیں کوئی اور شوق نہیں ہوتا سوائے اس ڈر کے انہیں واپس نہ کر دیا جائے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے کہ اے اللہ ہمیں ہدایت کے بعد گمراہ نہ کر دینا۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ واصلین اور مقربین میں داخل ہیں جو مریدین ابھی راستہ میں ہیں ان کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

مکتوب نمبر 27

نصیحت فرمائی سلسلہ نقشبندیہ تمام سلاسل سے افضل ہے۔ اس کی وجہ ان کی دائمی مشاہدہ حق ہے۔ مشاہدہ تھوڑا ابھی کافی فائدہ دیتا ہے دوسرے لوگوں کے انکار سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

مکتوب نمبر 28

اس خط میں تاکید کی گئی کہ سلسلہ میں کوشش جاری رکھیں۔ یہ سلسلہ گرنے نہیں دیتا۔ اس کی نسبت اعلیٰ اور پکی ہے۔ اس دعا پر خط ختم ہوا کہ اللہ ہمیں دین میں ثابت قدم رکھے۔

مکتوب نمبر 29

اس خط میں تاکید کی گئی کہ فرائض سنتیں اور مستحب کا صحیح ادا کرنا نوافل سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ رات کے نصف کے بعد نمازِ عشاء ادا کرنے سے منع فرمایا۔ مریدوں کو پیروں کے وضو کا پانی پینے سے منع فرمایا۔ انہیں پیروں کو سجدہ کرنے سے بھی منع فرمایا۔

ایک دن حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے ادا کرنے کے بعد

پوچھا فلاں صاحب حاضر نہیں کیا بات ہے؟ بتایا وہ رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہیں شاید صبح سو گئے ہوں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر وہ عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر سو جاتا اور فجر کی نماز باجماعت پڑھتا تو رات بھر کی نفلی عبادت سے زیادہ ثواب پاتا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا زکوٰۃ کا ایک ٹکہ دینا پہاڑوں بھر سونا صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ یہ فرائض کی اہمیت بتانے کے لئے ہے۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کتب تصوف پڑھنے سے بہتر ہے کہ فقہ کی کتابیں پڑھی جائیں۔

مکتوب نمبر 30

فرمایا اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں بندہ ناچیز کیا کہہ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اصل فاعل ہے یعنی جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتا ہے۔

فرمایا کوشش کرو سیر نفسی حاصل ہو (یعنی سب سے بڑا کشف یہ ہے کہ بندہ اپنے کو پہچان جائے وہ سمجھے میں فانی ہوں میرا رب باقی رہنے والا ہے میں بندۂ محتاج ہوں اللہ تعالیٰ حاجت روا ہے میں بندۂ مخلوق ہوں اللہ تعالیٰ خالق ہے جو کچھ میں ہوں یا مجھ سے ہے وہ عطائے ربانی ہے۔)

یہ اعلیٰ ترین مقام ہے فرمایا اہل اللہ فنا اور بقا کے بعد جو دیکھتے ہیں

اپنے اندر دیکھتے ہیں جیسے قرآن مجید میں ہے
"یعنی تمہاری ذات میں بھی نشانات موجود ہیں کیا تم دیکھتے نہیں"
فرمایا سیر نفسی سے پہلے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ بے اصل ہے۔ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شے سے منہ موڑ لے۔ اپنے مقام بندگی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور جاننا چاہئے کہ اولیاء اللہ کی انتہا بھی مقام عبدیت ہے اس کے اوپر کوئی مقام نہیں۔ ہر حال میں اللہ کا محتاج بن کر رہنا چاہئے۔ وہی حقیقی فاعل ہے۔ لیکن قضا وقدر پر ایمان ہونا چاہئے۔ (اس کا بیان مکتوب نمبر 18 میں دیکھیں) شریعت کے احکامات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا سلوک سے کیا مقصود ہے؟ فرمایا چھپے ہوئے کو ظاہر دیکھنا۔

مکتوب نمبر 31

یہ خط شیخ صوفی کو لکھا گیا اسے بتایا کہ میں (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) شروع میں وحدت الوجودی کا قائل تھا پھر اللہ تعالیٰ کے کرم سے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اس تک مخلوق کی رسائی نہیں ہو سکتی وہ ذات بے مثل و بے مثال ہے۔ نہ وہ کسی میں پیوست ہے نہ خلط ملط ہے اور نہ وہ حلول کئے ہوئے ہے۔ وہ یکتا ہے۔ (خواہ اللہ تعالیٰ کتنا نزول کرے

بندوں سے بلند ہوتا ہے خواہ بندے کتنا عروج کریں وہ اللہ تعالیٰ سے بہت نیچے رہ جاتے ہیں)

اولیاء اللہ کا کشف دوسروں کو ماننا ضروری نہیں۔ مجتہد خواہ غلطی پر ہو اس کا ماننا ضروری ہے۔ اسے غلطی پر بھی ثواب ملتا ہے۔ کشفوں کی خطا پر ثواب نہیں ملتا۔

مکتوب نمبر 32

اس خط میں بتایا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض فی الفور مل جاتا تھا۔ انہیں کچھ کرنے کی حاجت نہ تھی۔ لیکن اولیاء اللہ (پیر حضرات) سے مریدوں کو جو ملتا ہے محنت اور کوشش کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کرم بے بہا تھا۔ دوسرے کو اس سے بہت کم حصہ ملتا ہے۔ امام مہدی صاحب کو وافر حصہ ملے گا۔

اور یہ کہ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیں کیا ملا اس بارہ کچھ بات کرنا مشکل ہے مبادا لوگ جواب سے کچھ اور ہی نہ سمجھ لیں۔ معلوم ہونا چاہئے ہر سلسلہ کے اپنے طور طریقے ہوتے ہیں انہی واسطوں سے طالبین کو ملتا ہے۔ فرمایا کسی پیر کو ایک حالت میں گرفتار نہیں رہنا چاہئے دن بدن ترقی ہونی چاہئے۔ کامل مرید بھی پیر کی مدد کر سکتے ہیں۔ جہاں تک لوگوں کو معاف

کرنے کا تعلق ہے میں نے تو معاف کر دیا لیکن ان کو بھی چاہئے کہ ندامت اور توبہ کریں یک طرفہ معافی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ فرمایا قرآنی تعلیمات کے مطابق جب تک بندہ خود نہیں بدلتا اس کی حالت کو نہیں بدلا جاتا۔

مکتوب نمبر 33

نصیحت کی کہ علماء سوء سے بچ کر رہیں عالم سوء وہ علماء ہوتے ہیں جو بدعقیدہ ہوں۔ علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں لیکن لوگوں میں عالم فاضل ہونے کا دعویٰ کریں۔ (اکثر وہ کسی کے مرید نہیں ہوتے) اگر عالم صحیح عقیدہ ہو مگر تبلیغ پیسے لے کر کرے وہ بھی علماء سوء میں شامل ہے۔ ایسے عالم سے ہوسکتا ہے کسی کو کوئی فائدہ ملے لیکن خود عالم کو اس نیکی سے ثواب نہیں ملتا۔ ایسا عالم پارس پتھر کی طرح ہے اس پتھر سے اور چیزیں تو سونا بن رہی ہیں مگر وہ خود پتھر کا پتھر رہ جاتا ہے۔ عالم سوء کی نیت اللہ کی رضا کے لئے نہیں بلکہ دنیا و جاہ کے لئے ہے۔ اسے قیامت کے دن کچھ نہ ملے گا۔

کسی نے شیطان کو دیکھا کہ وہ مزے سے بیٹھا آرام کر رہا ہے پوچھا کیا بندوں کو ورغلانے سے باز آ گئے ہو؟ شیطان نے کہا میرا کام علماء سوء کر رہے ہیں۔ میں فارغ ہوں وہ بہتر کام کر رہے ہیں۔

ظلم کی بات یہ ہے کہ بعض مشائخ کرام کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی دنیاداری روپیہ پیسہ اور جاہ وحشمت کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ مریدین گمراہ ہوجاتے ہیں۔ انہیں کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کام کرنے والے ہی پیر کہلانے کے اہل ہوتے ہیں۔ انہیں سے فیض ملتا ہے۔ یادرہے اگر دنیا عزیز ہے تو آخرت خراب ہے۔ اگر دنیا خوار ہے تو آخرت عزیز ہے۔ یہ دونوں (دنیا و آخرت) جمع نہیں ہوسکتے۔ (اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے اعلان کروایا کہ ہم تبلیغ پر کوئی پیسے نہیں لیتے۔ کوئی معاوضہ نہیں لیتے۔) معاوضہ آیا فیض گیا۔

مکتوب نمبر 34

فرمایا علم خلق میں فلاسفر حواس خمسہ (دیکھنا، بولنا، سونگھنا، چکھنا وغیرہ) سے کام لیتے ہیں۔ لیکن عالمِ امر کے حواس خمسہ اور ہی ہیں۔ (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ وغیرہ)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے فضل سے اولیاء اللہ انہیں سے کام لیتے ہیں۔ (اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال ہو) عالمِ صغیر انسان کا قلب ہے اور عالمِ کبیر کا قلب عرشِ الٰہی ہے۔ اس عالمِ کبیر کی ابتدا عرش سے

ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 35

فرمایا سیر وسلوک سے مقصود نفسِ امارہ کا ٹھیک کرنا ہے تاکہ خواہشاتِ نفسانی سے نجات ملے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ باقی نہ رہے۔ دینی مقاصد اگرچہ حسنات میں سے ہیں لیکن ان کا تعلق ابرار سے ہے۔ (ابتدا والے لوگ) مقربین (مشاہدہ حق والے) اسے بھی برائیاں تصور کرتے ہیں۔ سوائے باری تعالیٰ انہیں کچھ نہیں چاہئے۔ یہ ان کی دولت ہے جو فنا ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دوست (اللہ تعالیٰ) سے دکھ ملے یا راحت سب برابر ہے۔ ان کی جنت کی رغبت اور دوزخ سے دوری کچھ حقیقت نہیں رکھتی رضائے دوست ان کی منزل ہے۔

مکتوب نمبر 36

فرمایا کہ شریعت کی پیروی سے دنیاوی اور اخروی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ شریعت کا وجود علم، عمل اور اخلاص سے قرار پاتا ہے۔ اخلاص جو کہ اہم ترین جزو ہے وہ طریقت اور حقیقت سے حاصل ہوتا ہے۔ حالانکہ طریقت اور حقیقت شریعت کے غلام ہیں لیکن اخلاص انہیں سے مرتب ہوتا ہے۔ اخلاص سے ہی شریعت کی تکمیل ہوتی ہے۔

اکثر لوگ طریقت اور حقیقت کی راہ پر جب چلتے ہیں انہیں کچھ حاصلات ہوتی ہیں۔ وہ انہیں کو منزل بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ آخری منزل سے محروم رہ جاتے ہیں۔ آخری منزل رضا الٰہی ہے۔

ع سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

یہ منزل (رضا الٰہی) امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مقام 10 سال کی محنت کے بعد حاصل ہوا۔

مکتوب نمبر 37

نصیحت فرمائی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرو اور طریقہ نقشبندیہ اختیار کرو۔ یہ نسخہ ایسا ہے جو مٹی کو بھی سونا بنا دیتا ہے۔ اس طریقہ پر چلنے سے منزل مل جاتی ہے۔ نمازیں اپنے وقت پر ادا کریں سوائے موسم سرما میں نمازِ عشاء دیر کر کے پڑھیں۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا ہے کہ کوئی ایسی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو مٹ چکی ہو ان سے زندہ ہو جائے۔

مکتوب نمبر 38

(اس مکتوب کی عبارت بہت مشکل ہے) فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل و بے مثال ہے وہ نہ آنکھ میں سما سکتی ہے نہ خیال میں آسکتی ہے۔ جو کچھ لوگوں نے دیکھا ان کا اپنا تصور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے

بلند و بالا ہے۔ بس اپنی فنا کرو اللہ تعالیٰ اس تک رہنمائی فرمائے گا۔ اپنی صفات سے ذات تک رسائی مشکل ہے۔ جو علمائے کرام اہل سنت بیان کرتے ہیں وہ تعلیماتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہیں۔ ان کی تقلید میں عافیت ہے۔

مکتوب نمبر 39

فرمایا کام کا دارومدار قلب کی اصلاح پر ہے۔ (یعنی حضورِ قلب) اس کے علاوہ کسی کشف یا عبادت کا کچھ اعتبار نہیں۔ کامیابی کے لئے سلامتی دل (قلب) اور اعمالِ صالحہ چاہئیں۔ اعمالِ صالحہ کے بغیر قلبی درستی ناممکن ہے۔ اس بارہ میں غیر مسلم کے دعوے بے بنیاد ہیں۔

مکتوب نمبر 40

فرمایا شریعت میں اعتبار علم، عمل اور اخلاص سے ہے۔ اہم جزو اخلاص ہے۔ وہ طریقت وحقیقت سے حاصل ہوتا ہے۔ حالانکہ طریقت اور حقیقت شریعت کے غلام ہیں۔

لوگ شریعت کو پوست (چھلکا) اور طریقت و حقیقت کو مغز کہتے ہیں۔ یہ سب زبانی جمع خرچ ہے۔ ان خیالات سے بچو شریعت ہی اہم شعبہ ہے۔ بیکار صوفیا کرام شریعت سے فرار چاہتے ہوئے ایسی باتیں کرتے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

دفتر اوّل............ حصہ دوم

مکتوب نمبر 41

اس خط میں زور دیا گیا ہے کہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی شریعت کی پیروی لازم ہے۔ طریقت اور حقیقت دراصل شریعت کو مکمل کرنے والی ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر اچھی سے اچھی چیز عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ کو صراطِ مستقیم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو بہترین سیرت فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو اُمتِ خیر قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادب سکھایا تو بہترین سکھایا۔

یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے عالمین کو گھیرا ہوا ہے یہ نظریہ غلط ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم نے عالمین کو احاطہ کیا ہوا ہے۔

شریعت، طریقت اور حقیقت میں جو فرق کرتے ہیں وہ سُکر (مدہوشی) کی وجہ سے ہے مقامِ صحو میں جا کر پتہ چلتا ہے ان میں کوئی فرق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری سوچ سے بلند ہے۔ اس سلسلہ میں شریعت

کی پیروی کرنی چاہئے۔

مقامِ صدیقیت مقامِ نبوت کے بعد ہے۔ نبوت کے علوم وحی سے ہیں وہ قطعی ہیں۔ ان میں شک کی گنجائش نہیں۔ صدیقیت میں علوم ابہام سے ہیں وہ ظنی ہیں یعنی ان میں شک کی گنجائش ہے۔ (انہیں شریعت سے پرکھنا چاہئے)

نفس کتنا ہی پاک صاف ہوجائے اس میں برائی کا مادہ باقی رہتا ہے۔ اس پر ہر دم نگاہ رکھنی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تلوار والی جنگ جہادِ اصغر ہے۔ نفس سے لڑائی یعنی اسے سدھارنا جہادِ اکبر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کی خواہش ہے تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرو۔

مکتوب نمبر 42

دل سے غیرِ حق کی محبت صاف کرنے کا بہترین طریقہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی ہے۔ برے لوگوں سے تعلقات راہِ حق سے دور کردیتے ہیں۔

؎ صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی اچھی صحبت اختیار کرو تم اچھے ہو جاؤ گے۔ بری صحبت سے برے ہو جاؤ گے۔

مکتوب نمبر 43

توحید وجودی کے برخلاف توحید شہودی حق ہے۔ یہ مقام عین الیقین اور حق الیقین ہے۔ توحید وجودی کا مطلب ہے کہ ہر شے اللہ ہے۔ توحید شہودی سے مراد ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ سے قائم ہے۔

ناقص صوفیا ہی توحید وجودی کے قائل ہوتے ہیں جو کہ صریح الحاد ہے یعنی کفر ہے۔

بعض صوفیا کا یہ کہنا کہ میں حق ہوں یا میں سبحان ہوں۔ اگر اس سے مراد یہ ہے کہ میں حق ہوں یہ کفر ہے ہاں اگر یہ مراد ہے کہ حق ہے میں نہیں ہوں یہ ٹھیک عقیدہ ہے۔ اسی طرح سبحان کو سمجھو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں سب سے برتر ہیں، سب کے نبی، سب کے ہادی، سب کے رہبر، سب کے سردار، سب کے شفیع، اول و آخر، جنت کے مالک، سب سے پہلے جنت میں جانے والے، ان کے اوصاف کما حقہ بیان نہیں ہو سکتے۔ آج کے وقت اگر کوئی ان کی شریعت پر تھوڑا سا بھی عمل کر لے وہ عملِ کثیر کی جزا پائے گا۔ وہ بھی محبوبِ خدا بن

جائے گا۔

مکتوب نمبر 44

اس خط میں فرمایا کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہی بہترین لوگ ہوتے ہیں اور اس کی تکذیب (جھٹلانا) کرنے والے بدترین لوگ ہوتے ہیں۔ جو کفر تک لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کرنے سے اصحابِ کہف نے بلند مقام پایا۔ اس وقت اگر کوئی ہجرت مقامی (ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا) نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ ہجرت نفسی کرے۔ یعنی نفس امارہ (گناہ کرنے والا نفس) سے پاک صاف نفس مطمئنہ (نیکیاں کرنے والا نفس) کی طرف ہجرت کرے۔ یہ جہادِ اکبر ہے۔ وہ بندہ بھی بلند مقام پائے گا۔ ایسے لوگ بظاہر لوگوں کے ساتھ ملے ہوتے ہیں مگر قلبی طور پر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ انبیا کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

مکتوب نمبر 45

یہ خط پیر گرامی کی وفات کے بعد اپنے پیر بھائیوں کی تسلی کے لئے لکھا فرمایا قبلہ پیر صاحب اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے تھے مرنے کے بعد وہ اپنے دوست (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ آرام و سکون سے ہیں رونے دھونے کی

بجائے ان کی (پیرگرامی) کی تعلیمات پر عمل کر کے ان کا سا انجام پاؤ۔اب اپنا مددگار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اہل بیت رضی اللہ عنہم اور سلسلہ نقشبندیہ کو بناؤ۔سلسلہ میں کوشش کرو یہ تمہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔

فرمایا ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے اس میں ہر نیکی کا ثواب 70 گنا کردیا جاتا ہے۔اس ماہ میں جو حاصل ہو گا وہ سال بھر جاری وساری رہے گا۔روزے کی جزا مغفرت ہے۔فرمایا بہترین مخلوق بھی انسان ہے اور بدترین بھی وہی انسان ہے۔شریعت پر عمل کر کے انسان اعلیٰ منزل پاتا ہے۔اس شریعت سے منہ موڑنے سے انسان بدترین مقام میں گرجاتا ہے۔

مکتوب نمبر 46

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں وہ حق ہے اس کو پرکھنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔اس میں جو کوئی کمی دیکھے وہ اس کے اپنے مرض قلبی کی وجہ سے ہے۔(جیسے سورج نظر نہ آئے اس میں سورج کا کیا قصور اگر آدمی خود نابینا ہو) بہتر ہو گا کہ اپنے قلب کو ٹھیک کرے۔جیسے مرض صفراء میں ہر میٹھی چیز بھی کڑوی لگتی ہے۔علاج اس کا یہ ہے کہ مرض صفراء کو ٹھیک کیا جائے نہ کہ چیزوں کو میٹھا کرتا پھرے۔

فرمایا کہ نفس امارہ کو ٹھیک کرو سلوک کی راہ پر چل کر نفس مطمئنہ حاصل کرو۔ یہ راہ ولایت کی طرف لے جاتی ہے۔ جو اللہ کے ولی ہوتے ہیں انہیں کسی طرح کا خوف نہ غم ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 47

(یہ خط ایک جرنیل کو لکھا)

معلوم ہونا چاہئے کہ بادشاہِ وقت دل کی مانند ہوتا ہے۔ دل ٹھیک سب ٹھیک۔ دل خراب سب خراب۔ دوسرے لفظوں میں رعایا بادشاہ کے مذہب پر ہوتی ہے۔ بادشاہ کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسے شریعت کے احکامات پر چلنے کی تلقین کرنی چاہئے۔ بادشاہ ٹھیک تو ساری رعایا پاک صاف ہو جائے گی۔ اچھے حاکم کی مدد کرو۔ برے حاکم کی اصلاح کرو۔ خواہ زبان سے یا ہاتھ سے۔ علماءِ سوء (جو دنیا دار ہوتے ہیں) اور نقلی صوفیاء سے ہی لوگ تباہ ہوتے ہیں۔ بادشاہوں کو یہی لوگ راہِ راست سے بھٹکا دیتے ہیں۔ یہی لوگ 72 بھٹکے ہوئے فرقے بنانے والے ہیں۔

اس بڑھیا کی طرح ہو جاؤ جو سوت کی اَٹی لے کر یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو گئی۔ تم بھی شریعت کی راہ پر قدم رکھو (خواہ تھوڑا سا ہو) وہ بھی نجات کا باعث ہوگا۔

مکتوب نمبر 48

فرمایا علماء کرام اور دینی طلبا جو شریعت پر چلنے والے ہوں ان کا ادب کرنا چاہئے شریعت کی ترویج (پھیلانے) میں حصہ ڈالنا چاہئے۔ راہِ خدا میں کروڑوں خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ شریعت پھیلانے کے لئے ایک ٹکہ خرچ کیا جائے۔ فرمایا جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات شریعت پر چلنے سے ہے یہ طریقہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے۔ حشر کے دن شریعت کے بارہ سوال ہوگا نہ کہ تصوف کے بارہ میں۔

جو صوفی شریعت کی ترویج (پھیلانا) کرتا ہے وہ نبوت کے فیضان سے حصہ پاتا ہے۔ صوفی حضرات جو مقام فنا اور بقا اور سیر عن اللہ اور سیر باللہ پا چکے ہوں وہی تبلیغ کرنے کے لائق ہیں۔

مکتوب نمبر 49

فرمایا کہ ظاہر کو احکامات شریعت سے سنوارو اور باطن کو ماسوا اللہ سے آزاد کرو۔ فرمایا یہی اصل کام ہے۔ اس کے سوا سب ہیچ ہے۔ (یعنی کچھ بھی نہیں)

مکتوب نمبر 50

فرمایا ماسوا اللہ سے آزادی حاصل کرو اور شریعت پر چلو۔ معلوم ہونا

چاہئے کہ دنیا دیکھنے میں اچھی اور میٹھی مگر اصل میں زہرِ قاتل ہے۔ دنیا خوار آخرت ٹھیک۔ دنیا ٹھیک آخرت خوار۔ دونوں سوکنیں ہیں۔ صرف ایک ہی راضی ہوسکتی ہے۔ کسی کو اگر آپ نے مال دینا ہے تو زاہد کو دو (جو دنیا سے منہ موڑے ہوئے ہے) وہ اس مال کو صحیح خرچ کرے گا۔

مکتوب نمبر 51

فرمایا شریعت کو پھیلانا سب سے بہتر کام ہے۔ اہل اسلام جو کہ گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں ان کی نجات اہل بیت کی محبت میں ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل بیت کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہیں۔ جو اس میں سوار ہو گیا فلاح پا گیا۔ جو ہٹ گیا وہ تباہ ہو گیا۔

مکتوب نمبر 52

فرمایا نفس امارہ (گناہ کرنے والا نفس) جاہ وسرداری کی محبت پیدا کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا اس کے ماتحت ہو۔ اس کے حکم کی پیروی کرے۔ وہ خود کسی کا محتاج نہ ہو۔ یہ دعویٰ دراصل خدائی دعویٰ ہے۔ نفس امارہ کی پرورش دراصل خدا سے دشمنی ہے۔ نفس امارہ کو ٹھیک کرنے کا طریقہ فقر میں ہے۔ یہ اسے سیدھا کر دیتا ہے۔ انبیا کرام علیہم السلام کا مشن بھی یہی تھا کہ نفس امارہ کو ٹھیک کیا جائے۔ احکام شریعت کی پیروی بھی نفس امارہ

کو درست کرتی ہے۔ چلّے ریاضتیں، مشقتیں بے کار ہوتی ہیں جیسے بے دین گرو، جوگی کرتے ہیں۔ اور کچھ نہیں پاتے ان کا نفس ان سے اور طاقتور ہوجاتا ہے۔ ان کا مرض اور بڑھ جاتا ہے۔ کلمہ طیبہ کے ساتھ شریعت پر چلنا ہی نفس امارہ کا علاج ہے۔

مکتوب نمبر 53

یہ خط بھی مکتوب نمبر 33 کی طرح ہے یعنی علماء سوء ہر فساد کی جڑ ہیں۔

مکتوب نمبر 54

اس خط میں فرمایا بدعتی کی صحبت کافر کی صحبت سے بدتر ہے۔ (بدعتی کو کافر سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔) بدعتی فرقوں میں سب سے بدترین فرقہ شیعہ ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا جانتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو (بقول ان کے) اگر قابل اعتراض ٹھہرائیں تو قرآن کو بھی غلط کہنا پڑے گا۔ (قرآن ٹھیک ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ٹھیک ہوں گے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو جھگڑے (اختلاف) تھے وہ نفسانی خواہشات کی وجہ سے نہ تھے (ان کے نفس کا تزکیہ ہوچکا تھا) بلکہ اپنے اجتہاد کی وجہ سے

تھے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ اجتہاد میں غلطی پر بھی ثواب ملتا ہے۔ یزید بدقسمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے نہ تھا۔ قطب زمان حضرت بندگی مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں پڑھا کریں۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحیح تعریف کی ہے۔ بدعقیدگی کی جڑ کاٹ دی ہے۔ تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخالف لوگ شرمندہ و ذلیل ہوں۔

مکتوب نمبر 55

اس خط میں فرمایا کہ محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم بہت بڑی سعادت ہے۔

مکتوب نمبر 56

اس خط میں سادات سے عقیدت اور ان کی تعریف ہے۔

مکتوب نمبر 57

فرمایا طریقت اور حقیقت کا راستہ شریعت کے عین مطابق ہے۔

مکتوب نمبر 58

فرمایا سلسلہ نقشبندیہ بہت اعلیٰ سلسلہ ہے۔ دوسرے سلاسل کی انتہا اس سلسلہ کی ابتدا ہے۔

فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے فیض فی الفور ملتا تھا۔ اب طالبوں کو بعد میں آنے والے اولیاء اللہ سے فیض بڑی محنت

کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں کہ ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ؟ جواب دیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک سے لگا ہوا غبار ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے افضل ہے۔ (یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور غیر صحابہ میں فرق ہے)

مکتوب نمبر 59

اس خط میں فرمایا نجات کے لئے تین (3) چیزیں درکار ہیں وہ ہیں علم۔ عمل اور اخلاص (علم دو طرح کا ہے ایک عقیدہ ٹھیک کرنے کے لئے ایک عمل ٹھیک کرنے کے لئے) علم اور عمل تو شریعت سے حاصل ہوتے ہیں لیکن اخلاص (جو کہ علم اور عمل کی روح ہے) وہ طریقت اور حقیقت سے حاصل ہوتا ہے وہ بندہ خوش نصیب ہے جسے یہ تینوں چیزیں حاصل ہو جائیں یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے وہی فرقہ ناجی ہے۔ لوگوں کو چاہیے دوسرے فرقوں سے بچ کر رہیں۔ معلوم ہونا چاہیے صرف اہل سنت و جماعت ہی دیدارِ رب تعالیٰ اور شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ دوسرے فرقے ان کا انکار کرتے ہیں۔ دوسرے فرقوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی فضیلت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل پوشیدہ ہیں۔

وہ اہل بیت کی محبت سے بھی محروم ہیں۔ جو کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہیں۔ جو اس کشتی میں سوار ہو گیا وہ فلاح پا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں جس نے ان کی اقتدا کی وہ بھی فلاح پا گیا۔ کشتی ستاروں کی مدد سے ہی منزل کی طرف چلتی ہے۔ سن لیں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انکار سب کا انکار ہے۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پائی ہے۔ یہی ان کی فضیلت کا باعث ہے۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے صحبت نہیں پائی اس لئے اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا درجہ نہ پایا۔ حالانکہ قرنی رحمۃ اللہ علیہ میں بڑے بڑے کمالات تھے۔

معلوم ہونا چاہئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف اور جھگڑے اجتہادی تھے۔ دونوں فریقوں کو ثواب ملا۔ دوامی اخلاص والا آدمی مخلَص ہوتا ہے۔ جس کا اخلاص دوامی نہیں وہ مخلِص ہوتا ہے ان میں بڑا فرق ہے۔ دوامی اخلاص اللہ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے جبکہ غیر دوامی اخلاص محنت اور کوشش سے حاصل کیا جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 60

فرمایا دلی خطرات اور وسوسے شیطان کی پیدا کردہ ہے۔ اس کا

علاج سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے توجہ مرشد کریم اور مجاہدات سے ہوتا ہے۔ بعض بزرگوں نے 10 - 10 یا 40 دن کے چِلّوں پر زور دیا۔

مکتوب نمبر 61

آدمی میں آگے بڑھنے کی طلب ہونی چاہیئے۔ اس لئے کامل مرشد کی صحبت کی ضرورت ہے۔ طلب میں کمی اور سستی ناقص پیروں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (نہ وہ خود نماز پڑھتے ہیں نہ ان کے مرید پیر کو دیکھ کر عمل کرتے ہیں) اگر عمل کی طلب ہے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اس سے طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 62

(خط کی عبارت بہت پیچیدہ ہے) فرمایا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو (2) راستے ہیں ایک جذبہ دوسرا سلوک۔ سلوک سے پہلے جذبہ کچھ معنی نہیں رکھتا۔ سلوک کے بعد جذبہ قابل قدر ہے وہ راستہ میں آسانی پیدا کرتا ہے۔

مکتوب نمبر 63

فرمایا تمام انبیا کرام علیہم السلام دین میں متفق ہیں (مثلاً اللہ کی ذات صفات، حشر نشر، جنت دوزخ، فرشتوں کا معصوم ہونا، وحی، عذاب ثواب،

شرک وغیرہ میں وہ متفق ہیں) اختلاف صرف فروعات میں تھے۔ انبیا کرام علیہم السلام کائنات کے لئے رحمت ہیں وہی نجات کا سبب ہیں۔ ان کی وجہ سے غیر خداؤں سے خلاصی ملی۔ ان کی ذات اور تعلیمات سے اللہ تعالیٰ کا پتہ چلا۔ (پہچان ہوئی) حق کا راستہ معلوم ہوا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے ان کی تصدیق کی۔ اکثر شریعتوں یا احکامات کا نسخ وتبدیلی ہونا اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت ہے۔ سب انبیا کرام علیہم السلام نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات حلول اور اتحاد سے پاک ہے۔ انبیا کرام علیہم السلام کے منکرین نے خدا ہونے کے دعوے کئے۔ حلال وحرام میں فرق مٹایا۔ ہر قانون سے اپنے کو بالا کیا۔ خود بھی گمراہ ہوئے اوروں کو بھی خراب کیا۔

انبیا کرام علیہم السلام نے بتایا کہ فرشتے معصوم ہوتے ہیں وحی میں خیانت نہیں کرتے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں انبیا کرام علیہم السلام کو ماننے والا بنائے۔

آمین

مکتوب نمبر 64

جاننا چاہئے کہ جسم کے لئے جو راحت ہے وہ روح کے لئے عذاب ہے اور اسی طرح روح کے لئے جو راحت ہے وہ جسم کے لئے عذاب ہے۔ روح کو راضی رکھنے کی کوشش کرنا چاہئے اسی میں نجات ہے۔ اس سلسلہ میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ دنیا میں عیش و آرام کی تلاش کرنا بے عقلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن اور انسان عبادت کے لئے پیدا کئے۔ معلوم ہونا چاہئے عبادت میں عاجزی درکار ہے ورنہ عبادت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے کو گرانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے دعوت کے کھانے میں نقص نہیں نکالنے چاہئیں۔

مکتوب نمبر 65

(یہ خط ایک جرنیل کو لکھا) فرمایا اسلام اس وقت اس حد تک کمزور ہو چکا ہے کہ کفار علانیہ اسلام پر اعتراضات کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اسلام کے احکامات مٹاتے ہیں۔ اسلام کی رونق بحال کرنے کا گُر یہ ہے کہ شرع تلوار اور بادشاہوں سے وابستہ ہے۔ اس وقت اس کا اُلٹ ہے۔ افسوس صد افسوس حکومت میں جو صاحب کردار ہیں انہیں جاگنا ہوگا۔ ہمت کرنی ہوگی (جنون کی حد تک) شریعت کو زندہ کرنا ہوگا۔ اس وقت یہ سب سے اچھا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

مکتوب نمبر 66

فرمایا سلسلہ نقشبندیہ دوسرے سلاسل سے اس لئے افضل ہے کہ یہ

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضل اس لئے یہ سلسلہ بھی افضل۔

فرمایا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل جو بعد میں مسلمان ہوگیا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی اس وجہ سے وہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بعد میں آنیوالے بزرگوں سے افضل ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے ناک سے نکلنے والا غبار حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے افضل ہے۔

مکتوب نمبر 67

ایک حاکم وقت کے سامنے ایک آدمی کی سفارش کی۔

مکتوب نمبر 68

یہ خط ایک حاکم وقت کو لکھا اسے نصیحت کی صاحب اقتدار لوگوں کو انکساری زیب دیتی ہے۔ فقراء کو استغنا (لالچ نہ ہونا، بے نیازی) ہوتا ہے۔ ایسے فقراء سے واقفیت اور تعلقات سے بندہ اپنے عیبوں اور کوتاہیوں سے واقف ہوجاتا ہے جس سے اسے توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔

؎ صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

یعنی اچھے کی صحبت سے آدمی اچھا ہو جاتا ہے برے کی صحبت سے آدمی برا ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 69

اس خط میں فرمایا کہ تواضع کرنے سے درجات بلند ہوتے ہیں گھٹتے نہیں۔ نجات پانے کے لئے اہل سنت و جماعت جیسے عقائد اور عمل ہونے چاہئیں۔ یہی نجات یافتہ فرقہ ہے۔

قیامت کے دن باقی فرقے بھی یہ مان جائیں گے آج تو وہ انکاری ہیں۔

مکتوب نمبر 70

(یہ خط ایک حاکم وقت کو لکھا)

اسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک بہترین مخلوق بنایا۔ اگر اس نے شکر ادا کیا اور نیک عمل کئے اس سے وہ محبوبِ خدا بن جاتا ہے۔ اگر اس کے خلاف کیا تو عذابِ الٰہی کا مستحق بھی انسان ہی ہے۔ لذیذ کھانے اور دیدہ زیب لباس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے احکام ادا کرنے کے لئے ہیں تو ٹھیک ورنہ وہ راندہ درگاہ ہوگا۔ اللہ کا شکر اس کی عبادت کرنے سے ادا ہوتا ہے۔ اسے نصیحت کی کہ تمام امور میں علماء دین دار کے فتوؤں کے مطابق

زندگی بسر کریں۔ صوفیاء کرام سے میل جول رکھیں تا کہ نفس سیدھا رہے۔

ع باہجھ فقیراں کسے نہ ماریا ظالم چور اندر دا ھو

دین میں عزیمت (یعنی ہمت سے کام لیں) اور سارے دین پر عمل کریں۔ بے عمل لوگوں کی طرح رخصت نہ ڈھونڈتے پھریں۔

مکتوب نمبر 71

یہ خط بھی ایک حاکم وقت کو لکھا۔ اسے نصیحت فرمائی کہ جو نعمتیں آپ کو ملی ہیں اس کا شکر عبادت کر کے ادا کریں باقی نصیحتیں خط نمبر 70 کی طرح ہیں۔

مکتوب نمبر 72

(یہ خط ایک صاحبِ اقتدار افسر کی طرف لکھا) اسے نصیحت فرمائی کہ دین اور دنیا اکٹھے جمع نہیں ہو سکتے۔ کوشش کریں کہ دنیا سے حصہ کم سے کم ہو۔ اگر زیادہ کی کوشش اور خواہش ہے تو یہ منافقت ہے۔ اسے حشر کے دن کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کھانا پینا اور لباس شریعت کے مطابق ہونا چاہئے۔ زکوٰۃ نصاب کے مطابق ادا کرنی چاہئے۔ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مکتوب نمبر 73

(یہ خط ایک حاکم وقت کو لکھا) اسے نصیحت فرمائی کہ دنیا اور دنیاداروں کی خدمت اور فضول علم حاصل کرنے سے منع فرمایا۔ فرمایا دنیا مردار کی طرح ہے اس سے بڑی دنیا کی مذمت اور کیا ہوسکتی ہے۔ دنیا چینی لگا زہر ہے۔ دنیا ہر وہ چیز ہے جو اللہ سے دور کرے۔ سلسلہ نقشبندیہ ہی پورے دین پر عمل کرتا ہے۔ اس میں شامل ہونا چاہیئے۔ اس سے بڑی نعمت کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے اعمال سے راضی ہو۔ اگر بندے کے کردار سے رب تعالیٰ ناراض ہے تو اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہوسکتی ہے۔ فرمایا والدین اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں ان کا ادب اور خدمت کرنی چاہیئے۔ جوانی میں توبہ بڑھاپے کی توبہ سے ہزار درجے بہتر ہے۔ جوانی میں تھوڑا سا عمل بڑھاپے کے بے شمار اعمال سے بہتر ہے۔

؎ درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقتِ پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

یعنی جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کی سنت ہے بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار ہوجاتا ہے۔

اگر حاکم اپنے ماتحت کو کوئی کام کرنے کو کہے تو وہ پھرتی سے کام کرتا

ہے مگر ہم اللہ تعالیٰ جو کہ سارے حاکموں کا حاکم ہے اس کا حکم ٹالنے میں دیر نہیں کرتے۔ علم بغیر عمل کے بے کار ہے۔ کیونکہ اصل مقصود عمل ہے۔ (عقیدہ کے بعد) آخرت میں سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس نے علم پر عمل نہ کیا ہو۔

مکتوب نمبر 74

فرمایا خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اولیاء اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی شان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوں بتائی کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں رہتا۔ (یعنی خوش نصیب ہو جاتا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (اُمت کی تعلیم کے لئے) فقراء مہاجرین کے طفیل کفار پر اللہ تعالیٰ سے فتح مانگی۔ (یعنی انہیں وسیلہ بنایا) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ بکھرے بالوں والے جو دروازوں سے دھکیلے جاتے ہیں وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں اگر وہ قسم اٹھالیں (کسی بات کے کرنے کے لئے) تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

حشر کا دن بڑا ہولناک دن ہے۔ اس سے پناہ مانگنی چاہئے۔ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس دن نفسی نفسی پکارتے ہوں گے۔ (سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے) اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر چارہ نہیں۔ نجات

اسی میں ہے۔

مکتوب نمبر 75

فرمایا سعادتِ دارین اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہے۔ سب سے پہلے اہل سنت و جماعت کے بزرگوں کی رائے کے مطابق عقائد ٹھیک کریں۔ پھر حلال و حرام، فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح و مشتبہ (شک والی) کا علم حاصل کریں پھر اس پر عمل کریں۔

دنیا مردار ہے اس سے اتنا کھائیں جس سے جان بچ جائے۔ زیادہ کا لالچ گھاٹے کا سودا ہے۔

ع کار ایں است وغیر ایں ہمہ ہیچ

یعنی اصل کام یہی ہے اس کے سوا سب ہیچ ہے۔ (یعنی بے کار ہے)

مکتوب نمبر 76

اس خط میں فرمایا نجات کا دارومدار دو چیزوں پر ہے۔ اوامر (احکامات) کرنے کے اور ممنوعات (جو منع کی گئی ہیں) سے بچنے سے۔ ان دو (2) چیزوں کو ورع اور تقویٰ کہتے ہیں۔ ایک آدمی بہت عبادت کرتا تھا جو کہ دوسرا ورع۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ورع والا اچھا رہ گیا۔ کیونکہ دین کا دارومدار ورع اور تقویٰ پر ہے۔ عبادت میں فرشتے آگے ہیں۔ مگر

ورع اور تقویٰ سے انسان فرشتوں سے اعلیٰ ہو گیا جہاں تک ہو سکے مباحات میں احتیاط کرو ورنہ مشتبہ میں جا پھنسو گے۔ رب تعالیٰ کے سامنے ہمیشہ عاجزی کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عاجزی عبادت گزارنے سے زیادہ محبوب ہے۔ حقوق العباد (بندوں کے حق) اگر پامال کئے ہیں تو آج ہی ان بندوں سے معافی مانگ لیں ورنہ قیامت کے دن نیکیاں ان کو دی جائیں گی۔ اور ان کے گناہ اپنے سر لینے ہونگے۔ حشر کے دن اس طرح کا آدمی (یعنی حقوق العباد برباد کرنے والا) مفلس رہ جائے گا۔ مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس نیکیاں نہ ہوں۔ فرمایا جس شہر میں نیکیاں ہوں وہ سارے ملک سے بہتر ہوتا ہے۔ دین کی مخالفت کرنے والوں سے لڑو اور دین پر قائم رہو۔ حشر کے دن کامیابی اور کامرانی اسی سے ہے۔

مکتوب نمبر 77

اس خط میں فرمایا کہ اللہ کی عبادت اس وقت میسر آتی ہے جب غیر خدا کی بندگی سے منہ موڑ لیا جائے۔ عبادت جنت کے لالچ اور دوزخ سے بچنے کے ڈر سے نہ کرو بلکہ اللہ کی رضا کے لئے کرو۔ انبیا کرام علیہم السلام اس نقطہ پر توجہ مرکوز رکھتے ہوئے ایمان کی دعوت دیتے تھے۔

مکتوب نمبر 78

سفر در وطن سیر آفاقی و انفسی تب قابل اعتبار ہے جب دین اسلام کی مکمل اتباع کی جائے۔ سلسلہ نقشبندیہ کا یہی دستور ہے۔ دین کی اتباع کے بغیر اگر کچھ احوال و مواجید حاصل ہوں وہ کرامت نہیں بلکہ استدراج ہیں اور آخر میں رسوائی۔ بندہ لوگوں کے ڈر سے صبح و شام کام کرتا ہے کہ کہیں بدنامی نہ ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ جو کہ ہر چیز سے واقف ہے اس کا ہم لحاظ نہیں کرتے۔ ہر وقت توبہ اور رجوع کرنا چاہئے۔ کیا پتہ زندگی کب ساتھ چھوڑ جائے۔ دانشمندی یہ ہے کہ نیک کام میں تاخیر نہ کرو۔ توبہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔ (گناہوں سے توبہ کرنے والا) ایسے ہو جاتا ہے گویا گناہ کئے ہی نہیں۔ اس سلسلہ میں بزرگ بھائیوں سے مدد لینی چاہئے۔ پیر حضرات پر اعتراض زہر قاتل ہے۔

مکتوب نمبر 79

دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن پچھلی تمام شریعتوں اور کتابوں کا نچوڑ ہے۔ ان پر عمل تمام شریعتوں پر عمل ہو گیا۔ اس دین کا انکار سب دینوں کا انکار ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق تمام کمالات کی تصدیق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منکر سب سے بدتر ہے۔

مکتوب نمبر 80

اس خط میں فرمایا ناجی فرقہ اہل سنت وجماعت ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نشانی یہ بتائی کہ اس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام کیوں لیا؟ وہ اس لئے کہ سارا دین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے توسل سے ملنا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لے کر یہ ثابت کیا کہ وہ سب حق پر ہیں۔ فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انکار دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار ہے۔ دراصل حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے جو اسے نہ مانے وہ کافر قرار پائے۔

کسی ایک صحابی کا انکار سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انکار ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں تقیہ کا خیال کرنا کم عقلی ہے۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ تیس سال تک خلفا ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا انکار اپنے سینے میں چھپائے رکھیں یہ سراسر نفاق ہے۔ خلفا ثلاثہ کی جو تعریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی وہ ثابت کرتی ہے کہ یہ حضرات حق ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری وحی لوگوں تک پہنچائی کچھ حصہ چھپایا نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں اختلاف اجتہاد کی وجہ سے تھا نہ کہ نفسانی خواہشات کی وجہ سے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز کے مطابق قرآن جمع کیا۔ ان پر اعتراض قرآن مجید پر اعتراض ہوگا۔ وہ حضرات حق پر تھے۔ اس لئے قرآن حق ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق تھے۔ مشورہ نہ کرنے کی وجہ سے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیعت میں دیر کی۔ مشورہ اس لئے نہ کیا جاسکا کہ اہل بیت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر نڈھال تھے اور وہ (اہل بیت) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔

مکتوب نمبر 81

فرمایا تقریباً ایک صدی سے اسلام پستی کی طرف گامزن ہے۔ غیر مسلم اسلام کے احکام کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی شعائرِ اسلام کے اظہار کی بات کرتا ہے تو اسے قتل بھی کردیتے ہیں۔ اسی وجہ سے ذبیحہ گاؤ ہندوستان میں تقریباً بند ہے۔ مسلمانوں کی پستی کی وجہ سے برے سے برے دن آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے اور کوئی باہمت ہستی ہمیں عطا فرمائے جو اسلام کی عظمت کو بحال کرے۔ بادشاہوں کی توجہ سے ہی یہ کام آسان ہوسکتا ہے۔

مکتوب نمبر 82

فرمایا دل کی سلامتی ماسوائے اللہ کے بھلانے کے بغیر میسر نہیں آسکتی۔اور ماسوائے اللہ بھلانے کا نام ہی فنا ہے یہ بڑی نعمت ہے۔لوگ کم ہی جانتے ہیں۔اللہ ہمیں نظر کی کجی سے بچائے۔(غلط سوچنا سمجھنا)

مکتوب نمبر 83

فرمایا اپنے ظاہر کو شریعت سے آراستہ کرو۔اور باطن کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو۔یہ دونوں نعمتیں بہت عظیم ہیں۔یہی مٹی کو سونا بنانے والی ہیں۔

مکتوب نمبر 84

فرمایا شریعت اور حقیقت ایک دوسرے کے بالکل عین ہیں۔اور حق الیقین تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔شریعت کے احکامات سے شروع کرنا ہوگا۔لازمی ہے ہمیں غیر حق سے دور رہنا چاہئے۔بشری کمزوریوں کو دور کرنا ہوگا۔سُکر (جو کہ شریعت کے خلاف ہے) ابتدا میں ہوتا ہے اور انتہا صحو (شریعت کے موافق) کے ساتھ ہے۔صوفی (ابتدا والا بزرگ) حال اور وقت کے تابع ہوتا ہے۔اور صافی (حق الیقین تک پہنچنے والا) وقت اور حال سے فارغ ہو چکا ہوتا ہے۔

شریعت حقیقت کا پوست (چھلکا) نہیں بلکہ مغز ہے۔ سیر وسلوک کیا ہیں؟ فرمایا اجمال (پوشیدہ) ظاہر ہو جائے، کشف ہو جائے۔ حق الیقینی حاصل ہو۔

مکتوب نمبر 85

عقائد اور اعمال صالحہ دونوں ضروری ہیں۔ ابتدا نماز سے شروع ہوتی ہے (جو وقت پر ادا ہوتی ہے) فرمایا نماز دین کا ستون ہے۔ (یعنی دین کی چھت نماز پر قائم ہے) نماز بے حیائی سے بچاتی ہے۔ فقراء کی صحبت رکھنی چاہئے۔ امیر لوگوں کی صحبت زہر قاتل ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امیر آدمی کی تواضع سے دو تہائی (2/3) دین تباہ ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 86

نصیحت فرمائی کہ دل کو غیر خدا سے محفوظ رکھیں۔ یہی اصل کام ہے۔ باقی ہیچ ہے (بے کار ہے) کسی کا قرض اتارنا اچھی بات ہے۔

مکتوب نمبر 87

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دوستوں کی صحبت سے نوازے۔ ان کے پاس بیٹھنے والا شقی (بد بخت) نہیں رہتا خوش بخت ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 88

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کی پابندی میں بوڑھا ہوا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔(مفہوم حدیث) اول جوانی میں ہی اس طرف مائل ہونا چاہیئے۔

مکتوب نمبر 89

زندگی بھر نیک اعمال کرنے چاہیئے۔ پتہ نہیں موت کب آجائے۔ قبر والوں کو تمہاری دعاؤں کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے ''بے شک میت ڈوبتے ہوئے انسان کی طرح ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت دعا کی منتظر رہتی ہے جو اسے باپ بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے۔''

فرمایا اگر دنیا کی کچھ قدر ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو ایک بال کے برابر دنیا سے کچھ نہ دیتا۔

مکتوب نمبر 90

اللہ کرے دنیا ہماری نظر میں خوار اور بے اعتبار ہو جائے۔ کرنے والا کام یہ ہے کہ غیر حق سے دوری ہو جائے اس کا حصول طریقہ نقشبندیہ کے بزرگوں کی صحبت ہے۔ ان کے پاس ایک لمحہ بیٹھنے میں وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو ہزاروں سال کی ریاضتوں سے بھی نہیں ملتا۔ اس کی وجہ سے ہے کہ ان کا

طریق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہے۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنی چاہئے۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک نظر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو صحابی کا اعلیٰ درجہ پا جاتے۔

ے یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مکتوب نمبر 91

فرمایا کہ عالمِ قدس کی طرف پرواز کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عقائد درست ہوں اور اعمال صالح ہوں۔ غیر خدا کا خیال تک نہ آئے اسے فنا کہتے ہیں اس کے بغیر سب بے کار ہے۔

مکتوب نمبر 92

اطمینانِ قلب ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ذاکر کو ذکر کے ذریعے مذکور (جس کا ذکر کیا جائے) سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ تھوڑی سی بھی ہو بڑی نعمت ہے۔ دل کی طہارت (پاکیزگی) اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمیشہ ذکر میں مصروف رہو۔

مکتوب نمبر 93

ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہئے۔ نمازیں مستحب اوقات میں

باجماعت ادا کریں۔ اگر ذکر میں کچھ فتور ہو تو اسے مرشد کریم کی مدد سے دور کریں۔ دعا ہے اللہ تمہارے کام آسان کرے۔

مکتوب نمبر 94

درست عقائد اور اعمال صالحہ کی مدد سے ہی عالم حقیقت کی طرف پرواز ہوتی ہے۔ ان کے بغیر بالکل نہیں۔ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر یہ دولت نصیب نہیں ہوتی۔

؎ محال ست سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی یہ ناممکن ہے کوئی راہِ حق طے کرے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے۔

مکتوب نمبر 95

بعض نظریات ایسے ہیں کہ انسان کائنات کا جامع ہے۔ اس کا قلب سارے انسان کا جامع ہے۔ دل عرش سے بھی زیادہ وسعت رکھتا ہے۔ بعض اولیا اللہ کا جھنڈا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے سے بلند ہے۔ بس عقیدہ ٹھیک کرلو۔ بُرے اعمال سے کچھ عذاب نہ ہوگا۔ سیدھے جنت میں جا پہنچیے۔ ولائت نبوت سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کائنات میں کہیں نہیں

سما تا مگر مومن کے دل میں سما جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے سامنے اعمالِ بد کچھ بھی نہیں وغیرہ وغیر۔

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح کی باتیں دوراز کار ہیں (خام خیالی یعنی یہ سوچ غلط ہے) اکثر ایسی باتیں سُکر کی حالت میں وارد ہوتی ہیں۔ جو کہ بالکل ابتدائی سٹیج ہے۔ اس کے کشف کا کچھ اعتبار نہیں وہ ظنی (شک والا) ہوسکتا ہے۔ جب تک اسے شریعت کے معیار پر نہ پرکھیں۔ شریعت کے خلاف کشف کا کوئی اعتبار نہیں خواہ کسی سٹیج کے ہوں۔ جیسے مقامِ صحو (حق الیقین) والے ہوں۔ یقین کریں اللہ تعالیٰ دلوں میں سمانے سے پاک ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو مقید کرنا ہے (قید میں کرنا ہے) اور حلول کرنا ہے۔ (حل ہونا جیسے چینی دودھ میں حل ہوجاتی ہے) جو کہ بالکل غلط نظریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے۔

اعمالِ صالحہ ہی کام آئیں گے۔ درست عقیدہ کے باوجود گناہوں پر عذاب ہوگا۔ اس کے بعد ہی بندہ جنت کا منہ دیکھے گا۔ علومِ شرعیہ کا ہردم خیال رکھیں۔ نبوت ہر حال میں ولائت سے افضل ہے۔ نبوت کا درجہ نہ گھٹائیں۔ یہ شان انبیا کرام علیہم السلام اور شانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخی ہے۔ جس پر شدید عذاب اور گرفت ہوگی۔

مکتوب نمبر 96

نصیحت فرمائی کہ زمانہ جوانی میں کام کرلو بڑھاپے میں کچھ بن نہ پڑے گا۔ نصاب پورا ہونے کی صورت میں پوری زکوٰۃ ادا کریں۔ نمازیں وقت پر ادا کریں۔ مشتبہ (شک والی) چیزوں سے بچو کہیں حرام میں نہ جا گرو۔ شیطان مردود اللہ تعالیٰ کے کرم اور عفو (معاف کرنا) کا دھوکہ دے کر بندوں سے برے کام کرواتا ہے۔ سن لو گناہوں پر ضرور عذاب ہوگا بھولے میں نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سے تقویٰ و پرہیزگاری، نیک اعمال اور درست عقیدے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کے برخلاف باعثِ عذاب ہے۔ علما کرام واضح کرتے ہیں کہ گناہ صغیرہ پر اصرار (بار بار کرنا) گناہِ کبیرہ تک لے جاتا ہے۔ اور گناہ کبیرہ پر اصرار کفر تک لے جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 97

معلوم ہوا انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ عبادت سے ہی یقین کی دولت حاصل ہوتی ہے۔ عبادت سے پہلے ایمان کی صرف صورت ہوتی ہے۔ عبادت کے بعد حقیقت ایمان پیدا ہوتی ہے۔ یہی ایمان قابل اعتبار ہے اور اس سے مراد حق الیقینی ہے۔ بقاباللہ سے اگر یہ مراد لی جائے کہ بندہ اللہ میں گھل مل گیا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا حلول کرنا

ثابت ہوگا جو کہ محال ہے۔بے دینی ہے۔کفر ہے۔بقا باللہ اور فنا فی اللہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ حق تعالیٰ کی رضا کے لئے کام کرے۔اپنے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔یعنی اللہ تعالیٰ کے قوانین کا پابند ہوجائے۔اسی طرح سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ وغیرہ کے معنی ہیں (اللہ کی ذات میں شامل ہونا نہیں جیسے خام صوفیا کہتے ہیں)

مکتوب نمبر 98

اللہ تعالیٰ نرمی اختیار کرنے والوں سے تواضع کرنے والوں سے، زبان درازی نہ کرنے والوں سے، بے ہودگی نہ کرنے والوں سے، غصہ پینے والوں سے، قدرت رکھتے ہوئے معاف کرنے والوں سے، اپنی زبان کی حفاظت کرنے والوں سے، حقوق العباد برباد نہ کرنے والوں سے، اگر وہ سرزد ہوجائیں تو حقوق العباد معاف کرانے والوں سے خوش ہوتا ہے۔اور ان پر اپنی نوازشیں کرتا ہے۔دنیا سے کم سے کم حصہ لیں اگر دنیا کی قدر بال کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں کو کچھ حصہ نہ دیتا۔دنیا کا قیام تھوڑا ہے آخرت بہت سخت اور دائمی ہے۔دور اندیشی یہ ہے کہ دنیا میں عمل صالح کرے۔اس سے غافل نہ ہونا چاہئے۔جوانی اور وسیع وسائل کی موجودگی میں غفلت نہ کریں۔جو باتیں اوپر درج ہیں ان کا خیال رکھیں خوابِ خرگوش

سے جا گیں۔خوش قسمت کے لئے تو ایک حرف ہی کافی ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 99

(اس خط کی زبان بہت مشکل ہے) دوام آگاہی صرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے۔ نیند میں ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ نیند میں ان کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ جب وہ مخلوق میں ہوتے ہیں تو خدا سے غافل نہیں ہوتے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں مخلوق سے غافل نہیں ہوتے۔ ان کا علم ہمہ گیر ہے۔ دوسرے لوگوں کو اس سے بہت ہی کم حصہ ملا ہے۔ پس کوشش کریں کہ غفلت نہ ہو۔

ع جو دم غافل سو دم کافر

جسم اور نفس تو غفلت میں ہی ہیں۔ ان سے شرارت کا ہی ڈر لگتا ہے۔ لیکن روح جو امرِ ربی ہے نور ہے۔ جب جسم اور نفس میں آئی ہے اپنی نورانیت کھو بیٹھی ہے۔ انسان احسن تقویم ہے یعنی اچھا بنایا گیا ہے۔ لیکن غفلت کی وجہ سے بدترین حالت میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ پس کوشش کریں غفلت نہ ہو لیکن ہم اپنی ساخت ہی سے غفلت کے پیکر ہیں۔ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی دوام آگاہی کے مرتبہ کے اہل ہیں۔

مکتوب نمبر 100

(اس خط کی عبارت بھی مشکل ہے) کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کو علم غیب نہیں۔امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں ایسی بے تکی بات سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے ازلی ہے مستقل ہے۔اللہ تعالیٰ کا علم غیب قرآن مجید سے ثابت ہے لوگوں کے منہ کی بات ان کی بے عملی اور ان کے بخل کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے پناہ میں رکھے۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ اور بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے نعروں کی کیفیت پہلے مکتوب میں دیکھیں۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش عام انسانوں کی طرح نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہونے کے باوجود نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے انہیں بنایا۔

مکتوب نمبر 101

بعض لوگوں نے کاملین کو ناقص خیال کیا۔ (اس ضمن میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے رہنمائی چاہی گئی۔) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب بندہ کا نفس امارہ ہو تو اس میں نقص ہو سکتا ہے۔ اور وہ نقص ہی دیکھتا ہے۔ لیکن جب بندہ نفس مطمئنہ کے مقام پر جائے اس میں نقص کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ کاملین ہوتے ہیں۔ ایسے حضرات پر اعتراض کرنا اپنی بے علمی اور نفرت کا اظہار کرنا ہے۔ کمال لوگوں کو اپنے جیسا سمجھنا بیوقوفی ہی ہے۔ ایسے ہی کفار

انبیا کرام علیہم السلام پر اعتراض کرتے تھے۔ انہیں اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ وہ بے عقل، بدنصیب، بے ایمان تھے۔ کاملین پر اعتراض کرنے والے بھی ایسے ہی ہیں۔

مکتوب نمبر 102

یہ خط سود کے بارہ میں ہے ایسے معاملات میں علماء شریعت سے رجوع کرنا چاہیئے۔ بڑا نازک مسئلہ ہے۔

مکتوب نمبر 103

عافیت کیا ہے؟ عافیت یہ ہے کہ بندے سے گناہ سرزد نہ ہوں۔

مکتوب نمبر 104

معلوم ہونا چاہیئے دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا میں عمل کرنا چاہیئے تاکہ مرنے کے بعد خیریت رہے۔ بے شک مُردوں کو تمہاری دعاؤں کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ماتم اور رونے دھونے سے مُردوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کے لئے دعاء استغفار اور صدقہ کرنا چاہیئے (کل تمہارے لئے بھی دوست احباب رشتہ دار دعا کریں گے اگر آپ مُردوں کو بھول جائیں گے کل تمہیں بھی لوگ بھول جائیں گے)

مکتوب نمبر 105

فرمایا بیماری میں اچھی سے اچھی غذا بھی فائدہ نہیں دیتی۔اسی طرح قلبی مرض (یعنی غیر خدا سے تعلق) میں بھی کوئی عبادت فائدہ نہیں دیتی۔خواہ قرآن مجید کی تلاوت ہو یا روزے رکھے جائیں۔ بندے کی خواہش اس کا معبود ہے۔اس سے نجات چاہئے۔قلبی مرض کا علاج سلاسل کے مشائخ کے پاس ہے(نا کہ علماء کرام کے پاس)۔

مکتوب نمبر 106

اولیاء اللہ اور ان کی پہچان عظیم نعمت ہے۔ اولیاء اللہ سے بغض زہر قاتل ہے۔ان پر اعتراض ابدی محرومی ہے۔اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ کی مہربانی کے بغیر کوئی بندہ گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔دعا ہے کہ ان حضرات کی معیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

مکتوب نمبر 107

تین (3) سوال کئے گئے۔ان کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

1:۔ سوال نمبر1۔ پہلے زمانہ کے اولیاء اللہ سے زیادہ کرامات ظاہر ہوتی تھیں اب وہ کیفیت نہیں رہی کیوں؟

2:۔ سوال نمبر2۔ کشف میں شیطانی اثر ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر

ہوسکتا ہے توصحیح کشف کا پتہ کیسے چلے؟

3:۔ سوال نمبر 3۔ کرامت اور استدراج میں فرق کیسے کریں جبکہ دونوں کا اثر ایک جیسا ہے؟

جوابات:۔

سوال نمبر 1:۔ کرامت کا کم ہونا یا زیادہ ہونا۔

کثرت کرامات سے اولیاء اللہ کو پرکھنا نادانی ہے۔ معلوم رہے کرامت نہ تو ولائت کے ارکان اور نہ شرائط میں شامل ہے۔ کرامت زیادہ ہونے یا کم ہونے سے ولی کی فضیلت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ معلوم ہونا چاہئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت ہی کم کرامات ظاہر ہوئیں۔ حالانکہ اعلیٰ سے اعلیٰ ولی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ ولی کی فضیلت اس میں ہے کہ اس کو کتنا قرب الٰہی اور حق الیقینی حاصل ہے۔ آدمی محبت یا بغض سے انبیا کرام علیہم السلام کی عظمت مانتا ہے یا انکار کرتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو محبت زیادہ تھی اس لئے وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر فضیلت کو مانتے گئے۔ اس کے خلاف ابوجہل کو بغض زیادہ تھا وہ بے شمار معجزے دیکھ کر بھی عظمتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکاری رہا۔

سوال نمبر 2:۔ کشف شیطانی ہے کہ رحمانی؟

معلوم رہے کوئی بھی کشف القاشیطانی سے خالی نہیں ہوتا۔ انبیا کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ تنبیہ خبردار کردیتا ہے۔ جیسے اس آیت کریمہ میں ہے "اللہ تعالیٰ القا شیطانی کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو مضبوط کردیتا ہے"۔ جہاں تک اولیا اللہ کی بات ہے ان کا صحیح وجدان کشف کی صحت کا پتہ دیتا ہے۔ (کشف شریعت کے اصولوں سے بھی پرکھا جاتا ہے جو کشف شریعت کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو جو مطابق ہو اسے قبول کرلو)۔

سوال نمبر 3:۔ کشف اور استدراج میں فرق کیسے؟

ایک فرق تو یہ ہے کہ کرامت سے دل جمعی ہوتی ہے استدراج سے نہیں (دوسرے یہ کہ کرامت یا استدراج کا انحصار عقیدہ پر ہوتا ہے غیر مذہب یا بد مذہب والوں سے استدراج ہی صادر ہوگا۔ اچھے عقیدے والوں سے کرامت ظاہر ہوگی) پھر اسے دل جمعی سے جانچ لو۔

مندرجہ بالا سوالات سے شک اور شبہات کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے کچھ لکھا جاتا ہے۔

معلوم رہے کہ "تخلق با اخلاق اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ جیسے اخلاق اپناؤ۔ عوام نے اس سے غلط معنی لئے۔ یعنی بندوں کو خدا سے ملا دیا۔ خوامخواہ

گمراہی میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات نیچے درج ہیں ان سے اولیاءاللہ کیسے موصوف ہوتے ہیں۔

(1) اللہ کی صفت ہے مَلِک اس کے معنی ہیں سب پر تصرف کرنے والا۔ جب ایک ولی اپنے نفس پر تصرف حاصل کرتا ہے یعنی اسے مغلوب کرتا ہے تو اس صفت مَلِک سے موصوف ہوجاتا ہے۔

(2) صفت سَمع ۔اس کا مطلب ہے سُننا۔ جب راہِ خدا میں چلنے والا اللہ تعالیٰ کی باتیں قبول کرتا ہے اور غیبی اسرار روح کے کان سے سنتا ہے اس صفت سے حصہ پاتا ہے۔

(3) صفت بصیر۔یعنی دیکھنے والا۔ جب ولی اپنے عیب دیکھتا ہے دوسروں کو اپنے سے بہتر جانتا ہے۔ اس وقت ولی اس صفت بصیر سے موصوف ہوجاتا ہے۔

(4) صفت محی۔یعنی زندہ کرنا۔ جب سالک کوئی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے تو اس صفت سے حصہ پاتا ہے۔

(5) صفت مُمیت ۔یعنی مارنے والا۔ سالک بدعتوں کو مٹاتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوجاتا ہے۔

مکتوب نمبر 108

کئی لوگ کہتے ہیں کہ ولائت نبوت سے افضل ہے۔ یہ بات سُکر کی وجہ سے ہوتی ہے(سُکر مبتدی یا پہلی سٹیج) خام لوگوں کی کیفیت ہوتی ہے نبوت ہر حال میں ولائت سے افضل ہے۔

مکتوب نمبر 109

قلبی مرض کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟

قلبی مرض میں توجہ غیر اللہ کی طرف جاتی ہے۔ اس کا علاج اولیاء اللہ کی نظر اور توجہ سے ہوتا ہے۔

فرمایا اولیاء اللہ وہ قوم ہے جس کے پاس بیٹھنے والا شقی (بدبخت) نہیں رہتا۔ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ رزق ملتا ہے۔

مکتوب نمبر 110

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے جو کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع سے ہی ممکن ہے۔ بندے کی سوائے مقصودِ الٰہی کے اور کوئی تمنا نہیں ہونی چاہیئے۔ غیر خدا کی طرف توجہ کرے گا تو معصیت (یعنی گناہ) میں گرفتار ہوگا۔ دنیا اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے اس

سے کم سے کم حصہ لیں۔

مکتوب نمبر 111

توحید کیا ہے؟ توحید دل کو ماسوائے اللہ سے خالی کرنا ہے۔(جو چیز تمہیں اللہ تعالیٰ سے غافل کرے وہ ماسوائے اللہ ہے) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اس کے سوا کوئی موجود نہیں۔ معبود ماننا علم سے ہے۔ موجود ماننا حال سے ہے۔ حال کے حاصل ہونے سے پہلے حال کے متعلق گفتگو کرنا منع ہے۔

مکتوب نمبر 112

اصل کام اور نعمت اپنے کو اہل سنت وجماعت کے عقائد سے آراستہ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ اگر کوئی احوال ومواجید مل جائیں تو یہ بڑا احسان ہے۔ ورنہ عقائد اہل سنت وجماعت ہی کافی دولت ہے۔ جب یہ ہے تو سب کچھ ہے۔ ان عقائد کے خلاف والے لوگوں کے کشف بھی استدراج ہوتے ہیں وہ کچھ وُقعت نہیں رکھتے۔

مکتوب نمبر 113

مبتدی (شروع والے) اور منتہی (انتہا والے) کے جذبہ میں بڑا فرق ہے۔ انتہا والے وہ ہیں جن کو مقامِ فنا حاصل ہے۔ وہی ذاتِ حق کا

ادراک رکھتے ہیں۔اس کے اوپر کوئی مقام نہیں۔

اس کے مقابلہ میں مبتدی (شروع والے آغاز والے) راستہ میں ہی ہوتے ہیں۔شہود کا تعلق اگر عالم سے ہے تو وہ شہود حق نہیں۔وہ تو شہود ہے ہی نہیں۔اگر وہ عالم سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا تو وہ شہودِ الٰہی ہے۔شہود لفظوں میں بیان نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ بے کیف و بے مثل ہے۔

مکتوب نمبر 114

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع دنیوی واخروی لذتوں سے کہیں بڑی نعمت ہے۔فضیلت اسی میں ہے مثلاً قیلولہ (جو کہ دوپہر کا سونا ہے) سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔اس وقت کروڑہا نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔ عیدالفطر کے دن روزہ نہ رکھنا (جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے) سالہا سال کے روزوں سے افضل ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ایک پیسہ خرچ کرنا اپنی طرف سے سونے کے پہاڑ خرچ کرنے سے زیادہ فضیلت والا ہے۔عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنی اور سو جانا ساری رات کے نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔(اس بارہ مکتوب نمبر 29 دوبارہ دیکھیں)

بدمذہب اور بدعقیدہ کے مجاہدات، ریاضتیں بے کار ہوتے ہیں۔ ان پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔شریعت کی پیروی کرنے والوں کے مجاہدات

قابل ستائش ہیں۔کام تھوڑا ہے لیکن اجر زیادہ۔

مکتوب نمبر 115

راہِ حق صرف سات (7) قدم ہیں۔دو (2) عالمِ خلق میں اور پانچ (5) عالمِ امر میں۔ یہ سارے قدم شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے ہی طے ہو سکتے ہیں۔

مکتوب نمبر 116

دل کی سلامتی اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز بھول جانے میں ہے۔ یہاں تک کہ ان کا خیال تک نہ آئے۔اس حالت کو فناء قلبی کہتے ہیں۔ یہ راہِ حق میں پہلا قدم ہے۔ ہمت کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ ''بلند ہمت والوں کو دوست رکھتا ہے''

دنیوی امور میں زیادہ رغبت نہ رکھیں جیسے شیر سے بھاگتے ہو اس سے زیادہ دولت اور دولت مند سے بھاگو۔

مکتوب نمبر 117

نصیحت فرمائی کہ حواس کو قابو میں رکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا اس کا دل اس کے قابو میں نہیں ہوتا۔'' بُرے لوگوں کی صحبت سے بچیں۔ بزرگوں کو غنیمت جانتے ہوئے

ان کی صحبت اختیار کریں۔

ایک بزرگ کا قول ہے

؎ صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

یعنی اچھے کی صحبت اچھا کر دیتی ہے اور بُرے کی صحبت بُرا۔

مکتوب نمبر 118

بزرگوں پر اعتراض سے بچیں۔ معلوم ہونا چاہئے جب اللہ تعالیٰ کسی کو برباد کرنا چاہتا ہے تو اس کے دل میں نیک لوگوں کے خلاف اعتراض اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

مکتوب نمبر 119

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی کہ اپنی کوتاہیوں کو معلوم کریں اور اس کا علاج دیوانگی کی حد تک مصروف کار ہو کر کریں۔ اس کے لئے مشائخ سے بہتر کوئی علاج نہیں۔ اس گروہ صوفیا کے طور طریقے عام لوگوں سے الگ ہوتے ہیں۔ وہ طریقے اپنائیں۔

بعض مشائخ نے کچھ مریدوں کو سلوک کے تمام مراتب طے کرنے سے پہلے طریقت کی اجازت دے دی لیکن نصیحت فرمائی کہ بزرگوں کی

صحبت سے دور نہ رہیں۔ (نہ غرور کریں اور نہ محنت سے گریز کریں)

ایک صاحب تصوف نے یہ راہ چھوڑ کر کوئی اور مشغلہ اختیار کیا۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائے پھر بھی گھاٹے میں۔ اگر فیل ہو جائے پھر بھی تباہ۔ تصوف میں رہتے ہوئے بھی روزی کمانے کے کام کیئے جاسکتے ہیں۔ (کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھیتی باڑی اور تجارت نہیں کرتے تھے؟)

مکتوب نمبر 120

فرمایا اربابِ جمعیت کی صحبت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عظمت پائی۔ ان کے بعد آنے والوں نے خواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ کام کیئے ہوں مثلاً اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کئی کمالات میں آگے تھے لیکن صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہونے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو نہ پاسکے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا ان سے بعد آنے والوں کے کمالات سے بہتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایمان زیارتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا۔ فرشتوں کا نزول دیکھا، مشاہدہ وحی کیا، معجزات دیکھنے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہودی بن گئے۔

دعا ہے اے اللہ اگر چہ تو نے ہمیں طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پیدا نہیں فرمایا مگر (ان کی محبت کی وجہ سے) ہمیں آخرت میں اس گروہ میں اٹھانا۔

مکتوب نمبر 121

اس خط کا مضمون مکتوب نمبر 115 کی طرح کا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مکتوب نمبر 122

دل کی دائمی حضوری کے لئے کوشش کریں۔ غیروں سے میل جول کم رکھیں۔ جو فقراء راستے میں ہی ہمت ہار چکے ہوں ان کی صحبت زہرِ قاتل ہے ان سے ایسے بھاگیں جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیغامِ مکتوباتِ امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

دفترِ اوّل............حصہ سوم

مکتوب نمبر 123

فرمایا نفل ادا کرنا خواہ حج ہو اگر کسی فرض کے فوت ہونے کا سبب ہے تو وہ بے کار ہے۔ ہمیشہ اس بات پر نگاہ رکھیں کہ کہیں نفلی کاموں سے فرض تو نہیں رہ گئے (اگر یہ ہے تو گھاٹے کا سودا ہے)۔

مکتوب نمبر 124

فرمایا اے حج پر جانے والے ذرا دیکھ کیا حج کا خرچہ پاس ہے؟ اگر نہیں تو تیرا حج پر جانا وقت ضائع کرنا ہے۔ استطاعت (خرچہ ہونا) حج کی شرائط میں سے ہے۔ اگر شرط فوت ہو تو حج بھی معاف۔

مکتوب نمبر 125

ہر شے اللہ تعالیٰ کی شان کو تو ظاہر کرتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نسبت نہیں معلوم ہونا چاہئے۔ خالق مخلوق میں نہ تو پیوست ہوسکتا ہے، نہ سرائیت کرسکتا ہے۔ ایسا کہنا حالتِ سُکر کی وجہ سے ہے۔ یہ بے دینی کی

باتیں ہیں۔ ہر مخلوق خالق کی شان کی مظہر ہے۔اس کے علاوہ مخلوق کی خالق سے کوئی اور نسبت نہیں۔ خالق کے علم نے ہر مخلوق کو گھیرا ہوا ہے (نہ کہ خالق کی ذات نے)۔

ایک مصور اگر کوئی تصویر بناتا ہے یہ تصویر اس کے کمال کو تو ظاہر کرسکتی ہے مصور تو اس میں گھس نہیں گیا نہ یہ اس کی ذات بن گئی۔ یہی حال خالق اور مخلوق کا ہے۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کسی کو مظہر ذات تو کہہ سکتے ہیں ذات کا حصہ نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً مظہرِ نورِ خدا۔ ظلِّ خدا وغیرہ کہنا جائز ہے۔

مکتوب نمبر 126

طالب حق کو چاہئے کہ وہ یقین کرے کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں۔ اس کے علاوہ ہر چیز کی نفی کرے جو ممکن ہے (بنی ہوئی) وہ خالق نہیں ہوسکتی اس کا خیال ہر وقت رہے یہی توحید ہے۔ فنا فی اللہ بقا باللہ سے یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ بندے کی ذات میں پیوست، خلط ملط اور حل ہو گیا بلکہ بندہ اپنی ذات اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے مٹا چکا ہے اور بس۔ ورنہ شرک لازم آئے گا۔

مکتوب نمبر 127

معلوم ہو والدین کی خدمت بہت اچھا کام ہے مگر انہیں اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے نہ اس کے احکامات بجالانے میں دخل انداز ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا حق تمام مخلوق کے حقوق سے بلند ہے۔ مخلوق کے حقوق کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت ہونی چاہئے۔

مکتوب نمبر 128

اللہ تعالیٰ مطلوب حقیقی ہے۔ اس کے علاوہ کسی شے میں گم نہ ہو جاؤ۔ مطلوب حقیقی کو پانا مرشد کریم کی توجہ سے ممکن ہے۔ طالب (مرید) کو بھی ہمت کرنی چاہئے۔ مرشد کی توجہ کا اثر مرید کی ہمت کے مطابق ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 129

معلوم ہونا چاہئے کہ انسان ہی بہترین مخلوق ہے۔ اور بدترین مخلوق بھی وہی ہے۔ کوشش کرو اپنے کو بہترین انسان بنانے کے لئے۔ انسان اگر اپنا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھے تو بہترین اگر مخلوق کی طرف رکھے تو بدترین۔ مکمل طور پر کثافت (میل کچیل) سے آزادی صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاصہ ہے، پھر انبیائے کرام علیہم السلام اور پھر اولیائے کرام اپنے

اپنے درجات کے مطابق۔

مکتوب نمبر 130

احوال کے تغیر و تبدل کا کچھ اعتبار نہیں۔ ہمت کر کے آگے بڑھو۔ چھوٹی چھوٹی سی چیزوں میں نہ اُلجھ کے رہ جاؤ۔ بلند مقاصد ہونے چاہئیں پھر ان مقاصد کے مطابق تگ و دو ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ یا تو وہ مقاصد پورے کر دیتا ہے یا ان کا ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ مومن کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ ''نیت عمل سے بہتر ہے۔''

مکتوب نمبر 131

طریقہ نقشبندیہ سب طریقوں سے افضل ہے۔ اس کی ابتدا دوسروں کی انتہا ہے۔ یہ طریقہ سنت پر چلنے والا ہے۔ شریعت کا خادم ہے۔ اس کے لوگ ہمت کرتے ہیں۔ رخصت سے کام نہیں لیتے۔ تجلی ذات ان کو دائمی حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے طریقوں والوں کو ایک جھلک یا اس سے بھی کم۔ فی زمانہ سلسلہ نقشبندیہ کے کچھ لوگوں نے نئی نئی چیزیں ایجاد کر لی ہیں۔ مثلاً نمازِ تہجد با جماعت ادا کرنا۔ یہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں۔ اسی طرح تہجد کی رکعات میں ردّ و بدل۔ علماء کرام کو ان کی گرفت کرنی چاہیے۔

مکتوب نمبر 132

اس خط میں دولت مند کی صحبت کے مضر اثرات اور فقراء کی صحبت کے فوائد سے آگاہ کیا گیا۔ایسی نصیحتیں پہلے خطوط میں آچکی ہیں۔

مکتوب نمبر 133

فرمایا فرصت کے لمحات جو میسر ہوں ان کی قدر نیک کام کر کے کرو۔ ان لمحات سے فائدہ اٹھاؤ(بزرگ حضرات فرماتے ہیں کہ فرصت میں کام کرلواس سے پہلے کہ مصروف ہوجاؤ۔صحت میں کام کرلواس سے پہلے کہ بیمار ہوجاؤ۔زندگی میں کام کرلواس سے پہلے کہ موت آجائے۔) یہ نصیحت بھی اس قسم کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنی ''یہ کام ابھی کرلوں گا یہ کہنے والے ہلاک ہو گئے۔''

ماسوائے حق سے دور رہنا چاہیئے۔ سلامتی قلب طلب کرنی چاہیئے۔اصل مقصد کی فکر کرنی چاہیئے۔بے کار کاموں سے دور رہنا چاہیئے (ہمارا کام تو بتانا ہے عمل آپ کے ہاتھ میں ہے)۔

مکتوب نمبر 134

فرمایا عقل مندی اسی میں ہے کہ جو کام کرنا ہے ابھی کرلو۔

Never put off till tomorrow what you can''

‘‘do today.

یہ نصیحت بھی ایسی ہی ہے۔

مکتوب نمبر 135

معلوم ہونا چاہئے ولایتوں میں فرق ہے۔سب سے اعلیٰ ولایت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت سے ہے۔اس ولایت کے مراتب پہلے خطوط میں آچکے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رب تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں کو بھی اس سے حصہ ملتا ہے۔مگر ان کو رب تعالیٰ کی زیارت دل کی آنکھ سے ہوتی ہے سر کی آنکھ سے نہیں۔ سر کی آنکھوں سے دیدارِ رب تعالیٰ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیت ہے۔

مکتوب نمبر 136

نصیحت فرمائی کہ نیک کام میں ٹال مٹول اور دیر نہیں چاہئے۔

مکتوب نمبر 137

فرمایا نماز اعلیٰ ترین عبادت ہے۔اس میں لذت اور رنج (دُکھ) اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ مبتدی کو نفل نماز میں مزہ آتا ہے جبکہ منتہی کو ادائے فرض میں لذت آتی ہے۔ ان (منتہی) کے نزدیک یہی عظیم کام ہے۔ نماز

میں جو لذت نصیب ہوتی ہے اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں بلکہ وہ نماز میں رو رہا ہوتا ہے۔ دنیا میں نماز آخرت میں دیدارِ الٰہی کا سبب ہے۔

مکتوب نمبر 138

نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دائمی توجہ سرمایۂ حیات ہے۔ اسے کمینی دنیا کے عوض سستا نہ بیچو۔ یہ گھاٹے کا سودا ہے۔ دین اور دنیا میں سے ایک ہی حاصل کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہ آپس میں ضد ہیں۔ دین آخرت کا دائمی آرام کا سبب ہے۔ دنیا زہرِ قاتل اور آخرت میں حسرت اور ندامت۔ اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ دولتمندوں سے بچ کر رہیں ان کی صحبت اور تواضع دو تہائی (2/3) ایمان ضائع کر دیتی ہے۔ زیادہ چیزیں سمیٹنے میں نہ پڑھو۔ آخر انہیں چھوڑنا ہے انہوں نے ساتھ تو نہیں جانا۔ ساتھ درست عقیدے اور نیک اعمال نے جانا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ وقت سے پہلے خوابِ خرگوش سے بیدار ہو جاؤ۔

مکتوب نمبر 139

فرمایا اہل اسلام کی مذمت جب کوئی بندہ کرتا ہے تو نیک لوگوں کو ان کی مذمت کرنی چاہئے۔ جیسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ایسے بندوں کا ساتھ جبرئیل علیہ السلام دیتا ہے۔ حوصلہ بڑھاتا ہے۔ جیسے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں ہوا۔ فرمایا مخلوق کی طرف سے دُکھ پہنچنا عاشق کے لئے غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے عشاق کا ساتھ دے۔ آمین

مکتوب نمبر 140

دوست (اللہ تعالیٰ) محب (عاشق) سے سرفروشی چاہتا ہے۔ دوستی کی مراد یہ ہے کہ دوست کی طرف سے جو آئے خواہ آرام یا بے آرامی، دُکھ یا راحت، خوشی یا سوز، صحت یا بیماری اسے خوشی سے قبول کرے۔ دوست کی طرف سے جو آتا ہے وہ حق ہوتا ہے۔ رنج کا آنا زیادہ مرغوب ہے۔ کیونکہ دکھ کا آنا محبت کے لوازمات میں سے ہے۔

مکتوب نمبر 141

فرمایا راہِ طریقت میں عمدہ چیز اخلاص اور محبت ہے۔ اگر راہِ حق میں کچھ رکاوٹ آئے تو اخلاص پر استقامت حاصل کرو تو سالوں کا کام چند گھڑیوں میں پورا ہوگا۔

مکتوب نمبر 142

فرمایا بزرگوں کی نسبت اگر تھوڑی سی نصیب ہو وہ تھوڑی نہیں بڑی نعمت ہے۔ (جیسے حدیث شریف میں ہے ایک گنہگار کی بخشش صرف اس لئے ہوئی کہ اسے ایک ولی کے رہنے کی جگہ کا پتہ تھا)

اگر کسی طالب سے نیاز ملے اس کا شکریہ ادا کرو۔ نیاز دینا اچھی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی یاد بہت بڑی نعمت ہے۔ ساری عمر حسینوں کے وصال سے بہتر ہے اسی طرح بزرگوں کا کوئی تحفہ مرید کو بہت نفع دیتا ہے۔ (جب بھی مرید اس تحفے کو دیکھے گا قربِ الٰہی نصیب ہوگا) سلسلہ کے سبق کا تکرار (بار بار پڑھنا) مرید کو جمعیت تمام عطا فرماتا ہے۔

مکتوب نمبر 143

فرمایا جوانی کا زمانہ بڑی نعمت ہے۔ اسے کھیل کود میں ضائع نہ کریں۔ نماز وقت پر ادا کریں۔ حلال وحرام کا خیال رکھیں۔ معلوم رہے کہ نجات شریعت کی اتباع میں ہے۔

مکتوب نمبر 144

(خط کی زبان بہت مشکل ہے) اس خط میں سیر وسلوک کی کیفیت یعنی سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کا بیان ہے۔ ان کی مدد سے بندہ فنا اور بقا کے مقام پاتا ہے۔ اور دوسری دو (2) سیریں بھی ہیں جن سے مخلوق کی طرف لوٹ کر تبلیغ کرنا ہے۔ انبیا کرام علیہم السلام انہیں کمالات سے سرفراز تھے۔

مکتوب نمبر 145

یہ خط بھی مکتوب نمبر 144 کی طرح ہے۔ نیز اس خط میں سلسلہ نقشبندیہ کی فضیلت کا بیان ہے۔ (جو اسے دوسرے سلاسل پر حاصل ہے)

مکتوب نمبر 146

نصیحت فرمائی کہ سلسلہ کے اسباق کا تکرار کریں ورنہ فانی چیزوں میں کھو جائیں گے۔ فانی چیزیں بڑی رنگین ہوتی ہیں۔ (مگر اصل میں زہرِ قاتل) جوانی میں توبہ بڑی اچھی نعمت ہے۔

مکتوب نمبر 147

فرمایا جس شخص کا دل دنیا سے سرد ہے وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ معلوم ہونا چاہئے دنیا ہر وہ چیز ہے جو حق سے پھیر دے۔ دنیادار دنیا میں پریشان اور آخرت میں نادم ہوتا ہے۔ اہل کرم کا شیوہ ایثار اور قربانی ہے۔ ایک نظریہ یہ ہے کہ مخلوق کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ کو پانا ہے۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پا کر مخلوق کی طرف آنا ہے۔ پہلا نظریہ سیر الی اللہ ہے اور دوسرا نظریہ سیر فی اللہ ہے۔ پہلی سیر میں بندہ ولائت کا کمال پاتا ہے اور دوسری سیر میں وہ دعوت (تبلیغ) کے قابل ہو جاتا ہے جو کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا شیوہ ہے۔

مکتوب نمبر 148

نصیحت فرمائی اہل طریقت کو جو سیریں حاصل ہوں ان کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے ورنہ بندہ خالی ہوجاتا ہے۔ اس سے نعمت چھین لی جاتی ہے۔ طالبوں کو اپنے کو خالی ظاہر کرنا چاہیئے اس سے وہ واصل ہوتے ہیں یعنی قربِ الٰہی پاتے ہیں۔

شیخ پر ہی اپنی توجہ رکھیں۔ اوپر نیچے اِدھر اُدھر دیکھنے سے طالب پراگندہ ہوجاتا ہے۔ دنیا کے کام کم سے کم کریں ورنہ روحانیت میں ترقی رُک جائے گی۔

مکتوب نمبر 149

ہر حال میں نظر اللہ تعالیٰ پر رکھیں (جو کہ مسبب الاسباب ہے)

دنیاوی سبب تیری نظر اِدھر اُدھر نہ پھیر دیں۔ فقراء کو دنیا کے اسباب میں نہ کھوجانا چاہیئے۔ اپنی طاقتوں کو دنیاوی کاموں میں ضائع نہ کریں یہ حماقت ہے۔ لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ کریں ہوسکتا ہے وہ کسی کو بُرا کہیں لیکن وہ بندہ نیک ہو۔

مکتوب نمبر 150

فرمایا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے دعا ہے دنیاوی لذتیں

تمہیں مقصد اعلیٰ سے دور نہ کر دیں۔

مکتوب نمبر 151

یادداشت کے معنی ہیں دائمی حضوری (اگر وہ جلوے تھوڑی دیر کے لئے ہٹ جائیں تو گھبرانا نہیں بزرگوں کے ہاں اس کا کوئی اعتبار نہیں) حضوری میں ہی کمال اور بقا حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ سلاسل کا مقصد اعلیٰ ہے۔

مکتوب نمبر 152

یقین کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ان میں فرق کرنا کافروں کا کام ہے۔ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کی خدمت میں پیغام بھیجا اور اس میں یہ آیت مبارک لکھی کہ اطاعت اللہ کی اور اس کے رسول اور حکمرانوں کی ہے (مقصد یہ تھا وہ بادشاہ سے ملنے آئیں) اس بزرگ نے جواب میں فرمایا کہ میں تو ابھی اطاعتِ اللہ تعالیٰ سے فارغ نہیں ہوا حکمرانوں کی اطاعت تو دور کی بات ہے (یعنی ملنے سے انکار کیا)

معلوم ہونا چاہئے اس بزرگ نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں فرق کیا (یہ حق نہیں) کسی بزرگ کی مجلس میں ایک سید زادے بیٹھے تھے۔ اسی اثناء میں ایک مجذوب آئے۔ اس بزرگ نے مجذوب کی

عزت زیادہ کی۔ سیدزادے کو یہ ناگوار گزرا۔ اس پر اس بزرگ نے فرمایا اے سیدزادے تیری عزت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے کرتا ہوں اور مجذوب کی عزت اللہ تعالیٰ کی نسبت سے کرتا ہوں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادہ پُروقار ہے) امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں اللہ کی نسبت کو زیادہ اہمیت دی یہ بھی نامناسب نہیں۔

ولائت کے مقام میں اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے اور مقامِ تکمیل (اعلیٰ ترین مقام) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 153

ماسوائے اللہ سے خلاصی ہی نجات ہے ایسا بندہ ہی فنائے مطلق سے مشرف ہوتا ہے غیر خدا کا خیال تک نہیں آنا چاہئے یہی دولت اور سعادت ہے۔ جو چیز راہِ حق سے دور کردے خواہ وہ بری خواہ اچھی اس کے قریب نہ جائیں۔ حق تعالیٰ کی رضامندی کا خیال ہونا چاہئے۔ مخلوق راضی ہو یا نہ ہو۔ ملنا تو اللہ تعالیٰ سے ہے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہونی چاہئے۔ محبوب (اللہ تعالیٰ) کا رُخ تو تیری طرف ہے مگر تیری نگاہ دیدہ زیب چیزوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ وائے افسوس۔

مکتوب نمبر 154

فرمایا جو صاحب اپنی آکڑ پھاکڑ (غرور) میں مبتلا ہے اسے اپنے اندر دیکھنا چاہیئے۔ یعنی اپنی کمزوریاں دیکھنی چاہئیں۔ اسے قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے۔ ’’کیا تو نے اسے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنایا ہوا ہے‘‘

جب تو اپنے سے گزر جائے گا صاحب نجات ہو جائے گا۔ سب کچھ تیری گڈری کے نیچے ہے۔ لہذا اندھوں کی طرح ادھر ادھر ہاتھ نہ مار۔

سیر مافی اللہ میں دوری ہے اور سیر انفسی میں قرب شہود اپنے میں ہے اور مغفرت بھی اپنے میں ہے (یہ اللہ تعالیٰ میں حلول ہے نہ اتحاد) اپنے حالات مرشد کریم کی خدمت میں پیش کیا کریں تا کہ وہ تیری اصلاح فرمائیں۔ اصلاح تو توجہ مرشد کریم سے حاصل ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 155

فرمایا اپنے اصل مقصد کی طرف دھیان رکھنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کو بھی پوجیں وہ بدنصیبی ہے۔ اگرچہ تو خدا تعالیٰ کی مکمل گرفت میں ہے (پاس ہے) مگر وہ ملتا تیری کوشش اور خواہش سے ہے۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اگر لذیذ سے لذیذ کھانا بھی کھائیں وہ زہرِ قاتل ہے۔ دیکھ تیری توجہ

کس طرف ہے؟ نیکی کی طرف یا برائی کی طرف۔ فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ یہی راہِ حق کا پہلا قدم ہے۔

مکتوب نمبر 156

اہل اللہ کی صحبت اور محبت بڑی عظیم نعمت ہے۔ اگر یہ نعمت حاصل ہے تو حشر میں آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے دنیا میں محبت کی۔

سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا اپنی توجہ فقراء کی طرف رکھیں (یہ امت کی تعلیم کے لئے ہے) فقراء مل گئے تو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے گا۔

مکتوب نمبر 157

فرمایا جب اہل حق کے پاس جائیں تو اپنے آپ کو خالی کر کے جائیں تا کہ پُر ہو کے واپس آئیں اپنے کو پُر نہ جانیں یہ بے نیازی اور سرکشی ہے بدنصیبی کا باعث ہے۔ اپنے مسائل ان (اہل حق سے) بیان کریں تا کہ اصلاح ہو سکے۔ جب اہل حق سے ملاقات کا موقع ملے وہاں کچھ دیر بیٹھے رہیں اس سے ہی وہ فائدہ دیتے ہیں اور طالب فائدہ لیتا ہے۔

اپنے عقائد اہل سنت کے مطابق کریں ہم اپنے آپ قرآن و حدیث سے وہ (عقائد) اخذ نہیں کر سکتے۔ یہ کام علماء حق کا ہے۔ ان سے

رابطہ رکھیں اور اپنے زعم سے قانون نہ بناتے پھریں جیسے بدعقیدہ لوگ کرتے ہیں۔

پہلے نمبر پر عقائد درست کریں۔ دوسرے نمبر پر احکامِ شرعیہ (حلال وحرام وغیرہ) کا علم اور تیسرے نمبر پر اپنے علم پر عمل کریں مگر تزکیہ اور اخلاص صوفیاء کرام سے حاصل ہوتا ہے جب تک عقائد درست نہ ہوں احکام شرعیہ پر عمل کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ جب تک عقائد اور عمل حاصل نہ ہوں تزکیہ کا حصول محال ہے۔ اس ضمن میں امام فخر الدین رازی کا نوٹ بہت فائدہ دے گا۔ یہ تفسیر مسئلہ کو اوراجاگر کرتی ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ''انعمت علیھمْ'' کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں۔

یہ امر اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ مرید کے مقامات ہدایت ومکاشفہ تک پہنچنے کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ وہ ایسے شیخ مقتداء رہنما کی اقتداء کرے جو اسے سیدھے راستے پر چلائے۔ اور گمراہیوں اور غلطیوں کے مواقع سے بچائے۔ اور یہ اس بناء پر ضروری ہے کہ اکثر مخلوق پر نقص اور کوتاہی غالب ہے۔ اور ان کے عقول واذہان تک پہنچنے اور صواب کو غلط سے تمیز کرنے میں پورے نہیں اترتے۔

مختصر یہ کہ عقائد کی صحت ودرستی اعمال کے لئے شرط لازم ہے۔

عقیدہ بنیاد اور اساس ہے۔ اور اعمال اس کی فرع اور شاخیں ہیں۔ عقیدہ ٹھیک نہ ہو تو اعمال حسنہ چاہے کتنے بھی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص کے ساتھ ادا کئے جائیں نہ ان کی قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے اور نہ ان کا ثواب ملتا ہے۔ یہودیوں کے درویش اور عیسائیوں کے راہب چونکہ درستی عقیدہ سے محروم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت، آپ کے فضائل و کمالات چھپاتے اور تحریف سے کام لیتے ہیں۔ لہذا دوسرے کفار و مشرکین کی طرح آتشِ دوزخ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔

موجودہ دور کے فرقے بھی بے شمار اعتقادی گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ اور عام مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔ چنانچہ ایک فرقہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے۔ ایک ختم نبوت کا منکر ہے۔ ایک فرقہ فقہ اور تقلید آئمہ دین کا منکر ہے۔ اور تقلید و استنباط (چُننا) کو شرک و بدعت کہتا ہے۔ ایک اور گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان و تعظیم کا منکر ہے۔ اور معاذ اللہ اکابر صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا ہے اور انہیں بے دین و منافق قرار دیتا ہے۔ ایک گروہ یزید پلید علیہ ما علیہ کی مدح و ثناء میں رطب اللسان ہے۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی توہین و بے ادبی میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور ایک فرقہ وہ ہے جو بزرگانِ دین کے تصرفات، ان سے مدد و

استعانت، ان کے وسیلے کا منکر ہے وغیرذالک۔ پھر ہر ایک اپنی صداقت وحقانیت کے لئے قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حق ونجات کے راستے پر صرف ''اہل سنت وجماعت'' قائم ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی۔

مکتوب نمبر 158

فرمایا آدمی کے مراتب اس کی استعداد کے مطابق ہوتے ہیں (باقی بیان پیچیدہ ہے) استعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 159

فرمایا مصیبت جسم کو تکلیف دیتی ہے مگر روح کو راحت۔ آپ کو جسم چاہئے کہ روح؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ روح تصوف سے ہی فائدہ پاتی ہے۔ باقی نصیحت کی بات یہ ہے کہ ہر وقت ذکر وفکر میں رہیں۔ وقت تیرے پاس تھوڑا ہے۔ اسے اچھے کاموں میں صرف کریں۔

فرمایا مُردوں کو تمہاری دعا اور استغفار کی ضرورت ہے (اس کا بیان پہلے آچکا ہے)

مکتوب نمبر 160

مشائخ طریقت کے تین (3) گروہ ہیں۔ پہلے گروہ کا عقیدہ ہے کہ

بندہ اپنے گناہوں کا ذمہ دار ہے۔ یہ گروہ حق پر ہے۔ دوسرے گروہ والوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کا ذمہ دار ہے۔ کیونکہ گناہ اسی کے پیدا کردہ ہے۔ تیسرے گروہ کا عقیدہ ہے عالم میں ہر طرف صرف اللہ ہی اللہ ہے (وحدت الوجودی) جب ہم ہے ہی نہیں عذاب وغیرہ کیسے؟

معلوم رہے دوسرا اور تیسرا گروہ غلطی پر ہیں (ان کا ذکر پہلے آچکا)

مکتوب نمبر 161

آدمی کی نجات نفس مطمئنہ کی وجہ سے ہے۔ باقی نفس خاص کر نفس امارہ تو غیر حق میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انہیں نجات کہاں؟

مکتوب نمبر 162

یہ خط ماہِ رمضان کی فضیلت کے بارہ میں ہے۔ جو کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس ماہ میں جو شبِ قدر ہے وہ کمال مہربانیوں کے حصول کا سبب ہے۔ خوش نصیب وہ ہے جو ماہِ رمضان کی فضیلتوں سے اور شبِ قدر کی نوازشات سے بہرہ مند ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھجور تمہاری پھوپھی ہے کیونکہ اس مٹی سے بنی ہے جو کہ آدم علیہ السلام کے بنانے سے بچ گئی تھی۔ (کھجور کے فائدہ بیان کئے) فرمایا سحری میں دیر اور افطاری میں جلدی کرو۔

مکتوب نمبر 163

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام میں داخل کیا۔ اور ہمیں اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت سے نوازا۔ فرمایا اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک کو قبول کرنا اور دوسرے کو نہ قبول کرنا ہے۔ ایک کی عزت دوسرے کی ذلت ہے۔ کفار کے خلاف سخت رویہ اختیار کرو ان کے خلاف جہاد کرو۔ انہیں کتے کی طرح دور رکھو۔ اپنی مجالس میں انہیں جگہ نہ دیں۔ اشد ضرورت میں ان سے مدد لی جاسکتی ہے مگر بہتر یہی ہے کہ ان سے رابطہ نہ ہو۔ میل جول نہ ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہیں۔ ان سے مروت اسلام کے احکامات ماننے اور اجرا میں کمزوری پیدا کرتی ہے۔ کفار کی توبہ قبول نہیں۔ ان سے بغض رکھنا چاہیئے۔ ہم غفلت سے مار کھا جاتے ہیں۔ نالائق لوگ اسلام اور اہل اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ قتل سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کفر میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو ذلیل وخوار کرنا چاہتے ہیں۔

جزیہ سے کفار ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔ اسلام سے ڈرتے ہیں۔ کفار سے مشورہ لینا اور اس پر عمل کرنا کفار کا اعزاز ہے۔ جس طرح اسلام کفر کی ضد ہے اسی طرح آخرت دنیا کی ضد ہے۔

ترکِ دنیا دو طرح کا ہے۔ ایک مباحات ترک کر دیئے جائیں دوسرا حرام و مشتبہ چیزوں سے اجتناب ہو۔ ہمارے زمانہ میں یہ بھی ناپید ہے۔ معلوم ہونا چاہئے مردوں کے لئے سونا چاندی اور ریشمی لباس منع ہے۔ مگر عورتوں کے لئے جائز ہے۔ سونے چاندی کے برتن دونوں کے لئے حرام ہیں۔ سونے چاندی کے برتن سجاوٹ کے لئے شاید جائز ہوں مگر ان کا استعمال حرام ہے۔ ان میں خوشبو اور سرمہ رکھنا ناجائز ہے۔ چند دنوں کی لذت اللہ تعالیٰ سے ناراضگی کا سبب ہے۔ معاملہ بڑا اہم ہے اس بارہ میں علمائے حق سے رجوع کریں۔ ان کے فتووں پر عمل باعث نجات ہے۔

شریعت کے علاوہ جو کچھ ہے باطل و بے اعتبار ہے۔ حق کے سوا سب گمراہی ہے۔

مکتوب نمبر 164

فرمایا اللہ تعالیٰ کا احسان و کرم ہر نیک و بد پر برابر ہے۔ احسان قبول نہ کرنا اللہ تعالیٰ سے روگردانی ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ دنیادار تو بڑی دنیاوی نعمتوں سے سرفراز ہیں۔ معلوم رہے یہ نعمتیں ان کے لئے خرابی کا سبب ہے تاکہ دنیادار ان کی وجہ سے گمراہی میں ڈوبا رہے جو کہ دنیا درا کے لئے آخرت میں باعث ہلاکت ہے۔

مکتوب نمبر 165

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنی بزرگی سے مشرف فرمائے۔ یہ میراث ظاہری طور پر عالم خلق سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر اس کی اصل عالم امر میں ہے۔ میراث کا شکریہ یہ ہے کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے۔ جائز کام کریں ناجائز سے دور رہیں۔

معلوم رہے اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ محب (محبت کرنے والا) اپنے محبوب کا پورا مطیع ہوتا ہے۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک یہ علامت ہے کہ ان کے دشمنوں سے بغض وعداوت رکھیں دنیا کا مال دھوکہ ہے اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابدی جزا کا سبب ہے۔ یہ ترکِ دنیا نہیں مال زکوٰۃ دینے سے پاک ہوجاتا ہے۔ مانا کہ ترکِ دنیا افضل ہے زکوٰۃ بھی یہی کام کرتی ہے۔ ہمت کر کے احکامِ شرعیہ ادا کریں۔ علماء اور صلحاء کی تعظیم کریں۔ شریعت کو رواج دیں۔ اہل بدعت کو ذلیل سمجھیں۔ ''جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی''

بدعتی سے دشمنی رکھنی چاہیے۔ انہیں ذلیل وخوار رکھنے کی کوشش کریں۔ ان کی عزت نہ کریں۔ پیار نہ کریں۔ انہیں اپنی مجلس میں جگہ نہ دیں۔ اشد ضرورت میں ان سے مدد چاہنا مجبوری ہے جو جائز ہے۔ (جیسے

اشد ضرورت کے وقت مردار کھانا جائز ہے) یہی راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔

مکتوب نمبر 166

فرمایا تھوڑی سی فرصت میں ذکر اللہ کرنا قلبی مرض کا علاج ہے۔ وہ دل جو غیر حق میں گرفتار ہے اس سے کسی خیر کی توقع نہیں۔ وہ روح جو کمینی دنیا کی طرف مائل ہے پھر بھی نفس امارہ (گناہ کرنے والا) سے بہتر ہے۔ ہم کوتاہ اندیش پوری طور پر روح و قلب کی گرفتاری کے سامان حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ صد افسوس۔

مشائخ کے پہنے ہوئے کپڑے اور دیگر تبرکات پاس رکھنا باعث برکت ہے۔ جس نے اس بات کو بے اصل حکائت جانا وہ نامراد ہے جس نے حقیقت جانا وہ خوش قسمت ہے۔

مکتوب نمبر 167

(یہ خط ایک ہندو کو لکھا) فرمایا فقراء کی صحبت اور خدمت بڑی نعمت ہے۔ معلوم رہے کہ ہمارا تمہارا بلکہ سارے جہانوں کا پروردگار ایک ہے۔ وہ بے کیف و بے مثل ہے۔ اس کا کسی کا باپ یا بیٹا ہونا محال ہے۔ وہ مخلوق کے ساتھ اتحاد و حلول سے پاک ہے۔ وہ کسی شے میں پوشیدہ یا ظاہر نہیں۔ وہ

کسی زمانہ میں نہیں۔ وہ کسی مکان میں نہیں۔ اس کے وجود کا آغاز نہیں اس کی بقا کی انتہاء نہیں۔ ہر خیر و کمال کا مالک ہے اس سے نقص اور زوال دور ہیں۔ پرستش اور عبادت کے لائق وہی ذات ہے۔

رام اور کرشن جو ہندوؤں کے معبود ہیں ادنیٰ مخلوق ہیں۔ ان کے ماں باپ اور بیویاں ہیں۔ رام کی بیوی راون چھین کر لے گیا وہ اوروں کی مدد کیا کرسکتا ہے؟ عقل سے کام لینا چاہیئے رام اور کرشن کی عبادت نہیں کرنی چاہیئے۔ رام اور رحمان کو ایک خیال کرنا بے عقلی ہے۔ خالق اور مخلوق ایک نہیں ہوسکتے۔

سارے انبیاء کرام علیہم السلام نے مخلوق کو خالق کی عبادت کرنے کی ترغیب دی۔ اور غیر اللہ کی عبادت سے منع فرمایا اور اپنے کو اللہ تعالیٰ کا بندہ عاجز سمجھا۔ ہندوؤں کی تعلیم اس کے خلاف ہے۔ وہ (ہندو) بھی گمراہ ہوئے اوروں کو گمراہ کیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے جس چیز سے لوگوں کو روکا اس سے خود بھی دور رہے۔ اپنے کو (عجز و تواضع کی وجہ سے) دوسرے لوگوں کی طرح انسان ہی کہا۔ دیکھیں مسلمانوں اور ہندوؤں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ (یہی دوقومی نظریہ ہے)

مکتوب نمبر 168

معلوم رہے سلسلہ نقشبندیہ کا کمال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنا اور بدعت سے بچنا ہے۔اس سلسلہ میں ذکر جہر (اونچی آواز سے ذکر) سے اجتناب کیا اور ذکر قلبی کی تلقین کی۔سماع، رقص، وجد وتواجد سے منع کیا۔اس لئے کہ یہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نہ تھے۔خلوت نشینی، اکیلے بیٹھنا اور چلہ کشی (جو زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نہ تھے) کی بجائے خلوت درانجمن کو اختیار کیا۔(یعنی لوگوں میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنا) اسی وجہ سے اس سلسلہ کی ابتداء دوسرے سلاسل کی انتہاء ہے۔

اس سلسلہ کا کلام امراضِ قلب کی دوا ہے ان کی نظر شفا بخشتی ہے۔ ان کی توجہ طالبوں کو کونین (دنیا) کی گرفتاری سے نجات عطا فرماتی ہے۔فی زمانہ یہ نسبت نایاب ہو چکی ہے۔لوگ اپنے پرانے بزرگوں کا طریقہ چھوڑ کر ذکر جہر اور سماع میں آرام حاصل کرتے ہیں۔چلہ کشی شروع کر دی، تہجد کی نماز با جماعت ادا کرتے ہیں۔حالانکہ یہ مکروہ تحریمی ہے (حرام ہے) تہجد کی رکعتوں میں بھی ردوبدل کیا۔ان بدعتوں کو وہ کمال تصور کرتے ہیں۔ دعا ہے وہ اپنے پرانے بزرگوں کے طریقہ پر واپس آئیں اگر دوسرے طعنہ دیں کہ اس سلسلہ (یعنی نقشبندیہ) میں بھی بدعات در آئی ہیں۔سنت سے

دوری ہے تو وہ حق بجانب ہیں (وہ ٹھیک کہتے ہیں)۔

مکتوب نمبر 169

زندگی کا اعلیٰ مقصد اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے فی زمانہ طالب کو اپنے پیر گرامی سے فیض لینے کی تڑپ نہیں نہ ہی پیر کو فیض دینے کی طرف دھیان ہے۔

مرید نے کہا اگر میرا پیر میرے خاص وقت میں جو حق تعالیٰ کے ساتھ نصیب ہوتا ہے آئے تو میں قتل کر دوں گا۔ یہ بات سکر کی حالت میں کہی جس کی کوئی وقعت نہیں۔ تصوف کی راہ میں پیر کے بغیر طالب کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔

مکتوب نمبر 170

معلوم ہو کہ آدمی کے لئے جس طرح شریعت اوامر (کرنے والے کام) اور نواہی (نہ کرنے والے کام) کی بجا آوری کے بغیر چارہ نہیں اسی طرح حقوقِ مخلوق کی ادائیگی بھی لازمی ہے۔

مکتوب نمبر 171

ہمیشہ یاد رہے کہ فقراء پر لازم ہے ہمیشہ اپنے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے خوار و محتاج رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی، انکساری اور التجاء

کرتے رہیں۔ وظائف عبودیت کی ادائیگی، حدودِ شرعیہ کی حفاظت اور روشن سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کریں۔ نیک کاموں میں نیت درست رکھیں۔ باطن کو غیر حق کے خیالات سے آزاد رکھیں۔ اپنے عیب پر نظر رکھیں۔ اپنے گناہوں کو یاد رکھیں۔ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کے انتقام اور پکڑ کا خوف رکھیں۔

نیکیاں خواہ زیادہ ہوں کم خیال کریں اور گناہ خواہ تھوڑے ہوں زیادہ تصور کریں۔ شہرتِ خلق سے کانپتے رہیں۔ اپنے افعال اور نیتوں کو عیب ناک جانیں اور وجد کا کچھ خیال نہ کریں کیونکہ یہ غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ دین کی تائید ملت کو تقویت، شریعت کی ترویج کا کچھ اعتبار نہ کریں۔ وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ گناہ گار (کافر) سے بھی یہ کام کرا سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ دین کی تائید فاسق وفاجر انسان سے بھی کرا سکتا ہے''

جب کوئی طالب بن کر آئے تو خیال رکھیں کہیں وہ دین کی خرابی کا باعث نہ بنے (اس کے لئے استخارہ کریں) مرید کے مال میں طمع نہ رکھیں کیونکہ یہ بات مرید کی ہدائت میں رکاوٹ ہے۔ اور پیر کی خرابی کا باعث بن سکتی ہے۔ ذہن نشین رہے کہ خالص دین تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے شرک سے ہر حال میں بچیں۔ اس لئے توبہ استغفار کریں اور سمجھیں کہ ''دنیا کی محبت ہر

برائی کی جڑ ہے"

دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا اور دنیا دار کی محبت اور میل جول (جو کہ زہرِ قاتل ہے) سے دور رکھے۔ مندرجہ بالا باتوں کو ضابطہ حیات بنائیں۔

مکتوب نمبر 172

اس خط کی عبارت بہت پیچیدہ ہے۔

مکتوب نمبر 173

یہ خط بھی خط نمبر 172 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 174

نصیحت فرمائی کہ طالب جو کچھ پاتا ہے اس پر اکتفاء نہ کرے بلکہ آگے بڑھے۔ مطلوب کا مقام بہت بلند اور دور ہے۔ بیہودہ چیزوں سے پرہیز کرے مثلاً چرب لقمہ، دیدہ زیب ملبوسات، بادشاہوں کی چاپلوسی، بتوں کی پوجا۔ سن لو کہ "اللہ ہی کے لئے خالص دین ہے" شرک سے دور رہیں اگر ایسا کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

اس طرح کی باتیں اگر آپ میں سے کسی میں ظاہر ہوں تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کی تکرار سے اس کا رَد کریں۔

مکتوب نمبر 175

طالب کو حاصلات ہوتی رہتی ہیں ان کا اثر قالب (بدن) اور قلب پر ہوتا رہتا ہے۔ کوشش کریں مقامِ تمکین (مشاہدہ حق) پائیں جس سے آگے کوئی مقام نہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتا ہوں یہ قربِ دائمی ہے کہ وقتی اس کا جواب پہلے آ چکا۔

بزرگوں کے پاس جانا اچھا کام ہے۔

مکتوب نمبر 176

فرمایا وقت برے کاموں میں ضائع نہ کرو۔ اچھی صحبت اختیار کریں ایسی صحبت جس سے تفرقہ اور پراگندگی ملے اس سے دور رہیں۔ ہر گفتگو ترک کر کے خاموشی اختیار کریں۔ زندگی شعر گوئی اور بات چیت کرنے کے لئے نہیں بنی۔ اس حدیث شریف سے سبق حاصل کریں۔

''انسان کے حسنِ اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ بامقصد کاموں میں مشغول ہو اور بے مقصد کاموں سے اعراض کرے''۔ اعراض کرنا یعنی دور رہنا۔

مکتوب نمبر 177

نصیحت فرمائی جوانی کو غنیمت جانیں۔ عقائد اہل سنت و جماعت کے مطابق کریں۔ صوفیا کرام کے طریقہ سلوک اختیار کریں۔ جس نے یہ کرلیا اس نے عظیم کامیابی حاصل کرلی۔ جو رہ گیا وہ سراسر گھاٹے میں پڑ گیا۔ فرمایا پیر حضرات کی اولاد کا بھی ادب کریں جو کہ اصل میں پیر صاحب کا ہی ادب ہے۔

مکتوب نمبر 178

فرمایا شریعت کی اتباع کریں ہمسائے کا خیال رکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بڑا زور دیا۔ فقراء کی مدد کریں۔ احسان کرنا اچھی بات ہے۔

مکتوب نمبر 179

یہ خط مکتوب نمبر 178 کی طرح ہے۔

مکتوب نمبر 180

کسی پیر کو اپنے پیر کی اجازت کے بغیر اپنے مرید کو پیری مریدی شروع نہیں کرانی چاہئے۔ ایسا کرنا خیانت ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔

مکتوب نمبر 181

ایک صاحب نے سوال کئے کہ کیا وجہ ہے کہ

1۔ ایک گروہ قربِ الٰہی میں کم درجہ رکھتا ہے حالانکہ مقاماتِ زہدو تقویٰ وغیرہ میں وہ بلند درجات کا حامل ہے۔

2۔ دوسرا گروہ قربِ الٰہی کے مراتب میں فوقیت رکھتا ہے حالانکہ وہ زہد وتقویٰ میں نچلے درجہ پر ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اعلیٰ مراتب پانے کا سبب اللہ تعالیٰ پہ یقین کے مطابق ہے۔ جتنا یقین زیادہ اتنا زیادہ قرب الٰہی۔ کسی کا یقین کتنا ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے مطابق وہ فضیلت عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے یقین کی دولت مانگی تھی۔ اے اللہ اس مردہ بستی کو دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟ وہ بستی جب ان کے سامنے زندہ ہوئی۔ یقین میں اضافہ ہوگیا۔ اس طرح قیمہ کئے ہوئے پرندے جب ان کے سامنے زندہ ہو کر آئے آپ علیہ السلام نے یقین اتم پالیا۔

مکتوب نمبر 182

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں برے خیال اور وسوسے بہت آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ چیز

کمال ایمان ہے'' حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو کشف سے معلوم ہوا کہ وسوسے آنا منتہی والوں کی شان ہے اور مبتدی کے لئے زہر قاتل۔

مکتوب نمبر 183

دنیاوی پراگندگی بہت نقصان دہ ہے۔ اعلیٰ درجہ والوں کو تو یہ کچھ نہیں کہتی مگر شروع والے اس سے زیادہ متأثر ہوتے ہیں۔ دنیاوی تعلقات کم کرنے سے پراگندگی کم ہوسکتی ہے۔ فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے۔

مکتوب نمبر 184

فرمایا کرنے والا کام اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس میں اگر احوال و مواجید، علم معارف اشارات و رموز آجائیں تو ٹھیک یہ کرامات ہوں گی۔ ورنہ اتباع کے بغیر یہی چیزیں آئیں تو استدراج ہوگا جو خرابی کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا (کہ کس چیز نے فائدہ دیا) جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حقائق و معارف بے کار چیزیں ہیں۔ اشارات فنا ہوگئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متابقت میں آدھی رات کے وقت جو دو رکعات نفل نمازِ تہجد پڑھے ان سے سوا کسی نے ہم کو نفع نہیں دیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع سراسر برکت ہے۔ اس کے علاوہ نحوست اور

بربادی۔

مکتوب نمبر 185

دعا فرمائی اللہ تعالیٰ ہمیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر استقامت عطا فرمائے۔ اس راہ میں ہمت کرو غیر حق کا خیال دل میں نہ آنے دو۔ اصل کام یہی ہے۔

مکتوب نمبر 186

اللہ تعالیٰ سے خاص دعا کریں کہ وہ ہمیں ہر بدعت سے محفوظ فرمائے۔ بدعت وہ کام ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد دین میں پیدا ہوئے۔ خواہ وہ کتنی چمکدار ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ جیسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں وہ چیز نکالی جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے۔ نیز فرمایا بہترین بات وہ ہے جو قرآن مجید اور سیرت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہو۔ نئی باتیں خواہ کتنی اچھی ہوں گمراہی ہیں۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد بہت سی نئی چیزیں ایجاد ہونگی۔ تو اس وقت میری اور میرے ہدائت یافتہ خلفا راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ نئی امور سے بچیں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی وضلالت ہے۔ ہر

بدعت سنت کو ختم کرتی ہے پھر وہ قیامت تک واپس نہیں آتی ۔سب بدعت سیئہ ہونگی ۔

بدعت کے اندر کوئی حسن اور نورانیت نہیں ۔صرف ضلالت ہی ضلالت ہے ۔بعض بدعات جنہیں علما ومشائخ بدعت حسنہ کہتے ہیں وہ بھی سنت کو ختم کرتی ہیں ۔مثلاً کفن میں عمامہ کا اضافہ نئی چیز ہے، دستار کا شملہ اب دائیں جانب چھوڑتے ہیں حالانکہ پہلے زمانہ میں پشت پر دونوں کاندھوں کے درمیان ہوتا تھا۔نماز کی نیت پہلے زمانہ میں دل سے نیت کرتے تھے اب زبان سے کرتے ہیں ۔جب نیت قلبی چھوٹ جاتی ہے نماز فاسد ہوجاتی ہے ۔یہی حال باقی بدعات کا ہے ۔

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بدعات نہ صرف سنت کو بلکہ فرض کو بھی ختم کردیتی ہیں ۔اس ضمن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید کرو جو ہدایت کے ستارے ہیں ۔ جو ان کی تقلید کرے گا فلاح پائے گا۔اس ضمن میں مترجم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مولانا محمد سعید احمد نقشبندی سابق خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ) کا نوٹ بڑا کارآمد ہے ۔خلاصہ ملاحظہ فرمائیں ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو لکھا وہ بالکل حق اور صحیح ہے ۔لیکن مخالفین اہل سنت اپنے مخصوص نظریات کے تحت اسے اور رنگ دیتے ہیں ۔ اس

طرح وہ مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔لہذا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و موقف کی وضاحت ضروری ہے۔

1۔ ایک بزرگ عالم دین نے فرمایا آپ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ علما اسلاف کے قول کے مخالف نہیں ہیں۔

بدعت دو قسم کی ہیں۔ایک بدعت حسنہ اس سے مراد وہ چیز ہے جس کی اصل صدر اول نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہو۔خواہ اشارہ ہی ہو جیسے مسجدوں کے مینار، مدارس، مسافر خانوں کی تعمیر، کتابوں کی تدوین، دلائل کی ترتیب۔

بدعت سیئہ سے ایسی چیز مراد لیتے ہیں جس کی صدر اول بالکل اصل موجود نہ ہو۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بدعت حسنہ کو بدعت نہیں کہتے۔ بدعت سیئہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

2۔ ایک اور عالم دین نے فرمایا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت حسنہ سنت میں شامل ہے یہ بالکل ٹھیک ہے۔

3۔ ایک اور عالم دین نے فرمایا بدعت جو مخالف سنت نہ ہو وہ بدعت حسنہ ہے۔یہی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

4۔ وہ چیز جو دین کے وسائل میں سے ہوں جیسے صرف و نحو وہ سنت میں

شامل ہیں۔امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی مخالفت نہیں کرتے۔

5۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پیرومرشد کی مجلسِ عرس میں شریک ہوتے تھے۔

6۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوت شدگان کی فاتحہ دلاتے،ایصالِ ثواب کرتے۔

7۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزارات بزرگانِ دین پر تشریف لے جاتے قبر پر پڑے اچھاڑ کو تبرک جانتے،عقیدت کے ساتھ وصول فرماتے۔

8۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تصور شیخ اور اولیا اللہ کی مدد کے قائل تھے۔

مذکورہ بالا عبارات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اہل سنت و جماعت کے مطابق ہے۔

مکتوب نمبر 187

فرمایا بناوٹ اور تکلف کے بغیر تصور مرشد بہت فائدہ دیتا ہے۔اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ایک بزرگ نے فرمایا تصور مرشد ذکر الٰہی سے زیادہ فائدہ دیتا ہے۔

مکتوب نمبر 188

(خط کی عبارت مشکل ہے) مریدین مرشد کریم کے مراتب بڑھاتے ہیں جب باطن اور ظاہر ایک رنگ میں ہوجائیں ان کے احکامات بھی ایک جیسے ہوجاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 189

فرمایا دنیاوی مصروفیت کے باوجود فقراء کو یاد رکھنا بہت فائدہ مند ہے۔فرمایا دنیا کمینی پر فریفتہ نہ ہوں سلسلہ کے اسباق تمام کاموں سے عزیز رکھیں۔شریعت کے مطابق کام کریں۔نماز وقت پر ادا کریں۔فقراء کی خدمت کریں۔حرام اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز کریں۔مخلوقِ خدا پر مہربان رہیں نجات کا یہی طریقہ ہے۔

مکتوب نمبر 190

نصیحت فرمائی ذکر الٰہی میں تیری نجات ہے۔ ہر لمحہ اسے کرتے رہیں۔ذکر الٰہی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ذکر دوام نقشبندیہ سلسلہ میں ابتدا میں میسر آجاتا ہے اس سلسلہ کو اختیار کرنا چاہئے۔ ہر طرف سے توجہ ہٹا کر اس سلسلہ کے اکابرین کی طرف رکھیں۔ذکر میں توجہ دل کی طرف کریں۔ اگر بوقت ذکر الٰہی بے تکلف پیر کی صورت ظاہر ہو تو اسے دل میں بٹھا کر ذکر کریں۔پیر وہ ذات ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔پیر صاحب سے مدد لیں خالی کلاہ، چادر، شجرہ جو مروج ہو چکے ہیں پیری مریدی کی حقیقت سے خالی ہیں۔بے کار رسمیں ہیں۔پیر صاحب کے تبرکات پاس رکھیں بہت فائدہ ہوگا۔خیالی پلاؤ والی خوابوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ اگر

بیداری میں احوال ومواجید حاصل ہوں تو قابل اعتماد ہیں ورنہ نہیں۔ ذکر الٰہی کا فائدہ شریعت کے احکامات کی بجا آوری میں ہے۔ علما حق کے فتووں کے مطابق زندگی بسر کریں۔

مکتوب نمبر 191

فرمایا اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ساری برکتیں، سعادتیں اور نجات ہے۔ اگر اتباع نہیں تو کوئی عبادت، ذکر اذکار بے کار ہیں۔ قیلولہ (جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دوپہر کو سونا ہے) کے برابر کوئی عبادت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص کرم کے ساتھ شریعت میں آسانی رکھی ہوئی ہے۔ ساری نمازیں تھوڑے سے وقت میں ادا ہوسکتی ہیں۔ نماز دین کی چھت ہے۔ کافر و مومن میں فرق کرتی ہے۔ نماز میں قرأت کم سے کم بھی قبول ہے۔ نماز میں قیام نہ کرسکو تو بیٹھ کر پڑھ لو۔ اگر بیٹھنے میں مشکل ہو تو لیٹ کر پڑھ لیں۔ اگر وہ نہ ہوسکے اشارہ سے نماز پڑھ لے۔ پانی نہیں تو تیمم کرلیں۔ زکوٰۃ صرف اڑھائی فیصد حج تمام عمر میں ایک بار، اگر بیماری ہے، راستہ کا خرچہ نہیں یا راستے میں خطرہ ہے حج معاف ہوجاتا ہے۔ دائرہ مباح کو کشادہ کردیا ہے۔ چار آزاد عورتیں اور زر خرید لونڈیاں جائز ہیں۔ طلاق کو نکاح کو تبدیل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ شراب حرام مگر بے شمار شربت حلال کردیئے۔ ریشمی کپڑے

مردوں کے لئے حرام مگر دوسرے کپڑے حلال۔عورتوں کے لئے ریشمی کپڑے حلال۔مگر اب بھی اسلام پر چلنا مشکل سمجھو تو وہ قلبی مریض ہے۔ (قلبی مرض وہ ہے جس کا احکامِ اسلام پر یقین نہ ہو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''مشرکوں پر وہ چیز بھاری ہے جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے'' اتباع کرنے پر سلامتی ہے۔

مکتوب نمبر 192

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کشف میں دیکھا کہ ان کا مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بلند ہے۔اس کے کیا معنی حق کہ جھوٹ؟

1۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مرید کو چاہئے اپنے حالات وواقعات سچ ہوں کہ جھوٹ۔ اپنے مرشد کی خدمت میں بھیجے تاکہ وہ اصلاح فرمائیں۔اگر مرید اپنی خامیاں مرشد کریم کو نہیں بتاتا تو اصلاح کیسے ہوگی؟ اس کشف میں یہی کیا گیا۔

2۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ ایک جزو میں اگر کوئی کسی اعلیٰ سے اعلیٰ ہستی سے بڑھ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اصل افضلیت تو اعلیٰ ہستی کو ہی رہتی ہے۔ جیسے شہید ہونا ایک فضلیت ہے۔اکثر انبیائے کرام شہید نہیں ہوئے۔ کیا وہ شہید کسی نبی علیہ السلام سے بلند

ہوگیا؟ نہیں اصل افضلیت نبی کو ہی رہی۔ ایک میں ذرا نیچے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر امتی کو اپنے نبی پر ایک جزو میں فضلیت ہوسکتی ہے تو غیر نبی پر ایک فضیلت کیوں نہیں ہوسکتی۔

3۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ سب سکر کی حالت میں ہوا۔ سکر کے کشف اکثر ظنی یعنی شک والے ہوتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی ایسا ہی ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان ہے کہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نمبر ایک (1) نہ جانے وہ سُنی نہیں رہتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نمبر ایک (1) ہی ہیں۔ ان کا ایمان ساری امت سے بھاری۔ ان کی ایک نیکی (غارِ ثور والی) اُمت کی تمام نیکیوں پر حاوی۔ لیکن کسی نہ کسی ایک معاملہ میں کئی صحابی ان سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ وہ ان سے افضل تو نہیں ہو گئے۔ ایسے ہی یہ معاملہ ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ جیسے منصور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں حق ہوں۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں سبحان ہوں۔ میری شان سب سے بلند ہے۔ وہ ایمان سے خارج نہ ہوئے۔ اُن کا ذکر پہلے خطوط میں آچکا۔

مکتوب نمبر 193

فرمایا اہلِ سنت و جماعت کے مطابق اپنے عقائد درست کریں احکامِ فقہ (حلال وحرام کے حکم وغیرہ) سیکھیں فرمایا اس وقت اسلام بہت مشکل میں ہے۔اس کے احیا کے لئے علمائے کرام اور بادشاہ کے مقربین کا فرض ہے کہ وہ بادشاہ کو اسلام کی عظمت اور حقانیت اور کفر کی ذلالت سے آگاہ کریں۔ اسلام کو بحال کرنے کے لئے ایک ٹکہ خرچ کرنا دوسرے اصلاح کے کاموں میں کروڑہا خرچ کرنے سے بہتر ہے۔دین کے احیا کے لئے مشکلات اٹھانا انبیا کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

مکتوب نمبر 194

فرمایا ملت اسلامیہ کی ترویج (پھیلانا) اور مدد کے لئے لوگوں کو ترغیب دیں۔فرمایا علماء سوء دین کے چور ہیں اور علماء حق بہترین مخلوق ہیں۔ (ایسے بیان پہلے خطوط میں آچکے ہیں)

مکتوب نمبر 195

یہ خط بھی مکتوب نمبر 194 کی طرح ہے۔

مکتوب نمبر 196

فرمایا راہِ سلوک میں صرف سات (7) قدم ہیں۔دو عالمِ خلق کے

اور پانچ (5) عالمِ امر کے۔ پہلے قدم پر تجلی افعال ہوتی ہے۔ دوسرے قدم پر تجلی صفات ہوتی ہے۔ تیسرے قدم پر تجلی ذات ہوتی ہے پھر اگلے قدموں میں طالب اگلے مقامات حاصل کرتا جاتا ہے۔ معلوم رہے کہ ترقیاں اور تجلیاں شریعت کی اتباع میں ہوتی ہیں۔ ہر قدم پر سالک اپنے سے دور اور حق کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ آخر میں فنا اتم حاصل ہوتی ہے۔ جس کے بعد بقا اکمل مرتب ہوتی ہے۔ یہ کام صرف ہمت والا کا حصہ ہے نامراد طالب کو اس سے کیا غرض؟

مکتوب نمبر 197

فرمایا خوش قسمت ہے وہ جس کا دل دنیا سے سرد ہو چکا ہو۔ حدیث شریف میں ہے "دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون مگر ذکر اللہ" (ملعون جس پر لعنت ہو)

دنیا ہر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کردے خواہ وہ مال ہو، اولاد ہو، سرداری کی خواہش ہو، خواہ عزت پانے کا لالچ۔

قرآن مجید میں ہے "اس شخص سے روگردانی کرو جو ہمارے ذکر سے پھر چکا"

دنیا دار دنیا میں پریشان اور آخرت میں ندامت اور حسرت پائیگا۔

دنیا سے دور ہونا صحبت اولیائے کرام سے حاصل ہوتی ہے۔ اہل کرم کا شیوہ ایثار ہے۔

مکتوب نمبر 198

فرمایا فتوحات مکیہ (صوفیا کی باتیں) فتوحاتِ مدینہ (اتباعِ شریعت) کی چابی ہے۔ یعنی صوفیا کی صحبت اتباع شریعت آسان بنا دیتی ہے۔ فی زمانہ فقراء کا دولت مندوں، اہل حکومت کے لوگوں سے میل ملاپ مشکل ہو گیا ہے۔ اگر فقراء حسن خلق اختیار کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ فقیر لالچی ہیں اور جب فقراء بے نیازی ظاہر کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں فقراء متکبر ہیں۔ بد خلق ہیں۔ فقراء کو چاہئے اپنے طریقہ پر چلیں۔ لوگوں کی پرواہ نہ کریں (فقیر صرف رب تعالیٰ کا محتاج ہوتا ہے دنیا کا نہیں)

مکتوب نمبر 199

کسی نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے ورد اور مشغولی کے بارہ میں رہنمائی چاہی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک بزرگ کے پاس بھیج دیا جو اسے یہ چیزیں سمجھا دے گا۔

مکتوب نمبر 200

فرمایا سلوک کی راہ میں کسی رہبر کے بغیر نہیں چلنا چاہئے۔ خط کی

باقی عبارت بہت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 201

کسی نے کہا علوم سب کے سب دو تین حرفوں میں درج ہیں کیا یہ ٹھیک ہے؟

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام علوم بسم اللہ کی ب کے نقطہ میں ہیں (فرمایا وہ ب کا نقطہ میں ہوں)

(یہ کشف کی باتیں ہیں وہی جانے جس کو کشف ہوا ہو۔ ہمارے لئے بہتر ہے کہ شریعت کی اتباع کریں)

مکتوب نمبر 202

فرمایا وہ بہت ہی بد بخت ہے جو بزرگوں کی صحبت پا کر ان سے علیحدہ ہو گیا۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا۔ اس کا جواب پہلے خط میں آ گیا۔

مکتوب نمبر 203

فقراء کی عظمت ہے کہ حشر میں آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت ہو گی۔ (فقراء جنتی ہیں ان سے محبت کرنے والا ان کے ساتھ ہو گا)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مسلم و بخاری شریف) میں ہے کہ اعمال

لکھنے والے فرشتوں کے سوا خدائے تعالیٰ کے چند ایسے فرشتے ہیں جو راستوں اور بازاروں میں اہل ذکر کی تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ جب وہ ذاکروں کے گروہ کو کہیں ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ کہ آؤ تمہارا مطلب حاصل ہوگیا۔ پس جمع ہوکر اپنے پروں سے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب وہ ذکر سے فارغ ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر جاتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ عزوجل حالانکہ اپنے بندوں کے حال کو بخوبی جانتا ہے۔ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیسے دیکھا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ خدایا تیری حمدوثنا کرتے تھے اور تجھ کو بزرگی سے یاد کرتے تھے۔ اور تجھ کو تمام عیوب اور نقصان سے پاک بیان کرتے تھے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ پھر اس سے زیادہ بزرگی اور پاکیزگی سے یاد کریں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا طلب کرتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ بہشت مانگتے تھے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے بہشت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ بہشت کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو؟ فرشتے

عرض کرتے ہیں کہ پھراس سے زیادہ اس کی حرص اور طلب کریں۔ پھرحق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے ڈرتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے ڈرتے تھے اور تجھ سے پناہ مانگتے تھے۔حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں پھر اس سے زیادہ پناہ مانگیں اور اس سے زیادہ ڈریں اور بھاگیں۔ پھرحق تعالیٰ فرماتا ہے فرشتوں کو کہ تم گواہ رہو کہ میں نے سب کو بخش دیا۔فرشتے عرض کرتے ہیں یارب! اس ذکر کی مجلس میں فلاں آدمی ذکر کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ کسی دنیاوی حاجت کے لئے آیا تھا اور اُن میں بیٹھ گیا تھا۔حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (میں اس کا ہم نشین ہوں جس نے میرا ذکر کیا) (بخاری شریف بروایت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ) کے بموجب میرے ایسے ہم نشین ہیں ان کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا۔

اس حدیث اور پہلی حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ سے لازم آتا ہے کہ اُن کے محب ان کے ساتھ ہیں اور جو کوئی ان کے ساتھ ہے بد بخت نہیں ہوتا۔

حضور غوث الثقلین الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

انا من رجال لایخاف جلیسھم
ریب الزمان ولا یری ما یرھب

ترجمہ: میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کے ہم نشین کو زمانے کے حوادث (حادثات) کا کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ کوئی ڈر کی چیز دیکھے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فقراء کا ساتھ دے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارہ میں بتایا ان کی زیارت سے بیڑا پار ہوتا ہے۔

گرد مستاں گرد گر مے کم رسید بوئے رسید
اگرچہ بوئے ہم نہ باشد ردیت ایشاں بس است

یعنی مستانو (حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت والے) کے گرد اگرد گھومتے رہو اگر ان سے شراب (محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ملی بو تو آئے گی۔ اگر بو بھی نہیں تو ان کو دیکھ لینا ہی کافی ہے۔

مکتوب نمبر 204

فرمایا بدقماش لوگوں کی باتوں سے پریشان نہ ہو اپنے کام سے کام رکھیں۔

مکتوب نمبر 205

فرمایا آدمی کا اصل مقصد شریعت کا اتباع ہے باقی وہم وگمان۔

سلام ہواس پر جس نے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

مکتوب نمبر 206

فرمایا دنیا کے ناز و نعمت میں نہ کھو جاؤ یہ گھاٹے کا سودا ہے۔ اہل سنت کے مطابق احکام شرعیہ پر عمل کریں۔ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہیں۔ طریقہ نقشبندیہ کے اسباق کا تکرار کریں۔ اس سلسلہ کی ابتدا دوسرے سلاسل کی انتہا ہے۔ لوگ خواہ اس کا انکار کریں ہم نے تو حق کی بات سے آگاہ کرنا ہے۔ خواہ کوئی برا مانے۔ اہل باطل کے مجاہدے بے کار ہیں۔

مکتوب نمبر 207

فرمایا جب بندہ کسی بزرگ کے قریب ہوتا ہے تو اس سے اچھا اثر پیدا ہوتا ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابیت کی بلند ترین نعمت پائی (صرف دیکھنے سے)

فقراء کو جو بھی کشف ہوں انہیں شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے اگر مطابق ہیں تو ٹھیک ورنہ جانے دو۔

معلوم رہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں نہیں ہوسکتا۔ صوفیا کے مشاہدات اور تجلیات درحقیقت ظلال ہیں (سایہ)۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الورا ہے (بلند ترین) اس تک رسائی نہیں۔

اگر صوفیاء کے مشاہدات وتجلیات بیان کریں تو لوگ فتور میں پڑ جاتے ہیں۔ بیان نہ کریں تو حق و باطل کا پتہ نہیں چلتا۔

مکتوب نمبر 208

بعض دفعہ سالک اپنے کو انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل دیکھتا ہے اس کا کیا مطلب؟ یہ سکر کی باتیں ہیں ان کا اعتبار نہیں۔ اولیاء اللہ جو کچھ پاتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے طفیل پاتے ہیں۔ مثال کے طور پر دھواں آگ سے بلند ہے مگر ہے آگ کا محتاج۔ آگ سے کم درجہ رکھتا ہے۔

مکتوب نمبر 209

خط کی عبارت بہت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 210

دعا فرمائی کہ یا اللہ فقراء کی صحبت میں زندہ رکھ۔ دنیا سے انہیں کی صحبت لے جائیں۔ حشر میں ان سے محبت میں اٹھیں۔ یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔ کچھ لوگ معراج کا انکار کرتے تھے کہ کیسے ہزاروں سالوں کا کام ایک لمحہ میں طے ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کر کے واپس آئے کنڈی ہل رہی تھی، وضو کا پانی چل رہا تھا اور بستر گرم تھا۔

انہیں لوگوں میں سے (جو واقعہ معراج کا انکار کرتے تھے) ایک

دریا دجلہ پر نہانے گیا۔ پانی میں غوطہ لگایا جب سر باہر نکالا تو دریائے نیل میں تھا۔ یعنی مصر میں وہاں اس کی شادی ہوئی، بچے پیدا ہوئے۔ کئی سال بعد وہ دریائے نیل میں نہانے گیا، غوطہ لگایا باہر نکالا تو دریائے دجلہ میں تھا۔ باہر نکلا تو اس کے کپڑے وہاں پڑے تھے۔ پہن کر گھر گیا بیوی نے کہا جلدی میں آ گئے کیا نہائے نہیں؟ اسے پتہ چلا کہ یہ ویسے ہی ہوا جیسے معراج ہوئی۔ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے جو عقل میں نہیں آ سکتا۔ معراج اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے وہ ذات ہر شے پر قادر ہے۔

فرمایا دنیا بہت تھوڑی رہ گئی ہے زندگی کا زیادہ حصہ کٹ گیا ہے۔ اب بھی وقت ہے کچھ کرلیں غفلت کو چھوڑیں تاکہ کل قیامت کے دن حسرت اور ندامت نہ ہو۔ اس کے لئے اول عقائد ٹھیک کریں دوسرے احکام شرع کہ مطابق عمل کریں اور تیسرے طریقہ صوفیاء اختیار کریں۔ کشف سے عقیدہ پختہ ہوتا ہے۔ یقین کامل نصیب ہوتا ہے۔ صوفیاء کا طریقہ اپنانے سے شریعت پر عمل آسان ہوجاتا ہے۔ یاد رہے کہ طریقہ صوفیاء حقیقت میں علومِ شرعیہ کا خادم ہے۔ سب طریقوں سے سلسلہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔ یہ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لازم رکھتے ہیں۔ بدعات سے بچتے ہیں۔ احوال و مواجید نہ ہوں صرف عقیدہ ٹھیک ہو اتباعِ شریعت ہو

یہی کافی ہے۔اس پر بزرگانِ نقشبند کا اجماع ہے (اسے سب مانتے ہیں) اس سلسلہ میں پہلے قدم پر طالب انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت رکھتا ہے وہ حضرات پہلی ہی نظر (زیارتِ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے صحابی کے بلند ترین مقام پر فائز ہوجاتے تھے۔نہ دیر نہ مشقت غیر صحابی خواہ کسی مقام کا ہو صحابی کے گردراہ تک نہیں پہنچ سکتا۔صحابی کا ایمان شہودی تھا دوسروں کو یہ نعمت کم ہی نصیب ہوتی ہے۔صحابی کا ایک سیر جَو خیرات کرنا دوسروں کے پہاڑ جتنا سونا خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر تھے۔ان پر طعن کرنا قرآن پر طعن کرنا ہے کیونکہ انہیں سے لے کر قرآن جمع کیا گیا۔

مکتوب نمبر 211

کسی صوفی/ طالب نے کہا اللہ تعالیٰ میری بغل میں تھا فرمایا ایسی باتیں سُکر کی حالت میں سوجھتی ہیں جو اکثر غلط ہوتی ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ایسے کشفوں کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھو۔اگر معیار پر نہیں اترتا تو اسے رد کردو۔

فرمایا جسے سلسلہ چلانا ہو جب اس کے پاس کوئی مرید ہونے آئے اسے مرید کرنے سے پہلے بار بار استخارہ کرے اور معلوم کرے یہ طریقت کا

بھار اٹھانے والا ہوگا کہ اسے برباد کرنے والا ہوگا۔فرمایا اسلام کی تبلیغ عام کرو مگر سلسلہ میں مرید سوچ اور پرکھ کر کریں۔

مکتوب نمبر 212

سوال کیا کہ پیر مرید کو اس کی طاقت سے زیادہ مرتبہ دے سکتا ہے؟ ہاں دے سکتا ہے مگر یہ دیکھنا از بس ضروری ہے کیا وہ اس کا بھار بھی اٹھا سکتا ہے کہ نہیں؟ اگر اس قابل نہیں اسے وہیں رہنے دو۔

خواب میں پانی دیکھنے سے علم ہے۔اگر پانی میں ہاتھ ڈالے وہ علم حاصل کرنا ہے۔خط کا باقی حصہ بہت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 213

آدمی کے لئے بڑی نصیحت یہ ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہو وہ ایسے علماء سے بچے جو دنیا کے طلبگار ہوں۔احسان کا ایک بدلہ یہ بھی ہے کہ محسن کے لئے دعائے خیر کرے۔

فرمایا گستاخ و بے باک طالب/ مرید دین کا چور ہے۔اس سے دور رہیں۔اس طرح دنیا کے خواہشمند سے بچیں۔اس نے دنیاوی فائدہ کے لئے آخرت برباد کی ہے۔

ایک صاحب نے شیطان کو دیکھا وہ فارغ بیٹھا تھا پوچھا کیا لوگوں

کو ورغلانے سے باز آ گئے ہو؟ اس نے کہا میرا کام علماء سوء کر رہے ہیں ایسے علماء دنیا کے طلب گار ہوتے ہیں۔

دیوانہ وار دین کی خدمت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کو دیوانہ کہا جائے''

مکتوب نمبر 214

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ پیغام اس میں یہ ہے کہ دنیا میں تھوڑا سا نیک کام کرلو آخرت میں بے حد آرام پالو۔ مگر تھوڑے گناہ پر بڑا سخت اور شدید عذاب۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔

مکتوب نمبر 215

فرمایا دنیا دار بڑی بلا میں گرفتار ہے۔ دنیا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ دنیا کو مردار کہا گیا۔ دنیا دار وہی مردار کھا رہے ہیں۔ اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہوسکتی ہے؟

اگر کسی کو مال دینا ہو تو زاہد کو دو وہ اسے ہڑپ نہیں کرے گا۔ وہ اسے ٹھیک خرچ کرے گا۔ اس لئے کہ وہ دنیا سے بے رغبت ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام خود بھی دنیا سے بچے اور اپنے اُمتیوں کو بھی دنیا سے بچنے کی تعلیم دی۔

مکتوب نمبر 216

فرمایا بعض اولیاء اللہ سے زیادہ کرامات صادر ہوئیں۔ بعض سے کم۔ اس کا جواب پہلے خطوط میں آچکا۔ سب سے زیادہ کرامات حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہوئیں۔ بعض اولیاء کرام کو اپنی کرامات کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ ایک ولی کے بارہ میں مشہور تھا کہ وہ بیک وقت مختلف مقامات پر دیکھے جاتے ہیں۔ اس ولی صاحب نے فرمایا میں تو گھر سے نکلتا نہیں ہوں۔

مکتوب نمبر 217

ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی فلاں نوجوان فلاں وقت میں مر جائے گا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوجوان کو بلایا اور اس کی خواہشات پوچھیں۔ اس نے عرض کی نیک بخت لڑکی سے شادی اور حلوہ مل جائے۔ اسے دونوں چیزیں عطا کر دیں اور انتظار کرنے لگے اس نے تو فلاں وقت مر جانا ہے۔ وہ نوجوان جب حلوہ کھانے لگا تو فقیر آگیا اس نے خیرات مانگی۔ نوجوان نے وہ حلوہ اسے دے دیا وہ نہ مرا۔ جب جبرئیل علیہ السلام دوبارہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا وہ لڑکا مرا کیوں نہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا جب

لڑکے نے حلوہ خیرات کیا اس کی برکت سے اس کا مرنا موقوف ہوا۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں اس میں حاملِ وحی جبرئیل علیہ السلام پر بھی حرف آتا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب پر بھی اعتراض اٹھتا ہے۔ ایسے واقعات بیان کرنے سے دور رہنا چاہئے۔

فرمایا قضا (تقدیر) دو طرح کی ہے۔ ایک معلق جو بدل سکتی ہے۔ دوسری مبرم جو نہ بدل سکے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ وہ قضا مبرم بھی بدل سکتے ہیں۔ اس کی وجہ صحیح طور پر معلوم نہ ہوسکی۔ شاید وہ قضا مبرم بھی قضا معلق کی طرح ہو۔ فرمایا کشف ٹھیک بھی ہوسکتے ہیں اور غلط بھی۔ قطعی اعتبار صرف قرآن مجید اور حدیث پاک کا ہے۔ کشف کو شریعت کے معیار پر پرکھیں۔ شریعت کے موافق ہو تو قبول کرو ورنہ رد کردیں۔

طریق صوفیا سے احکام شرعیہ ادا کرنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں ہوگا دنیا میں تاب نہیں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام صرف تجلی دیکھ کر بے ہوش ہوگئے۔ دوسروں کی کیا مجال ہے؟ دنیا میں زیارتِ رب تعالیٰ صرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے۔ دوسرے لوگ مشاہدہ حق دل کی آنکھ سے کرتے ہیں سر کی آنکھوں سے نہیں۔

بعض مریدوں کو بغیر سارے اسباق طے کئے تبلیغ کی اجازت دی

جاتی ہے تاکہ وہ لوگوں کو راہِ راست پر لے آئیں۔

مکتوب نمبر 218

فرمایا مریدین طریقت کے اسباق کی تکرار کریں اور بزرگوں کے طریق پر استقامت اختیار کریں۔

مکتوب نمبر 219

دنیاوی مرض کا علاج تو لوگ جلد کرتے ہیں لیکن قلبی مرض (ماسوائے حق میں غرق ہونا) کے علاج کی طرف کم ہی دھیان دیتے ہیں۔ ڈھیل کرنے سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور دائمی عذاب میں پھنس جاتے ہیں۔ مرضِ قلبی کا علاج عقل معاش سے ممکن نہیں بلکہ عقل معاد سے ہے جو کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے۔ یا پھر اولیاء کرام انہیں سے نوازے جاتے ہیں۔ ظاہری مرض سے احکامِ شرعیہ ادا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ قلبی مرض سے خلوص نہیں آتا جو کہ اعمال کی روح ہے۔ یقین کی دولت چھن جاتی ہے۔ دنیا میں قلبی مرض کے لئے صوفیاء کرام سے رجوع کریں وہی اس کے حکیم ہیں۔

مکتوب نمبر 220

معلوم رہے کہ راہِ طریقت میں بھی صوفیاء کرام کے قدم پھسل جاتے ہیں۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے مقامات دوسرے اولیاء کرام سے اوپر ہیں (بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام سے بھی بلند ہیں) یہ سب سکر کی باتیں ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسے صوفیاء کہتے ہیں کہ مومن کا دل عرش سے بھی وسیع ہے یہ بھی خام خیالی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو عظیم کہا کوئی اس کا مقام کیسے گھٹا سکتا ہے۔ توبہ کرنی چاہئے اس قسم کے خطرات کا جواب پہلے خطوط میں آچکا۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں ڈر محسوس ہوا کہ کہیں ان کے کشفوں پر پکڑ نہ ہو۔ مدتوں تک آہ وزاری کرتا رہا مگر کچھ نہ بنا۔ اتفاقاً ایک بزرگ کے مزار پر گزر ہوا ان سے مدد چاہی معاملہ حل ہو گیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک نے بھی تسلی دی۔ فضل تو اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ یہ بزرگ اس فضل کے وصول کا وسیلہ ہیں۔ 72 گمراہ فرقے جو سیدھے راہ سے بھٹک گئے ہیں اس کی وجہ بھی یہی صوفیا ہیں وہ ایسے طریق صوفیا میں داخل ہوئے جوان کی صحیح تربیت نہ کر سکے کتنا نازک معاملہ ہے۔ (سلسلے والے بھی سوچیں کہ وہ کیا ہیں اور کیا کر رہے ہیں)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

جلد دوم

پیغامِ مکتوبات امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

دفترِ اوّل............ حصہ چہارم

مکتوب نمبر 221

اس خط میں سلسلہ نقشبندیہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ جو شے اس سلسلہ کو ممتاز کرتی ہے وہ سفر در وطن اور خلوت در انجمن (مخلوق میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے لولگانی) اور سلوک کے جذبہ پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہے۔ فرمایا اس طریق میں سیر کی ابتداء عالمِ امر سے ہے۔ یہ چیز طالبوں کو جلد قربِ الٰہی میں لے جاتی ہے۔ اس سلسلہ کی ابتداء میں حلاوت اور وجدان ہے۔ اور انتہاء میں بے مزگی اور فقدان ہے جو ناامیدی تک لے جاتا ہے۔ اس سلسلہ کی ابتداء میں قرب وشہود اور انتہاء میں بُعد (دوری) ہے اس سلسلہ کے احوال ومواجید احکامِ شرعیہ کے تابع ہیں۔ وہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ہیں اس سلسلہ میں زور تعلیم پر ہے نہ کلاہ وشجرہ پر۔ نفس امارہ کی اصلاح ریاضتوں اور مجاہدوں کی بجائے احکامِ شرعی بجالانے اور اتباعِ

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کرنے پر زور ہے۔اس کے مریدین شیخ کے مکمل تصرف میں ہوتے ہیں۔جس طرح شیخ نسبت عطا کرسکتا ہے وہ اسے سلب بھی کرسکتا ہے۔خاموشی پر زیادہ زور ہے۔

اس سلسلہ کے سردار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہیں۔انہیں کی وجہ سے اس سلسلہ کی نسبت سب سے اعلیٰ ہے۔اس طریق کی حضوری اور آگاہی دوامی ہے اس سلسلہ کی نہائت اس کی ابتدا میں ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے جب دوسرے سلاسل کی انتہا اس سلسلہ کی ابتدا ہے تو اس سلسلہ کی کی انتہا کیا ہوگی؟ اس طریق کی انتہا وصل عریانی ہے جو حاصل نہیں ہوسکتا۔اس سے جو نا امیدی پیدا ہوتی ہے وہ اس سلسلہ کی انتہا ہے۔

ے ناصبوری ہے زندگی دل کی
آہ وہ دل جو ناصبور نہیں

یعنی خالی ہونا دل کی زندگی ہے۔افسوس اس دل پر جو خالی نہیں۔

دوسرے سلسلہ والے راہ میں مست ہیں (جیسے سماع میں) اور یہ سلسلہ منزل پر پہنچ کر سرگرداں ہے کہ پردہ کب اٹھے۔اسی نیت کا اس کو ثواب ملتا ہے۔جیسے فرمایا گیا کہ ''نیت عمل سے بہتر ہے'' باقی عبارت لمبی

ہے، پیچیدہ ہے۔

یہ سلسلہ سماع اور رقص کو پسند نہیں کرتا ذکر جہر نہیں کرتا (اونچی آواز سے ذکر) ان کا حال دائمی ہے۔ تجلی ذات بھی دائمی ہے۔

چاہئے خرقہ ارادت ایک پیر سے لیا جائے اگر دوسرا دے تو اسے تبرک کا خرقہ کہئے۔ مگر یہ جائز ہے کہ خرقہ ارادت ایک پیر سے تعلیم دوسرے سے اور صحبت تیسرے سے۔

نفس امارہ کو ٹھیک کرنے کے لئے مجاہدے، ریاضتوں کے علاوہ احکامِ شرعی بجالائیں اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں۔ انبیائے کرام علیہم السلام بھی یہی کرتے تھے۔ معلوم رہے مجاہدے اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر بے کار جیسے گرووں اور جوگیوں کے مجاہدے، ریاضتیں۔ وہ سوائے مشقت کے کچھ نہ پاتے۔

مکتوب نمبر 222

کسی بزرگ نے فرمایا مرید صادق وہ ہے جس کے نامہ اعمال میں 20 سال تک بائیں جانب والا فرشتہ کوئی گناہ نہ لکھے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے وہ مرید بہتر ہے جس کے نامہ اعمال میں دائیں جانب والا فرشتہ ایک بھی نیکی نہ لکھ سکا ہو۔ پہلے نظریہ میں تکبر جبکہ

دوسرے میں انکساری ہے۔ وہ اپنے کو کافر سے بدتر جانتا رہا۔ اس نے اپنی نیکیوں کو بھی نیکی نہیں گناہ تصور کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عاجزی سب سے اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہے۔

معلوم رہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دن میں 70 ستر بار استغفار کرتے تھے۔ اپنے کمالات ان کی نظر میں کچھ نہ تھے۔ یہ استغفار (امت کی تعلیم کے لئے) تھا۔ دعا کریں ''یا اللہ تیری بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور مجھے اعمال کی نسبت تیری رحمت پر زیادہ امید ہے''

اپنے کو جو نیچے سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اوپر کر دیتا ہے۔ جو اوپر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نیچے کر دیتا ہے۔ لازم ہے جب وہ اوپر جائے تو اپنے کو نیچے تصور کرے۔

فقیر جب اوپر ترقی کرتا ہے تو عالمِ امر کے لطائف سے حصہ پاتا ہے اور نیچے آتا ہے تو عالمِ خلق کے لطائف سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ فرمایا تصورِ شیخ بڑی نعمت ہے۔ اسی طرح قربِ بدنی اعلیٰ شے ہے۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو قربِ قلبی حاصل تھا مگر قربِ بدنی نہ تھا۔ اس لئے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے۔ حالانکہ اس میں اور بہت سارے کمالات تھے۔

ے اک دیدار مرشد دا باھوؒ
مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

اس میں قربِ بدنی کی اہمیت بیان ہوئی۔

مکتوب نمبر 223

نصیحت فرمائی اپنے احوال سے مرشد کریم کو باخبر رکھیں تاکہ وہ برابر تیری اصلاح اور رہنمائی کرتے رہیں تو ان کی توجہ میں رہے گا۔ غفلت بڑی نقصان دہ چیز ہے۔

مکتوب نمبر 224

جب لوگ کسی کو زمانہ کا کامل کہیں (اور وہ نہ ہو) اسے فوراً مرشد کریم سے رابطہ کرنا چاہئے اور اپنی اصل حقیقت واضح کرنی چاہئے ورنہ کہیں تکبر میں مارا نہ جائے (یہ معاف نہیں) مگر بھول چوک معاف ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمت سے ناراض نہیں ہوتے مرشد کریم اپنے مریدوں سے کیسے ناراض ہوسکتا ہے۔ وہ شیخ جو اپنے مریدوں کو تبلیغ کرتا ہے اس کے بارہ میں فرمایا گیا ہے وہ اپنے مریدوں میں ایسے ہے جیسے وہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضامندی شیخ کی رضامندی سے وابستہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف

ہے۔

فرمایا جب شیطان نیکی اور نصیحت کی راہ سے آئے اسے دفعہ کرنا مشکل ہے۔ نیکی پر نیکی کرا کے وہ اسے متکبر بنائے گا۔ جس وجہ سے سب نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔ اُسے توبہ کی توفیق نہ ہوگی۔

مکتوب نمبر 225

فرمایا خام مریدوں کو تبلیغ کی اجازت نہ دیں کہیں وہ سلسلہ کو بدنام اور برباد کرنے کا سبب نہ بن جائیں۔ ان کے نفس امارہ کا تزکیہ باقی ہے۔ اس لئے وہ اپنے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے خرابی کا باعث بن سکتے ہیں۔

مکتوب نمبر 226

لوگ دور دور سے آ کر فیض پا جاتے ہیں مگر گھر والے اور پاس والے محروم رہ جاتے ہیں۔ (مرشد کریم کو اس کا خیال رکھنا چاہئے گھر والے اس کی رعایا ہے اس کے متعلق پوچھا جائے گا)

مکتوب نمبر 227

ملامتی فرقہ اور سلوک والے برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ شیخ کو چاہئے کہ وہ مریدوں میں گھل مل نہ جائے۔ رُعب داب سے

اپنے کو آراستہ کریں ورنہ خفت اور سبکی کا موجب ہوگا۔ دین میں عزیمت (ہمت سے کام لینا سارا کام کرنا) رخصت نہ ڈھونڈتے پھریں۔

شیخ کو ضرور عمل کرنا چاہئے (خواہ ریا کے لئے) تا کہ مریدان کی تقلید کریں جب شیخ عمل چھوڑ دیتا ہے مرید بھی بے عمل ہوجاتا ہے۔ فعل اور قول میں فرق نہ آنے دیں ورنہ لوگ طعنہ دیں گے اور سلسلہ کے خلاف فساد برپا کریں گے۔

مکتوب نمبر 228

نصیحت فرمائی پوری شریعت پر عمل کریں چھوٹے چھوٹے جزو کو ضائع نہ کریں (اس سے بڑے جزو بھی ضائع ہوجائیں گے) شیخ طریقت پر اعتراض کرنے سے بچیں یہ زہر قاتل ہے۔

ان دو اصولوں کو نہ بھولیں یہی دنیا و آخرت کی سعادت ہے۔ انکساری کریں، کوتاہیوں کو ٹھیک کریں۔ رمضان میں اعتکاف شریف میں بیٹھیں۔ نفس حق و باطل میں فرق نہیں کرتا اس کی مخالفت کریں۔ طریقت کی تعلیم پر پورا عمل کریں۔

مکتوب نمبر 229

فرمایا سلسلہ نقشبندیہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق والا ہے۔

آخر میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت والا ہے اس کی نسبت بہت ہی اعلیٰ ہے اس سے منزل کا ملنا آسان ہو جاتا ہے۔

یہ سلسلہ بناوٹ سے پاک ہے۔ اس سلسلہ میں بڑے بڑے جلیل القدر بزرگ گزرے ہیں۔ اس سلسلہ کی تعلیمات آسان ہیں۔ فرمایا لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں اپنے کام سے کام رکھیں۔ اپنی اولاد کی تربیت پر توجہ فرمائیں۔ یہ بہت اہم فرض ہے۔

مکتوب نمبر 230

فرمایا طالبوں کو بتائیں کہ ابتدا میں جو حاصلات ہوتی ہیں ان پر زیادہ انحصار نہ کریں۔ بزرگوں سے ان کی تصدیق کرائیں۔ یہ راستہ بڑا نازک اور کٹھن ہے۔ معلوم رہے اللہ تعالیٰ بڑا بے کیف و بے مثل ہے وہ کشف میں نہیں آتا۔ چھوٹی چیزوں کو معمولی نہ سمجھیں۔ بڑے حاصلات پر غرور نہ کریں ناقص شیخ سے رہنمائی نہ لیں۔ اس کو حالات نہ بتائیں وہ الٹے راستہ پر ڈال دے گا۔ کامل شیخ کو غنیمت سمجھیں جب تک وہ نہ ملے اپنی نفی کرتے رہا کریں۔ اللہ کے سوا کو اہمیت نہ دیں۔

مکتوب نمبر 231

سوال ہوا کہ وصول اور حصول میں کیا فرق ہے؟ دوسرا سوال

اسمائے انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام کے مبادی میں کیا فرق ہے؟

فرمایا وصول اگرچہ دور ہے مگر حاصل ہو جاتا ہے۔ حصول کا ملنا مشکل ہے جیسے عنقا کا۔

فرمایا اسمائے انبیائے کرام علیہم السلام کُل ہیں اور اولیائے کرام کے اسما جزو ہیں۔ یہ ان کے تابع ہیں۔

پوچھا گیا ذکر جہر (اونچی آواز) میں بھی مزہ ہے۔ پھر منع کیوں ہے؟ شال اور دیگر لباس کیوں منع کئے؟

جواب میں فرمایا عمل دو طرح کا ہے۔ ایک عبادت دوسرا عادت۔ عبادت والے عمل (جیسے ذکر جہر) میں تبدیلی آئے تو وہ بدعت ہے۔ یہ دین کا حصہ ہے۔

عادت والے عمل (شال۔ لباس وغیرہ) میں بدعت نہیں۔ یہ دین کا حصہ نہیں۔

مکتوب نمبر 232

فرمایا دنیا مردار ہے اس سے بچیں۔ حدیث پاک بتاتی ہے ''دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے'' فرمایا دنیا کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت سے دور کرتی ہے۔ اور آخرت کے عذاب کے قریب کرتی ہے۔ (سونے چاندی کا

استعمال پہلے آچکا) کیونکہ مال اور اولاد اللہ کے ذکر میں مانع ہے اس لئے ان سے رغبت زیادہ نہ کریں۔یہی مقصود کا خزانہ ہے۔

مکتوب نمبر 233

فرمایا اپنی بزرگی پر فخر زہر قاتل ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو منظور ہو یا نہ ہو اس سے پریشان نہ ہو۔

If one does not ask favour from God, He is annayed with him.

یعنی جو اللہ تعالیٰ سے خیرات نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔بہتری اسی بات میں ہے جو اللہ تعالیٰ کرے۔

مکتوب نمبر 234

خط کی عبارت مشکل ہے۔جو نصیحتیں اس خط سے مرتب ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔

1:۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حقیقت معلوم نہیں ہوسکتی۔حتیٰ کہ اس تک خیال بھی نہیں جاسکتا بس اتنا ہے جس نے اپنے کو پہچانا اس نے رب کو پہچانا۔بس جس بندے نے کہا میں فانی ہوں اللہ تعالیٰ باقی ہے۔جب بندے نے کہا میں محتاج ہوں اللہ تعالیٰ حاجت روا ہے۔اس

نے جب کہا میں محدود ہوں اللہ تعالیٰ لامحدود ہے وغیرہ۔اس نے رب کو پہچان لیا۔اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔اس کی قدرت سب پر حاوی ہے میں بے بس ہوں۔

2:۔ نیک صحبت کا اثر دیکھیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والا شیطان بھی مسلمان ہو گیا۔

3:۔ تمہیں جو بھلائی پہنچے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو تجھے برائی پہنچے وہ نفس سے ہے۔

4:۔ جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا۔

5:۔ بچہ جب جوان ہو تو اگر وہ بدشکل ہے تو مردوں کی طرح ہے یعنی اسے دیکھنے سے گناہ نہ ملے اگر وہ خوبصورت ہے تو عورتوں کی طرح ہے۔اسے دیکھنا منع ہے۔جیسے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا منع ہے۔

6:۔ دنیا اور آخرت ضد ہیں ایک ہی کو پا سکتے ہو۔ دنیا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

7:۔ ابن عربی نے وحدت الوجود کا نظریہ پیش کر کے بڑا ظلم کیا۔ایک طرف وہ بندوں کو غرور میں ڈال کر ان کا بیڑہ غرق کرتا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی شان گھٹا کر بندوں کو بے ایمان کرتا

ہے۔

8:۔ پہلی امتوں میں جب کوئی غلط چیز دین میں داخل کی جاتی تو ایک اور نبی تشریف لاتا اور اس غلطی کا ازالہ کر دیتا۔ امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ کام علماء حق اور اولیاء کرام کرتے ہیں۔ ہر صدی کے بعد ایک مجدد آتا ہے اور دین کو بحال کرتا ہے۔ اسی طرح ہر ہزار سال کے بعد بھی مجدد آتا ہے وہ دین میں جو جو فتور در آئے ہوں انہیں دور کر دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں امام مہدی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ کام کریں گے۔

مکتوب نمبر 235

فرمایا بزرگوں کی صحبت سرمایہ حیات ہے۔ احکامِ شریعت بجالانے چاہئیں۔ باطنی جمعیت بڑی نعمت ہے۔ احوال و مواجید کی اس کے سامنے کوئی وقعت نہیں۔

مکتوب نمبر 236

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کی حوصلہ افزائی کی تاکید فرمائی اسے تاکید کی جو حاصلات تجھے نصیب ہوئی ہیں ان کا شکر ادا کرو۔ فرمایا میری توجہ تیری طرف ہے امید ہے تجھے اور اونچا مقام حاصل ہوگا۔

مکتوب نمبر 237

نصیحت فرمائی کہ طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوں اور اس پر قائم رہیں۔ احوال و مواجید مل جائیں تو بہتر اگر وہ فتور پیدا کریں تو ان پر دھیان نہ دیں۔ پسند نہ کریں۔ فتور سراسر خرابی ہے۔ ایسے ہی احوال و مواجید سے ہندو گرو اور جوگی تباہ ہوئے۔ وہ انہیں ٹھیک سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے اپنے طور طریقے درست نہ کئے۔ کافر ہی مر گئے۔

اگر آپ کو بزرگوں سے نسبت ہوگئی ہے تو ان کی متابعت کریں یعنی اول اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق کریں پھر واجب، سنت، حلال وحرام، مکروہ، مشتبہ کا علم علما حق سے حاصل کریں اور ان کے موافق عمل کریں۔ پھر علوم صوفیہ کی طرف آئیں اگر عقائد اور اعمال درست نہیں تو صوفیہ کچھ نہیں دے سکتے۔ اصل کام یہی ہے باقی ہیچ۔

بزرگوں سے صحبت رکھیں۔ شریعت کی پیروی کریں۔ اس سے کام آسان ہو جاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 238

نصیحت فرمائی اپنے دینی بھائی (یعنی مرید) زیادہ بنائیں لیکن اپنے طور طریقے ٹھیک رکھیں۔ اگر نہ ہوں تو ترقیاں رُک جاتی ہیں اور بندہ

غرور میں پڑ جاتا ہے۔اپنے اعمال کو قاصر سمجھیں (قصوروالا) اور نیت کو کوتاہ سمجھیں۔ دونوں کو ٹھیک کریں۔ اپنے مریدوں کو حال و قال کی زبان کلمہ طیبہ سے تر رکھیں۔اپنے طالبوں کو دوسرے سلاسل کی طرف نہ بھیجیں۔

مکتوب نمبر 239

احوال کے صحیح ہونے کا اندازہ کیسے کریں؟

اگر وہ دل کو اللہ کی طرف لگائے تو ٹھیک ورنہ چھوڑ دو۔ حضوری میں مرشد کے لئے دعائے خیر کریں۔ بزرگوں کے مخلص دوستوں کی خطائیں معاف ہیں۔ کسی کام کا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہے وہ اس کے کرم سے ہوتا ہے۔لوگوں کو تلقین کرنے سے پہلے استخارہ کریں کیا وہ تلقین ان کے لئے ٹھیک بھی ہے؟

مکتوب نمبر 240

نصیحت فرمائی کہ احوال سے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان جائے ٹھیک ورنہ ان کی نفی کریں۔ جو کچھ اپنی دیدہ و دانش میں ہے اس کی نفی کریں لا الہ الا اللہ کا تکرار کریں حتیٰ کہ فنا تک پہنچ جائیں۔

مکتوب نمبر 241

بعض دوستوں کو ان کی روحانی ترقیوں پر مبارکباد دی لیکن یاد

رکھیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔

مکتوب نمبر 242

فرمایا اعمال کو قاصر اور اپنی نیتوں کو کوتاہ سمجھنا بہتر ہے۔ دعا کریں اور اللہ تعالیٰ کرم کرے کہ اعمال زیادہ ہوں۔

ذکر کتنا کریں؟ اتنا جس سے غفلت دور ہو جائے۔ یہ ہر آدمی کے لئے مختلف ہوگا۔ مختلف وقتوں میں ذکر بدلتے رہتے ہیں۔ اول میں کچھ، انتہا میں کچھ۔ بعض دفعہ ذکر اسم ذات، بعض دفعہ ذکر نفی اثبات۔ اس بارہ میں اپنے مرشد کریم سے رجوع کریں۔

مکتوب نمبر 243

فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت اور فنا کے بغیر مقصود حاصل نہیں۔ اتباع شریعت بھی ضروری ہے۔ یہ طریقہ نقشبندیہ کا ہے۔ اس پر قائم رہیں اس کی نسبت اعلیٰ ہے۔ رخصت سے کم سے کم کام لیں۔ عزیمت (ہمت سے پورے پر عمل کرنا) کریں۔ احوال و مواجید کو شریعت کے تابع کریں۔ نص چھوڑ کر فص کی طرف دھیان نہ کریں۔ (نص قرآن مجید میں فص لوگوں کی باتیں) قرآن سے سروکار رکھیں دوسرے لوگوں کی طرف دھیان نہ کریں۔

ماسوا اللہ سے دوری اختیار کریں۔

مکتوب نمبر 244

سفر کرنے سے پہلے استخارہ کریں۔

مکتوب نمبر 245

ذکر کتنا کریں؟ ذکر کرنے کی کوئی شرط نہیں کہ کتنا کیا جائے۔ بس ذکر سے ذاکر کو مذکور میں فنا ہونا ہے۔

مکتوب نمبر 246

ایک مرید کو مبارک دی کہ اسے کمال حاصل ہو گیا ہے۔ جو بھی رکاوٹ ہے وہ جلد دور ہو جائے گی۔

مکتوب نمبر 247

فرمایا میں نے اللہ کو اللہ ہی سے پہچانا اور اشیا سے پہچانا۔ یہی بہترین طریقہ ہے۔

مکتوب نمبر 248

فرمایا اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر ہم ہدایت نہیں پا سکتے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی اتباع کرنے والے اللہ سے کمال حاصل کرتے ہیں۔ (اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے) وہ ان کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔ امتی

کبھی بھی اپنے نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجلی ذاتی ہے۔ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کی تجلی صفاتی ہے (وہ بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل) کیونکہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجلی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پائی ہے۔اس سے وہ امتِ خیر ہے۔(خیرالامم) اوراس امت کے علماکرام بنی اسرائیل کے انبیا کرام علیہم السلام کی طرح ہیں۔اعمال کو قاصر دیکھنا بڑی نعمت ہے اور وسیلہ اس سے بھی بہتر۔

مکتوب نمبر 249

فرمایا نجات اتباع شریعت میں ہے۔اس سے بندہ اللہ کا محبوب ہوجاتا ہے۔تجلی ذات اور مرتبہ عبدیت حاصل ہوتا ہے۔قابل تابعدار کا مرتبہ بنی اسرائیل کے انبیا کرام علیہم السلام کی طرح ہوجاتا ہے۔کئی انبیا کرام علیہم السلام نے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہونے کی تمنا کی۔یہی امت پہلے جنت میں جائے گی۔بس لازم ہے کہ ہم اتباع شریعت کریں۔

مکتوب نمبر 250

بعض مریدوں کو جوذوق،شوق وخوشی جو پہلے مرحلہ میں ہوتی تھی وہ بعد میں نہیں رہتی کیوں؟

معلوم رہے پہلی حالت اہل وجد وسماع کی طرح ہے۔اس میں جسد

کا حصہ ہوتا ہے۔ بعد کی حالت میں روح اور قلب کا حصہ ہوتا ہے۔ دوسری حالت پہلی حالت سے کہیں بہتر ہے۔

خوشی کا دور ہونا خوشی پانے سے بہتر ہے۔ جب نسبت مل جاتی ہے تو جہالت اور حیرت میں ترقی جسد سے ہے۔ جب بندہ روح اور قلب سے قرب حاصل کرتا ہے خوشی ناخوشی میں بدل جاتی ہے۔ یہی اصل مقصود ہے۔ فرمایا خطرہ کی صورت میں حج وعمرہ پر نہیں جانا وہ معاف ہو جاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 251

یہ خط خلفا راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل کے بارہ میں ہے۔

فرمایا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (شیخین رضی اللہ عنہما) کے کمالات نبوت کے حامل ہیں۔ جو کہ ابراہیم علیہ السلام کی نسبت والے ہیں اور جانبِ دعوت موسیٰ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولائت سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں جبکہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ دونوں جانب سے نسبت رکھتے ہیں۔ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما نبوت کا بوجھ اٹھانے والے ہیں اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ ولائت کے بوجھ والے ہیں کیونکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت تمام امتوں میں افضل ہے اس لئے حکم ہوا

کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی پیروی کریں۔ حضرت مہدی موعود رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ مناسبت رکھیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قدم حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اور دوسرا مہدی موعود رضی اللہ عنہ پر ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اکثر صوفیہ کے سلاسل منسوب ہیں اگر شیخین رضی اللہ عنہما پر اہل سنت و جماعت کا اجماع نہ ہوتا تو اکثر اولیائے کرام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا حکم دیتے۔ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت اتنی بلند ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں۔ اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی بہشت کے دروازے پر لکھا ہے مگر جنت میں داخلہ شیخین رضی اللہ عنہما کی رائے اور تجویز پر ہوگا۔ وہ حضرات ہاتھ پکڑ کر لوگوں کو جنت میں ڈالیں گے۔ جنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نور سے بھری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شیخین رضی اللہ عنہما کے رُتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم خانہ ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے طفیل اس دولت سے مشرف ہیں۔ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کے ہمسایہ ہیں۔ پھر اولیا کرام کا نمبر آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہے۔ شیخین رضی اللہ عنہما موت

کے بعد بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہیں۔ حشر کے دن بھی یہ حضرات اکٹھے ہوں گے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف سے معلوم کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب اولیا کرام سے افضل ہیں کیا لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہی کہتے تھے اول نمبر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نمبر ہے۔ نبوت ہر حال میں ولائت سے افضل ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے سلسلہ نقشبند یہ سب سلاسل سے افضل ہے۔

حضرت مہدی موعود رضی اللہ عنہ بھی اسی سلسلہ میں ہوں گے اور اس سلسلہ کی تکمیل کریں گے۔ مگر سارے اقطاب وابدال واوتاد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی فیض اور مدد پائیں گے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی اس مقام میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دی اس پر اللہ کی فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں بدترین وہ لوگ ہوں گے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کریں گے۔ معلوم رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں جھگڑے اجتہاد کی وجہ سے

تھے نہ کہ نفسانی ہوس کی وجہ سے۔ معلوم رہے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خطا پر تھے۔ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جوان لڑائیوں میں شریک تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ تو اس (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کو حساب و کتاب اور عذاب سے بچا نیز فرمایا اس کو ہادی اور مہدی بنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعائیں قبول ہوئیں۔ معلوم رہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی میں اکیلے نہ تھے ان کے ساتھ تقریباً آدھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شریک تھے۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اس سے آدھا دین متاثر ہوگا جو کہ ٹھیک نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی قصاصِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں دیر کی وجہ سے تھی نہ کہ خلافت کی وجہ سے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن ظن رکھنے کی تاکید فرمائی۔

حالانکہ یزید بدبخت فاسقوں کے زمرہ میں آتا ہے مگر اہل بیت نے اس پر لعنت بھیجنے سے روکا وہ اس لئے جب تک پتہ نہ ہو کہ یہ بندہ کافر کی موت مرے گا۔ اس وقت تک اس پر لعنت نہ کریں۔ کفر پر خاتمہ ابولہب اور اس کی بیوی کا ہوا۔ ان پر لعنت کریں۔

اس سلسلہ میں فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کے مطابق عقائد رکھیں اسی میں نجات ہے۔

مکتوب نمبر 252

اس خط میں ایک مرید کے سوالات کا جواب دیا۔ عبارت بہت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 253

یہ خط بھی مرید کے سوالات اور حاصلات کے بارہ میں لکھا۔ مرید نے اطلاع دی کہ میں زمین آسماں، عرش کرسی، بہشت دوزخ اور اپنا وجود بھی نہیں پاتا۔ یہاں اس کی سیر ختم ہوگئی۔

جواب میں فرمایا تو نے تو تھوڑا سا حصہ طے کیا ہے آگے بہت سارے مقامات ہیں۔ مثلاً روح پھر سِر، پھر خفی، پھر اخفیٰ، پھر ان کے اوپر مقامات اسما و صفات کی تجلیات آگے تجلیات ذات تب جا کر نفس ٹھیک ہوتا ہے۔ فرمایا تم نے تو قطرہ حاصل کیا ہے سمندر ابھی باقی ہے۔

مکتوب نمبر 254

یہ خط بھی مکتوب نمبر 253 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 255

فرمایا سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک آئے دوسری جائے۔ خواہ وہ بدعت حسنہ ہو خواہ بدعت سیئہ۔ سب سنت کو ختم کرتی ہیں۔ سنتیں اللہ تعالیٰ کو قبول ہیں بدعتیں نہیں۔

اس پر لوگ اعتراض کرتے ہیں وہ کرتے پھریں ہم نے تو حق بات کہنی ہے۔ (لوگ بدعت حسنہ کو ٹھیک کہتے ہیں)

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ آ کر سنتیں زندہ کریں گے اور بدعات ختم کریں گے۔ وہ عالم جس نے بدعت پر عمل کیا وہ اس کو قتل کا حکم دیں گے۔ یعنی اس نے ہمارے دین کو برباد کیا۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ بدعت حسنہ کو بدعت سیئہ خیال کریں گے۔

مکتوب نمبر 256

پوچھا گیا قطب و قطب الاقطاب غوث خلیفہ کے کیا معنی ہیں؟ نیز وہ کس خدمت پر مامور ہوتے ہیں؟ کیا وہ اپنی نسبت سے اطلاع رکھتے ہیں کہ نہیں؟ قطب الاقطاب کیا ان کی کوئی اصل ہے یا کہ وہم و خیال کا اختراع ہے؟ فرمایا یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے تصوف کے سارے مراحل طے کئے ہوتے ہیں۔ یہ حضرات کونین کے نظام کو چلاتے ہیں۔ ایک دوسرے

کی مدد کرتے ہیں۔ انہیں اپنے اپنے منصب کا پتہ ہوتا ہے۔ ان کے لئے صاحب علم ہونا کوئی شرط نہیں۔ باقی عبارت مشکل ہے۔

حدیث شریف میں ہے اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان میری امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو البتہ وہ غالب آئے گا۔

فرمایا تمام لڑکے جو موسیٰ علیہ السلام کے سبب قتل ہوئے۔ ان کے کمالات موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے کہ نہیں؟ ہاں یہ ٹھیک ہے۔

حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے مرید کو کسی بزرگ کے پاس بھیجا کہ معلوم کرے کہ آپ کس نبی کے قدموں پر ہیں؟ انہوں نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کے قدموں پر۔

کیا اولیاء اللہ کی ولائت فوت ہونے کے بعد چھن جاتی ہے؟ فرمایا نہیں البتہ ان کی کرامات میں فرق آتا ہے۔

شائنک پر ہمزہ کے ساتھ ٹھیک ہے؟

فرمایا عورتیں پردہ میں بیٹھ کر طریقہ اخذ کریں۔

کیا کچھ دن منحوس ہوتے ہیں؟ فرمایا پہلے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی وجہ سے دن منحوس نہیں رہے۔ فرمایا دن بھی اللہ کے بندے بھی اللہ کے۔ جمعہ اور رمضان شریف نے حدیث پاک کی ترجیح کی وجہ سے

عزت پائی۔

مکتوب نمبر 257

فرمایا سیر کی ابتدا قلب سے پھر روح سے، پھر سِر سے، پھر خفی سے، پھر اخفیٰ سے ہے۔ باقی عبارت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 258

فرمایا مانا کہ اللہ تعالیٰ کا ہمارے ساتھ قرب نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ لیکن وہ ذات ہماری عقلوں، فہموں، علم وادراک سے وراء الورا ہے۔ کوئی بھی اس کے قرب کو بیان نہیں کرسکا۔ سب نے خاموشی اختیار کی۔

مکتوب نمبر 259

انبیائے کرام علیہم السلام کا آنا بڑی نعمت ہے۔ ان کا شکر کس طرح ادا کریں؟ احسان کا بدلہ احسان کس طرح دیں؟ ان کا شکر ان کی اتباع کرنے میں ہے۔ وہ نہ آتے تو اللہ کا پتہ نہ چلتا۔ جن لوگوں نے انبیا کرام علیہم السلام کا زمانہ نہ پایا یا ان کا پیغام ان تک نہ پہنچ سکا ان لوگوں کا انجام کیسے ہوگا؟ وہ جنت جائیں گے یا دوزخ؟ ان کے گناہوں کی سزا دے کر ان کو فنا کر دیا جائے گا۔ کفار اور ذمیوں کے چھوٹے بچوں جو فوت ہو جائیں ان کا انجام بھی اوپر جیسا ہوگا۔

معلوم رہے جنت میں داخلہ ایمان کی وجہ سے ہے۔ خواہ صرف ماننے سے یا ساتھ اتباع کرنے سے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت سارے جہانوں کے لئے ہے۔ کیا ہندوستان (اور پاکستان) میں کوئی انبیائے کرام آئے؟ صحیح پتہ نہیں۔ جب کسی علاقہ یا قوم کی طرف کوئی نبی آیا اور اس قوم نے اسے جھٹلایا اسے غرق کر دیا جاتا۔ تباہ شدہ کئی شہروں کے آثار ہندوستان میں ملتے ہیں۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ شائد کوئی نبی علیہ السلام آیا ہو۔ بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حلول اور سرائت کے نظریات ایجاد کئے جو کہ صریح کفر ہے۔

مکتوب نمبر 260

سلوک میں کئی سیریں ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تخلیق کے مراحل، نفس کو مطمئنہ ٹھیک کرنا کے متعلق طویل بیان ہے جو زیادہ تر پیچیدہ ہے اور مشکل ہے۔ معذرت پر اکتفا کرنا میری مجبوری ہے۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آخر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانے۔ یہ عنقا کا شکار ہے وہ کسی جال میں نہیں آتا سوا ہوا کے۔

مکتوب نمبر 261

فرمایا نماز دین کا ایسا رکن ہے جو تمام عبادتوں کا جامع ہے اور برتر

بھی۔ یہ تحفہ معراج کی رات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوا۔ انہیں کے بیان کے مطابق نماز مومن کی معراج ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب سب سے زیادہ نماز میں حاصل ہوتا ہے (دیدارِ رب تو نہیں کیونکہ وہ دنیا میں نہیں ہوسکتا) نمازی نماز ادا کرتے ہوئے گویا عالمِ دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور آخرت میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور اس سے حصہ پاتا ہے۔ یہ بڑی جزا ہے۔ نماز کے مخالف حضرات نے اس کی مخالفت حالتِ سکر میں کی جو بے اعتبار ہے۔ وحدت وجودی بھی انہوں نے ایجاد کی جو صریح کفر ہے۔ وہی لوگ سماع اور رقص میں جا پھنستے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بے وُقعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرام میں کوئی شفا نہیں رکھی۔

نماز کا اول بھی بہتر آخر بھی بہتر۔ نماز خلوصِ نیت سے ہمیشہ ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے کو کافروں سے بہتر جانتا ہے۔

مکتوب نمبر 262

ایک مرید کو چند نصیحتیں فرمائیں خط کی زبان مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 263

یہ خط بھی نماز کے بارہ میں ہے۔ جو مکتوب نمبر 261 میں آ چکے۔ فرمایا نماز میں جو حالت حاصل ہوتی ہے وہ تمام حالات سے بہتر ہے۔ یہ ظل سے باہر ہوتے ہیں اور دوسرے ظل کے اندر ہوتے ہیں۔ وہ حالت جو موت کے وقت طاری ہوتی ہے وہ نماز کی حالت سے بہتر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ آخرت کے زیادہ قریب ہے۔ قبر، برزخ اور حشر میں وہ اور بہتر ہو جاتی ہے۔

مکتوب نمبر 264

ایک مرید سے فرمایا اپنے کام جاری رکھیں۔ سلوک کی مختلف حاصلات سے آگاہ کیا کریں۔ باقی مکتوب نمبر 253 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 265

ایک مرید کی خواہش کے مطابق اسے گوشہ نشینی کی اجازت دی۔ مگر اسے خبردار کیا کہ مسلمانوں کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ وہ حقوق یہ ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ بیمار پُرسی کرنا۔ جنازہ کے ساتھ چلنا۔ دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔

دعوت قبول کرنے کی پھر شرائط ہیں۔ مثلاً ریشمی فرش نہ ہو۔ سونے

چاندی کے برتن نہ ہوں۔حیوانوں کی تصویریں نہ ہوں۔سماع کے اوزار نہ ہوں۔سرور کا سامان نہ ہو۔کھیل کود کا شغل نہ ہو۔جھوٹ کی منزل نہ ہو۔ مہمان نواز ظالم، فاسق، شریر اور فخر کرنے والا نہ ہو۔دعوت ریا اور شہرت کے لئے نہ ہو۔شراب نوشی نہ ہو۔ان خرافات سے شاید کوئی گھر خالی ہو۔ اس لئے دعوت قبول کرنے میں بہت احتیاط کریں۔مرید کو تاکید کی ہمارا طریق صحبت ہے۔خلوت میں شہرت ہے۔شہرت میں آفت ہے۔

نمازِ جمعہ، نماز باجماعت، نماز عیدین میں حاضر ہوں۔ ہاں باقی وقت علیحدہ رہیں۔گوشہ نشینی میں نیت ہونی چاہئے کہ وہ دنیا اور شہرت کے لئے تو نہیں ہے۔بہتر ہے پہلے استخارہ کریں۔

مکتوب نمبر 266

نصیحت فرمائی اپنے عقائد کو علمائے اہل سنت و جماعت (جو فرقہ ناجیہ ہے) کے مطابق درست کریں۔خاص خاص عقائد یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ خود موجود ہے۔ اشیا اس کی ایجاد ہیں۔ وہ ذات میں صفات میں لاشریک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال سمجھ میں نہیں آسکتے۔وہ یکتا ہے اللہ کا علم سب کو محیط ہے۔ایک بندے کا بچہ ہونا۔ جوان ہونا۔ بوڑھا ہونا۔ زندہ ہونا۔ مردہ ہونا۔ کھڑا ہونا۔ بیٹھنا۔

لذت و دکھ۔ جنتی ہونا یا دوزخی ہونا۔ حاضر ہونا یا معدوم ہونا۔ ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ جان جاتا ہے۔ ازل سے ابد تک اس کے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں تغیر ہے نہ حدوث ہے۔ امر بھی وہیں سے پیدا ہوتا ہے اور نہی بھی وہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ ساری الہامی کتابیں وہیں سے ہیں۔ وہ قدیم ہے، قائم کرنے والا ہے، وہ ہمارے خیال میں نہیں آ سکتا۔

وہ کسی میں حل نہیں ہوتا نہ کوئی اس میں حل ہوسکتا ہے۔ وہ قریب ہے لیکن پتہ نہیں کیسے؟ وہ ہر ایک کو محیط کئے ہوئے ہے لیکن ہم یہ جان نہیں سکتے وہ کیسے محیط کئے ہوئے ہے؟ جو ہم کہتے ہیں کہ وہ رحمت اور علم سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ ہماری باتیں ہیں وہ ان سے پاک ہے۔ وہ کسی شے سے متحد نہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں جب ہم فنا ہو جائیں تو باقی صرف وہی رہ جاتا ہے۔ ایسا بھی اتحاد نہیں رب تعالیٰ جوں کا توں ہے۔ وہ نہیں بدلتا۔ وہ غنی ہے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جو چاہے کُن سے پیدا کر دے۔ وہ پہچان میں نہیں آ سکتا۔ وہ بے کیف و بے مثل ہے۔ اس سے یہ صفات منسوب کی جاتی ہیں۔ مثلاً حیات، علم، قدرت، ارادہ بصر سمع کلام اور تکوین یہ صفات اس سے خارج میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی اور قدیم ہے۔ وہ قادر ہے۔ مختار ہے۔

جب لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کو نہ پہچان سکے نہ مان سکے وہ خالق کو کیا جان سکتے ہیں؟ ساری کونین اللہ کی ایجاد ہے وہ اپنی بقا میں کسی کا محتاج نہیں۔

اسباب کا وسیلہ توکل کے خلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ خیر اور شر کا پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن وہ خیر سے راضی ہے۔ شر سے راضی نہیں۔ یہ مسئلہ قضا وقدر کا ہے۔ پہلے خطوط میں آ گیا۔

بندہ کو قصد کرنے کا اختیار ہے۔ اللہ اس قصد کے مطابق کام کر دیتا ہے۔ اسی قصد کی وجہ سے بندہ ثواب یا عذاب کا حقدار ہوتا ہے۔ فرمایا جنت میں داخلہ اللہ کے فضل سے ہے۔ اس کا ایمان کے ساتھ وابستہ کرنا اس لئے ہے کہ بندے نے قصد کیا تھا۔ دوزخ میں داخلہ کفر کی وجہ سے ہے کہ بندہ نے کفر کا قصد کیا تھا۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ جو بے جہت بے کیف بے شبہ اور بے مثال ہوگا۔ انبیائے کرام کا آنا جہاں کے لئے سراسر رحمت ہے۔ انسانوں میں سے کوئی انبیائے کرام علیہم السلام جیسا نہیں ہوسکتا۔ جب انبیا کرام علیہم السلام رحمت ہیں تو بعض لوگوں کو عذاب کیوں ہوگا؟ جس نے انبیا کرام کو مانا ان کے حکم کے مطابق عمل کئے وہ رحمت پائیں گے۔ جنہوں نے انبیائے کرام کا انکار کیا وہ عذاب پائیں

گے۔ قبر کا عذاب کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کے لئے حق ہے۔ گناہ گار مومن کو قبر کا عذاب کیوں ہوتا ہے؟ تا کہ وہ پاک وصاف ہو کر حشر کے دن اٹھیں۔ یہ نفع کا سودا ہے۔

اور قیامت حق ہے اس دن آسمان، زمین، ستارے وغیرہ معدوم کردیئے جائیں گے۔ یہ نفخہ (بگل) اولیٰ میں سارے بندے مرجائیں گے۔ نفخہ (بگل) ثانی میں لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ حشر کی طرف جائیں گے۔

صرف کلمہ نہیں باقی چیزوں کو بھی ماننا ضروری ہے۔ جیسے حساب، میزان، پل صراط حق ہیں بہشت دوزخ ہیں۔ حساب کتاب کے بعد ایک گروہ جنت میں جائے گا اور دوسرا دوزخ میں۔

نبوت ہر حال میں ولائت سے بہتر ہے۔ اتنی بہتر جتنا قطرہ اور سمندر میں فرق ہے۔

ایمان دینی امور کی تصدیق قلبی سے مراد ہے۔ اقرار زبان سے بھی کرلے تو مزید بہتر۔ کفر سے بیزاری بھی بہتر ہے جو قلبی تصدیق بھی کرے اور کفر سے بیزاری نہ کرے وہ منافق ہے۔ نہ اِدھر کا نہ اُدھر کا۔

اللہ تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین کے دشمنوں سے دشمنی کرنی

چاہئے خواہ وہ دل سے ہو یا جسم سے۔ بہتر ہے دونوں سے ایمان کافروں سے دشمنی کے بغیر ممکن نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عقیدت اہل بیت سے محبت ہے اور عقیدت ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ بھلا وہ کیسے ان سے دشمنی کر سکتے ہیں؟ جو ایسا کہے وہ سخت غلطی پر ہے۔ جیسے شیعہ حضرات کہتے ہیں۔

دائمی عذاب کافر کے لئے ہے۔ اگر بندے میں ذرہ بھی ایمان ہے لیکن وہ کفار کی رسموں کو اچھا جانتا ہے ایسے بندے کو عذاب ہوگا مگر ایمان کی وجہ سے آخر میں دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔ ایسے بندے پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اگر مومن کبیرہ گناہ کرتا ہے اللہ کو اختیار ہے عذاب دے یا معاف کرے۔ ایسے بندہ پر نزع کی تکلیف قبر کے عذاب سے معافی ہو سکتی ہے۔ یا پھر دوزخ میں کچھ دیر رکھ کر معاف کر دیا جائے گا۔

اولیا کرام کی کرامات حق ہیں۔ فضیلت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے لیکن شیخین (حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کی فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہے۔ یہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی مانتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مجھے ان پر ترجیح دے

گا وہ مفتری ہے (جھوٹا ہے) اسے مفتریوں کی طرح اسی (80) کوڑے مرواؤں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان لڑائیاں جھگڑے اجتہادی تھے۔ وسوسہ سے نہ تھے۔ ایمان کا زیادہ ہونا یا تھوڑا ہونا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ٹھیک نہیں۔

عقائد درست کرنے کے بعد احکام فقہ سیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

مرید ہونا چاہئے اس سے دین پر اچھا یقین پیدا ہوتا ہے اطمینان حاصل ہوتا ہے، شک دور ہوجاتے ہیں۔ سلسلے غیبی چیزیں دیکھنے کے لئے نہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ سب سلاسل سے بہتر ہے۔ کھانے میں بسم اللہ اونچی آواز سے نہ کریں، ذکر جہر نہ کریں۔ یہ بدعت ہے۔ اس سے سماع، رقص وجد کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ سماع، رقص وجد لہو ولعب میں داخل ہیں۔

مکتوب نمبر 267

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو جو ملا اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عطا کیا۔ اس کا ظاہر کرنا مشکل بھی ہے اور منع بھی ہے۔ بس یہ علم اس

قسم کا ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دو علم عطا فرمائے۔ ایک تو میں بیان کر رہا ہوں اگر دوسرا بیان کروں تو لوگ میرا گلا کاٹ دیں۔

بس بڑی نصیحت یہی ہے کہ دین اور طریقت میں کوئی نئی چیز داخل نہ کریں یہ بدعت ہوگی۔ اس سے دین اور طریقت کا فیض بند ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 268

فرمایا علماء کرام انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔ ان کے پاس 2 قسم کی وراثتیں ہوتی ہیں۔ ایک علم شریعت اور دوسرا علم اسرار۔ عالم وارث وہ شخص ہے جس کے پاس یہ دونوں علم ہوں۔ ایسے علماء کرام کی شان یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں'' بعض نے کہا کہ علم اسرار وحدت وجودی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے، یہ سکر کی باتیں ہیں۔ جن کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا علم سراسر صحو در صحو ہے جو کہ سکر کے منافی ہے۔ ایسی باتیں ولائت میں آتی ہیں نہ کہ نبوت میں۔

ولائت اور نبوت میں اتنا فرق جتنا ایک قطرہ اور سمندر میں فرق ہو۔

نبی نبی بھی ہوتا ہے اور ولی بھی۔لیکن اس کے حاصلات نبوت کی وجہ سے آتے ہیں۔ان میں شک نہیں ہوتا۔ ولائت کے کشف میں شک ہوسکتا ہے۔سارے فرشتے ولی ہوتے ہیں اس لئے وہ انبیائے کرام علیہم السلام سے کم تر ہیں۔ ولیوں کی دعا یہ ہوتی ہے کہ ''اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بخش دے اور اعمال اور افعال میں جو زیادتیاں ہوں ان کو بخش دے اور ہمارے قدم ثابت رکھ اور قوم کفار کے خلاف ہماری مدد فرما۔''

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیغامِ مکتوبات امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

دفترِ اوّل............حصہ پنجم

مکتوب نمبر 269

دعا فرمائی یا اللہ! دین کے دشمنوں کو تباہ کر اور ان جھوٹے خداؤں کو ذلیل و خوار کر۔ لوگوں سے کہا ایسی دعا کیا کریں اور دشمنوں کے مٹانے کی کوشش کریں۔

مکتوب نمبر 270

کسی نے خواہش کی کہ وہ گوشہ نشینی اختیار کرے اسے بتایا بعض صحبتیں گوشہ نشینی سے بہتر ہوتی ہیں۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے گوشہ نشینی اختیار کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت نہ پائی اس لئے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پیچھے رہ گئے۔

مکتوب نمبر 271

کسی کو نصیحت فرمائی جو تجھے کشف میں ظاہر ہوا اسے کرو مگر شریعت سے بال برابر دور نہ ہو۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد اپناؤ۔

مکتوب نمبر 272

فرمایا ایمان بالغیب ایمان شہودی سے بہتر ہے۔فنا ہونے کے لئے جودرکار ہے وہ ایمان شہودی ہے وجودی نہیں ہے۔باقی عبارت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 273

فرمایا سالک کو چاہیئے کہ اپنے شیخ کے طریقہ کو لازم پکڑے اور دوسرے مشائخ کے طریقوں کی طرف دھیان نہ دے توجہ نہ کرے۔اور اگراس کے خلاف واقعات ظاہر ہوں تو کچھ اعتبار نہ کرے۔کیونکہ شیطان بڑا بھاری دشمن ہے۔اس کے مکروفریب سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔

سماع سے بچو،نعتیہ قصیدے اور غیر نعتیہ شعر بھی اسی میں شامل ہیں۔ میلاد شریف سن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے تھے۔ شیطان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں نہیں آسکتا۔لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں سنیں اس میں شیطان کا دخل ہوسکتا ہے۔خلاف واقع کو واقع کی صورت میں ظاہر کرے یہ ہوسکتا ہے۔شیطان اپنی عبارت و اشارات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبارت اور اشارات کر کے دکھائے یہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کفارِ مکہ بھی بیٹھے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ

نجم کی تلاوت فرمائی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی کفار سمجھے کہ ہمارے خداؤں کی تعریف ہوئی ہے۔ کفار خوش ہو گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہوئے کیونکہ شیطان نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بنا کر اس میں اپنی بات داخل کر دی۔ اسی اثنا میں جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور وحی لائے کہ وہ القا شیطانی تھا۔ اور عرض کیا کوئی نبی و رسول ایسا نہیں گزرا جس کے کلام میں شیطان نے القا نہ کیا ہو۔ ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ شیطان کے کلام کو رد کرتا ہے اور اپنے کلام کو محکم کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ شیطان کی بات رد کرتا ہے اور اپنے کلام کو پکا کرتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو مطلع کرتا ہے۔ ہم عام لوگ کدھر جائیں؟ شیطان آدمی کے کسی کام میں حتیٰ کہ نعتیہ کلام میں بھی اپنی خرابی ڈال دیتا ہے۔ خبردار رہیں نعت کے کلام کو علما کرام سے تصدیق کرائیں۔ میلاد شریف میں شیطان اپنی دخل اندازی کر سکتا ہے اسے خلافِ شرع کرا سکتا ہے۔

مکتوب نمبر 274

نصیحت فرمائی ہمت بلند رکھیں شہودات سفلی کی طرف دھیان نہ دیں۔ فرمایا وہ شہود جو کثرت کے آئینہ سے تعلق رکھتا ہے لذت بخش ہے اور شہود تنزیہی جو جہالت اور نادانی کی طرف میلان رکھتا ہے وہ لذت نہیں

دے سکتا۔ شیخ مقتدا کے بغیر اس راہ میں چلنا مشکل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔

مکتوب نمبر 275

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق آپ نے ان کی شان میں توجہ فرمائی تو پتہ چلا کہ آپ سے بے شمار لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ آپ کو زمین کا مدار بنایا گیا۔ انہیں نصیحت فرمائی کہ آپ پر لازم ہے کہ علوم دینی کی تعلیم دیں جہاں تک ہو سکے احکام فقہ کو پھیلائیں کیونکہ دونوں کام اصل مقصود ہیں اور انہی پر ترقی اور نجات کا دارومدار ہے۔

آپ جو حالات کسی شخص کے دیکھیں خواہ خواب میں یا بیداری میں اسے چھوڑ دیں یہ حق بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی۔ بس اللہ تعالیٰ کے غیر کو نہ دیکھیں اور اندیشہ میں ماسوائے اللہ کا خیال نہ رہے۔

مکتوب نمبر 276

معلوم رہے قرآن مجید کی آیات دو قسم کی ہیں ۔ ایک محکمات اور دوسرے متشابہات قسم اول شریعت کے احکام کا ذریعہ ہے اور دوسری قسم حقائق اور اسرار کا خزانہ ہے۔ انکے ساتھ حروف مقطعات بھی ایسے ہی ہیں۔

قرآن مجید اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا چہرہ، قدم، ہاتھ، پنڈلی، انگلیاں اور پورے ہیں۔ یہ سب متشابہات میں سے ہیں۔ ان کا مطلب اللہ جانے یا اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے۔ یا تاویل سے علماء راسخین جانیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان راز ہیں۔ یہ قرآن کا مغز ہیں اور محکمات قرآن کا چھلکا ہیں۔ عالم راسخ وہ صاحب ہوتا ہے جو مغز اور پوست (چھلکا) سے حقیقت کی صورت کے ساتھ ملا سکے۔ عام علماء کرام پوست کے ساتھ ہی خوش ہیں جو حقیقت چھوڑ کر صورت کی طرف جائیں وہ بے خبر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شریعت کے حکم ماننے سے معرفت حاصل ہوگئی۔ شرعی حکم ختم یہ غلطی ہے۔ پیر کو ہر حال میں احکامِ شریعت بجالانے چاہئیں۔ چاہے ریا کے لئے ہوں تا کہ مرید شریعت کے احکام بجالائیں۔ پیر جو عارف بنا بیٹھا ہے اسے مرید سے دس گنا زیادہ عبادت کی ضرورت ہے۔ مرید کو عروج عبادت سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ جاننا چاہئے شریعت کے احکام (صورت) اور حقیقت (معرفت الٰہی) سے مل کر فائدہ دیتے ہیں۔ (سب سے زیادہ معرفت میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ پھر بھی سب سے زیادہ عبادت کرتے تھے)۔ اس کے اُلٹ پیر حضرات معرفت پا کر عبادت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ یہ کیسے اُمتی ہیں شاید معرفت سے بھی خالی ہیں۔ شریعت

کے کسی ایک حکم کو نہ ماننے سے بندہ جھوٹا اور گمراہ ہو جاتا ہے۔شریعت اور حقیقت مل کر مکمل دین بناتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی۔شریعت اور حقیقت ایک ہیں جدا نہ مانو ورنہ گمراہی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

مکتوب نمبر 277

سوال :۔ علم الیقین۔عین الیقین اور حق الیقین کیا ہیں؟

شریعت کے علم سے اللہ کی قدرت کی پہچان علم الیقین ہے۔عین الیقین سے صفاتی شہود مراد ہے اس میں سالک اپنے کو فنا پاتا ہے اس کو سیر آفاقی کہتے ہیں۔ بندہ اپنے نفس میں ہوتا ہے۔حق الیقین سے حق تعالیٰ کا شہود مراد ہے یہ بقاباللہ کا مقام ہے۔ یہ حق کو حق سے دیکھتا ہے۔ یہ صحو میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ تجلی ذاتی مقام ہے یہ سلوک کا اعلیٰ مقام ہے۔

مکتوب نمبر 278

نصیحت فرمائی اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے مطابق درست کریں۔شریعت کے مطابق عمل کریں اپنے دل میں ماسوائے حق کا گزر نہ ہو۔اس کو ماسوا اللہ کہتے ہیں۔ اسے فنائے قلب سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ

سلوک میں پہلا قدم ہے۔

فرمایا مُردوں کو تمہاری دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے۔ فرمایا سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوں۔

مکتوب نمبر 279

ایک مرید کا شکریہ ادا کیا۔

مکتوب نمبر 280

فرمایا فقراء کی محبت دنیا و آخرت کی سعادت ہے۔ ایک صاحبِ شریعت کی اتباع کریں اور شیخ مقتدا کی محبت و اخلاص ہو۔ یہ دو چیزیں نعمت ہی نعمت ہیں۔ اگر ان کے ساتھ کچھ نہ ملے کوئی غم نہیں۔ ان دو کے علاوہ جو ملے وہ استدراج ہے۔

مکتوب نمبر 281

فرمایا عقائد درست ہوں اور سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوں۔ یہ بڑی نعمت ہے اس سے آگے راہیں کھلتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نعمتیں پائیں۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ بھی ان نعمتوں سے کچھ حصہ عطا کرتا ہے۔ جو اس سلسلہ سے منہ موڑ کر اور اس میں نئ نئ چیزیں داخل کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے اس میں سلسلہ کا کیا قصور؟

مکتوب نمبر 282

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو کشف سے حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہوئی ہے جہاں مرضی جائیں جو مرضی کریں لیکن ہم قطب مدار کے نیچے ہوتے ہیں اور ان کا مسلک اختیار کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہوں گے۔

مکتوب نمبر 283

فرمایا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دیدار معراج کی رات قاب قوسین کے مقام پر ہوا نہ کہ دنیا میں۔ کئی لوگ اس کا انکار کرتے ہیں (جو غلط ہے)۔

مکتوب نمبر 284

فرمایا انسان کا ظاہر عالم خلق سے مرکب ہے اور باطن عالم امر سے۔ اس طرح حیرت جہالت، ناامیدی جو بعد میں جا کر نصیب ہوتی ہیں وہ عالم امر سے ہیں۔ معلوم رہے اولیاء جو صاحب علم ہیں اور جو بے علم ہیں دونوں کے احوال میں کوئی فرق نہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف یہ ہے ایک گروہ ان احوال کا علم رکھتا ہے بلکہ دوسرا نہیں رکھتا۔

مثلاً ایک آدمی کو بھوک لگی ہے اور وہ جانتا ہے کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ دوسرے شخص کو بھی بھوک لگی ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ بھوک لگی ہے۔ یہی صاحب علم ولی میں اور بے علم ولی میں ہے۔ ولی دونوں ہیں۔

مکتوب نمبر 285

معلوم رہے پہلے وقتوں کی سماع اور آج کل کے سماع و رقص میں فرق ہے۔ پہلے وقتوں میں سماع کی کئی ایک شرائط ہوتی تھیں۔ مثلاً عقیدہ کامل ہو، دل زندہ ہو بقا باللہ اور فنا فی اللہ کے مقام حاصل ہو اور حق سے واصل ہو۔ یہ چیزیں آج کل کے سماع میں مفقود ہیں۔ اس لئے آج کل کا سماع سراسر مضر ہے۔ تربیت باطن کے خلاف ہے۔ اس لئے اس سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا اس سے بچ کے رہیں۔

مکتوب نمبر 286

یہ خط مکتوب نمبر 266 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 287

فرمایا جب طالبان طریقت کو شیخ کامل کی صحبت نہ ملے تو وہ دل چھوڑ کر راستے میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور معمولی چیزوں کو انتہا سمجھ کر انہیں اپنا مقصد سمجھ لیتے ہیں اور کہیں کے نہیں رہتے نہ ادھر نہ ادھر۔ ایسے بندوں نے

سمندر سے ایک قطرہ پر قناعت کرلی۔ وہ کعبہ تک جانے کی بجائے راستے میں کسی مکان کو کعبہ سمجھ کر اس کا طواف شروع کر دیتے ہیں۔ ان کا حال مجذوبوں سے تھوڑا زیادہ ہوتا ہے۔ باقی خط 2 مقاصد کے بارہ میں ہے اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقصد اول:۔ ان معارف کے بارہ میں جو مقام جذبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مقصد ثانی:۔ معارف سلوک کے جو آخر میں حاصل ہوتے ہیں اور ان چیزوں سے جن کا ماننا طالب کے لئے فائدہ مند ہے۔

مقصد اول والے لوگ سلوک اور تزکیہ والے ہیں۔ یہ حضرات مقامِ قلب سے آگے نہیں گزر سکتے۔ ذاتِ حق تک ان کی رسائی نہیں۔ ان کی محبت غرض پر مبنی ہے روح نفس سے علیحدہ نہیں۔ فنا بھی نہیں۔ مقصد ثانی والے لوگ طالب سلوک کے راستے رب تک پہنچ جاتے ہیں اور اس میں فنا ہو جاتے ہیں۔ ہوتے ہوتے وہ مقامِ بقا تک پہنچ جاتے ہیں۔ باقی عبارت مشکل اور پیچیدہ ہے۔

مکتوب نمبر 288

فرمایا آج کل لوگ نوافل پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ فرائض، واجب

اور سنتوں پر کم توجہ دیتے ہیں۔ عاشورہ، شب قدر، شب برأت میں نوافل باجماعت ادا کرتے ہیں۔ فرمایا یہ شیطانی کام ہے۔ بزرگوں نے فرمایا نوافل باجماعت ادا کرنا اور فرائض کو چھوڑنا ابلیس کی شرارت ہے۔ نوافل باجماعت ادا کرنا بدعت مذمومہ مکروہ ہے۔ یہ ایسی بدعت ہے جس کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس نے ہمارے دین میں کوئی نئ بات نکالی وہ مردود ہے'' نفل باجماعت ادا کرنا دو آدمیوں کا مکروہ نہیں وہ بھی مسجد کے ایک کونے میں ہوں۔ تین پر اختلاف ہے اور چار آدمیوں کا مل کر نفل ادا کرنا مکروہ ہے جو حرام کو مباح جانتا ہے وہ کفر ہے اور جو مکروہ کو اچھا گمان کرتا ہے وہ اس سے ایک درجہ کم ہے۔ پوشیدگی میں نفل ادا کرنا اچھا ہے۔ علماء کرام کو چاہئے کہ نفل باجماعت سے بندوں کو روکیں۔

مکتوب نمبر 289

یہ قضاوقدر کا مسئلہ ہے۔ اس کا بیان پہلے خطوط میں آچکا ہے۔

مکتوب نمبر 290

اس خط میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سفر روحانی بیان فرمایا۔ سفر تو بہت دلکش ہے مگر لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ خط کی عبارت لمبی، مشکل اور پیچیدہ ہے۔

مکتوب نمبر 291

یہ خط توحید وجودی کے بیان پر لکھا ہے۔فرمایا یہ ایک تنگ کوچہ ہے شاہ راہ دوسری طرف ہے۔ یہ ابتدائی حالات بتاتی ہے نہایت تک نہیں پہنچتی۔خط کی عبارت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 292

فرمایا تصوف کی راہ میں چلنے والے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک مرید دوسرے مراد۔ اگر وہ مراد ہوں تو انہیں انجذاب اور محبت کے راستے سے بلند مقام حاصل کرنے کے راستے بتا دیئے جاتے ہیں۔سب ادب انہیں سکھا دیئے جاتے ہیں۔اگر کوئی غلطی ہو تو انہیں آگاہ کر دیا جاتا ہے اس پر کوئی گرفت نہیں کی جاتی۔اگر انہیں پیر کی ضرورت ہو تو ان کی کوشش کے بغیر یہ دولت عطا کی جاتی ہے۔ان کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی بارگاہ میں برگزیدہ بنالیتا ہے۔

اس کے خلاف مرید کے لئے کامل پیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ایسا پیر جو جذبہ وسلوک فنا و بقا کی سعادت پاچکا ہو سیر فی الاشیا کو جان چکا ہو ایسا پیر اکسیر ہے۔ان کی کلام دوا ہے۔ان کی نظر شفا ہے۔ وہ توبہ سے مردہ دل زندہ کر دیتا ہے۔ پژمردہ جانوں کو تازگی دیتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے کو

پیر کے سپرد کر دے۔ اپنی ہر خواہش اس کی رضا کے تابع کر دے۔ اگر ایسا پیر میسر نہیں تو سالک مجذوب ہی غنیمت ہے۔ ناقصوں کی تربیت ہو جائے گی۔ مقام فنا اور بقا حاصل ہو جائے گا۔

مرید کے لئے چند شرائط ہیں۔

1:۔ اپنا چہرہ اور توجہ پیر کی طرف کرے۔

2:۔ پیر کی موجودگی میں کوئی نفل اذکار نہ کرے۔ سنت اور فرض کے علاوہ کوئی نماز اس کی مجلس میں ادا نہ کرے۔

3:۔ پورے آداب بجالائے۔

4:۔ جہاں تک ہو اس کی جگہ پر کھڑا نہ ہو۔ مرید کا سایہ پیر اور اس کے کپڑوں پر نہ پڑے۔

5:۔ پیر کی جائے نماز پر پاؤں نہ رکھے۔

6:۔ اس کے وضو خانہ میں وضو نہ کرے۔

7:۔ پیر کے برتن استعمال نہ کرے۔

8:۔ اس کے سامنے نہ پانی پیئے، نہ کھائے۔

9:۔ اس کے سامنے کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی طرف توجہ بھی نہ کرے۔

10:۔ جب پیر نہ ہو اس طرف پاؤں نہ کرے۔

11:۔ جس طرف پیر ہو اس طرف نہ تھوکے۔

12:۔ جو پیر حکم دے وہ مانے خواہ کیسا ہو۔ کیونکہ پیر الہام اور اذنِ الٰہی سے بات کرتا ہے۔

13:۔ اگر پیر سے کوئی خطا ہو تو اسے اجتہادی جانے اس پر ملامت نہ کرے۔

14:۔ پیر اس کا محبوب ہے اس کا مطیع ہو جائے۔ ہر کام میں اپنے پیر کی اقتدا کرے۔ کھانے، پینے، سونے، نماز پڑھنے اور نیک کام پیر کی طرح کرے۔

15:۔ فقہ کو اس کے عمل سے اخذ کرے۔ سب سے بدبخت وہ شخص ہے جو پیر میں عیب نکالے۔

16:۔ اپنے پیر سے کرامت کا مطالبہ نہ کرے۔ معلوم رہے کسی مومن نے کبھی کسی نبی علیہ السلام سے معجزہ طلب نہیں کیا۔ یہ کام کافروں اور منکر لوگوں کا ہے۔

17:۔ اگر دل میں کوئی شبہ آئے تو پیر سے عرض کرے۔ اگر حل نہ ہو اپنی کوتاہی تصور کرے۔ پیر پر کوئی عیب نہ لگائے۔

18:۔ جو واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے ہاں واقعہ کی تعبیر دریافت کرے اور تعبیر خود مرید پر منکشف ہو وہ پیر سے عرض کرے۔ درستی اور خطا کو اس میں تلاش کرے کیونکہ اس دنیا میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اور درستی خطا کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

19:۔ پیر کے غیر کو اختیار نہ کرے۔

20:۔ اپنی آواز کو پیر کی آواز سے بلند نہ کرے۔

21:۔ ظاہر و باطن میں فتوح اور کشائش حاصل ہو تو اپنے پیر کے توسط سے جانے جو کسی اور پیر سے فیض پہنچے اُسے اپنے پیر سے جانے اور پیر کی خدمت میں پیش کرے۔

22:۔ اگر فیض کسی اور پیر کی طرف جانے تو یہ بڑی غلطی ہے۔

23:۔ پیر کے ساتھ حسن اعتقاد رکھے اور محبت کرے۔ معلوم رہے کہ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچ سکا۔ پیر کے بے ادب اور نبی علیہ السلام کے بے ادب لوگوں اور فرقوں میں کوئی ولی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسا گستاخ آدمی صرف اپنے لئے مصیبت نہیں بلکہ پورے زمانے کو خراب کر دیتا ہے۔ اگر گستاخ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے تو کوئی فائدہ نہ ہو۔

ہاں اگر مرید پیر کی وجہ سے فنا اور بقا کے رتبہ تک پہنچ گیا ہے اور الہام اور فراست کا راستہ ظاہر ہو گیا ہے اور پیران کو تسلیم کرے اس کے کمال کی گواہی دے تو مرید کو گنجائش ہے کہ وہ الہامی امور میں پیر کے خلاف کرے کیونکہ ایسا مرید اس کے حلقۂ تقلید سے باہر نکل چکا ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اختلاف کیا۔ جیسے بدر کے میدان میں پانی کے پاس پڑاؤ پر۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پڑاؤ تجویز کیا تھا صحابی نے کسی اور جگہ پر پڑاؤ کے لئے عرض کیا پڑاؤ وہیں ہوا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فدیہ کے معاملہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اختلاف تھا۔ حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کئی مسائل میں اختلاف کیا اور جھگڑا کیا۔ فن اور علم کو بند نہ کرو تا کہ ترقی ہو۔ علم نحو میں اختلاف ہے اس فن میں اضافہ ہوا اور کمال حاصل ہوا۔ (سائنس میں ترقی اسی اختلاف کی وجہ سے ہوئی ہے) اس پر حدیث پاک سے سبق سیکھیں۔ ''میری اُمت کی مثال بارش کی سی ہے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے کہ آخری حصہ''۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ آخر میں فرماتے ہیں شیخ زندہ بھی کرسکتا ہے اور مردہ بھی۔ روحانی طور پر نہ

کہ جسمانی طور پر۔ اگر شیخ میں یہ کمال نہیں تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کرامات سے مریدوں کو کھینچنا نہیں (شیرینی کے لئے) بلکہ روحانی ترقی کے لئے۔

مکتوب نمبر 293

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ کے ساتھ ایک خاص وقت میسر آتا ہے۔

سوال:۔ اس سے کیا مطلب ہے؟ اور یہ خاص وقت کب میسر آتا ہے؟
دوسرے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

سوال:۔ ان کے زمانہ کے ولی یا کہ پہلے اور بعد کے زمانے کے ولیوں پر قدم یا تمام ولیوں پر۔

جواب:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ خاص وقت نماز میں حاصل ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نماز مومن کی معراج ہے'' فرمایا ''نماز سے مجھے راحت نصیب ہوتی ہے'' نیز فرمایا ''نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے'' اس دولت سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی مشرف ہوئے اور کامل تابعداروں کو بھی اس سے حصہ ملے گا۔

جہاں تک غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں مبارک کا ولیوں کی گردن پر کا سوال ہے وہ سُکر کی حالت میں تھا جس کا اعتبار کم ہی ہوتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ اس زمانہ کے ولیوں کی گردن پر پاؤں ہوگا۔

آپ سے پہلے اور بعد والے ولی اس حکم سے باہر ہیں۔ کیونکہ پہلے زمانے والے اولیا اللہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آتے ہیں جو کہ تمام اولیا اللہ سے افضل ہیں۔ اسی طرح بعد کے اولیا اللہ پر قدم نہیں کیونکہ ان میں امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے وہ بھی ایک ولی کی حیثیت سے کام کریں گے۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ولیوں کے سردار ہیں سب اولیاء سے افضل ہیں نہ کہ مطلق اولیاء اللہ سے (یعنی تمام سے افضل نہیں) حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان کے بارہ میں بہت مبالغہ کرتے ہیں جیسے شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں مبالغہ کرتے ہیں۔ یہ حد سے بڑھنا ہے۔

آپ سوال کریں گے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ کرامات صادر ہوئی ہیں اس لئے وہ سب سے افضل ہیں۔ معلوم ہونا چاہئے کرامات دکھانے سے ولی کے درجات نہیں بڑھتے۔ بعض کامل اولیاء سے ایک بھی

کرامت صادر نہیں ہوئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سب سے کم کرامات صادر ہوئیں۔ حالانکہ بڑے سے بڑا ولی ان کی خاکِ پا تک نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ پر یقین کی وجہ سے اولیاء کرام ایک دوسرے سے بلند ہوتے ہیں نہ کہ کرامت سے۔ کرامت والے دل سے ذکر کرنے والوں اور ذکر ذات کرنے والوں سے کم درجہ رکھتے ہیں۔

ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہیں زیادہ ہیں پھر بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سارے صحابہ سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے نواز دے، فضیلت اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ کشف اور غیب کی خبروں کا کوئی اعتبار نہیں یہ استدراج بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ عام مخلوق کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان ہی استدراج کی وجہ سے نوسر باز لوگوں کو قابو کرتے ہیں۔ نوسر باز خواہ بے عمل مسلمان ہو یا کافر بے دین۔ اسی لئے کرامات اور استدراج کو کامل اولیاء اللہ سے تصدیق کرانی چاہئے۔ وہ حضرات صاحبِ فراست ہوتے ہیں علم غیب انہیں عطا ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 294

سوال:۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کی کتنی قسمیں ہیں؟

1:۔ قسم اول:۔ وہ صفات جن کا تعلق عالم کے ساتھ ہے مخلوق کی طرف نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ جسے التکوین کہتے ہیں۔

2:۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں اضافت تو ہے لیکن پہلی قسم سے کم ہے جیسے علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور کلام۔

3:۔ تیسری قسم جو سب سے اعلیٰ ہے جسے عالم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ صفات اُم (ماں) اور اصل ہیں۔ یہ صفت العلم ہے۔ یہ وہ صفت جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصہ پایا۔ جسے ہم کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے راستے پر ہیں جسے کہا جاتا ہے وہ ولی موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے وہ ابراہیم علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ باقی عبارت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 295

معلوم رہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے کئی اصول ہیں مثلاً

1:۔ نظر برقدم 2:۔ ہوش دردم

3:۔ سفر در وطن 4:۔ خلوت درانجمن

1:۔ نظر برقدم:۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ نظر قدم کے آگے نہ بڑھے۔ یہ غلط ہے۔ اس سے مراد ہے کہ نظر قدم سے اوپر رہے قدم اس کے پیچھے رہے جیسے زینہ پر چڑھتے وقت نظر پہلے زینہ کے بند کو دیکھتی ہے پھر وہاں قدم رکھا

جاتا ہے۔قدم کی نہایت (انتہا) سالک کی استعداد پر ہے بلکہ نبی علیہ السلام کی استعداد پر ہے جس کی وہ پیروی کررہا ہے۔ان سے اوپر قدم نہیں جاسکتا لیکن نظر جاسکتی ہے۔نظر جب ترقی کرتی ہے تو اپنے نبی علیہ السلام کے مراتب تک پہنچ جاتی ہے۔کیونکہ امتی کو نبی علیہ السلام کے کمالات سے حصہ ملتا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک اللہ تعالیٰ کے دیدار تک پہنچ گئی مگر امتیوں کے لئے وہ ادھار ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہ نقد ہے امتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار حشر کے دن ہوگا بندہ کی نظر میں یہی انتہا ہے۔

2اور 3:۔ہوش دردم اور سفر در وطن:۔

بزرگ فرماتے ہیں جو شخص جس سانس کی حفاظت نہیں کرتا وہ سانس ضائع چلی جاتی ہے بے مقصد ہے یعنی جو دم غافل سو دم کافر۔

پہلا کلمہ ظاہر پراگندگی دور کرتا ہے دوسرا کلمہ اندرونی گندگی دور کرتا ہے۔تیسرا کلمہ سفر در وطن ہے۔یہ انفس میں سیر ہے جس کا وہ اہل ہے یہ بلند ترین مقام ہے جہاں تک بندہ پہنچ سکتا ہے۔اگرچہ نفس میں سیر تمام طریقوں میں ہے لیکن سیر افاقی کے حاصل ہونے کے بعد ہے اور اس طریقہ نقشبندیہ میں آغاز میں ہی یہ سیر ہوجاتی ہے اور سیر افاقی اس سیر کے ضمن میں ہے (اس کے تابع ہے)۔

4:۔خلوت در انجمن۔ اس کا مطلب ہے ظاہر مخلوق کے ساتھ ہو دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو ایسے لوگ تجارت اور خرید و فروخت میں بھی ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتے۔ ایسا شخص ہر وقت کمال جمعیت میں ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اپنے رب کا ذکر کرو اور سب سے کٹ کر اس کے مکمل طور پر ہو جاؤ''۔ بندے کو حقوق العباد ادا کرنے ہوتے ہیں یہ بھی اللہ کا حکم ہے۔ اس میں یاد رکھیں ظاہر تو مخلوق کے ساتھ ہو مگر باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو (یہ طریقہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے)

مکتوب نمبر 296

سوال ہوا اللہ تعالیٰ کی صفات کیسی ہیں؟

جواب۔ اللہ کی صفات اس کی ذات کی طرح بلند ہیں وہ بے مثل بے کیف ہے۔ اس کے سامنے سارے زمانے آجاتے ہیں اس کی قدرت سب کے مقدر بناتی ہے۔ اس کا کلام بھی ازل سے ابد تک ہے۔ اسی طرح باقی صفات ہیں۔

سب اس کے علم میں ہیں اس کی قدرت کے تحت ہیں لیکن اس کا اشیاء کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات عقل میں نہیں آسکتی۔ اس کے سامنے ازل اور ابد ساتھ ساتھ ہیں۔ ساتھ ساتھ صرف لفظوں میں بیان کرتے ہیں

حقیقت کا پتہ نہیں۔ جو کچھ اللہ کے بارے میں آپ سمجھتے ہیں وہ تمہارا تصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے۔ سارے زمانے بھی ماضی، حال، مستقبل اس کے سامنے ہیں اسے زمانہ کہتے ہیں۔ زمانے کا بھی اللہ تعالیٰ تک گزر نہیں۔ (اللہ تعالیٰ سمجھ میں آنے والا نہیں)۔

مکتوب نمبر 297

سوال۔ اللہ تعالیٰ کے احاطہ اور سریں کی وضاحت کریں؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کو آپ جانے اور بس۔ باقی عبارت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 298

سوال۔ عبادت اور مخفی اشاروں میں فرق؟

جواب۔ کوئی بھی اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکا۔ باقی عبارت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 299

سوال۔ مصیبت کب آتی ہے؟ اس میں استقامت اور صبر و رضا کیسے ممکن ہے؟ کیا طاعون کی جگہ سے بھاگنا کیسا ہے؟

جواب:۔ مصیبت ہمارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔ طاعون

کی جگہ سے بھاگنا گناہِ کبیرہ ہے۔ وہ کفار کے قتال کے دن صفِ جہاد سے بھاگنے کی مانند ہے۔ طاعون کی جگہ مرجانا شہادت ہے۔ اس سے قبر میں سوال نہ ہوگا۔ وہ غازیوں اور مجاہدوں جیسا ہوگا۔

مکتوب نمبر 300

بندہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اس کے اسماء اور صفات کی سیر کرتا ہے۔ اس بندہ میں وہ اسم نور ڈالتا ہے جس کا وہ ذکر کرتا ہے۔ وہ صفات بھی نور ڈالتی ہیں۔ دلی جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اُس کی ذات فنا ہوجاتی ہے تو وہ ولائت کا حقدار ہوجاتا ہے۔ اس سے بلند مقام قاب قوسین کا ہے وہ اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لفظوں میں ہے حقیقت میں نہیں۔ قاب قوسین میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام ہے جس نے اپنی فنا کو جان لیا وہ اللہ تعالیٰ کی بقا کو سمجھ گیا۔ جب بندہ اپنے کو حاجت مند پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حاجت روائی سمجھ جاتا ہے۔ جب بندہ اپنی ذلت جانے وہ اللہ کی عظمت کو جان گیا۔ یہاں عقل گم ہوجاتی ہے اس کا سمجھنا مشکل ہے۔

یہ نہایت ظہورات اور تجلیات کے اعتبار سے ہے جس کے بعد کسی قسم کی تجلی اور ظہور متصور نہیں ہوسکتا۔

مکتوب نمبر 301

سوال۔قرب نبوت اورقرب ولائت اوران کی راہوں میں فرق کیا ہے؟ وہ کون سی چیز ہے جو قرب نبوت تک پہنچا دیتی ہے۔

جواب۔قرب نبوت اللہ تعالیٰ سے عبارت ہے(اس کی دین سے عطا ہے)اس میں شک کی گنجائش نہیں۔اس کا عروج اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے اور نزول مخلوق کی طرف۔یہ انبیائے کرام علیہم السلام کا حصہ ہے۔یہاں رتبے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو جاتے ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو بھی کچھ حصہ ملتا ہے اس میں شک نہ کرنا۔نبوت کے کمالات تک پہنچنے کا راستہ ولائت ہے۔وہ ولی جو تمام سیریں اور تجلیات فنا، بقا کے مقام کو حاصل کر چکا ہو یہ اُس وقت ہے جب انبیا کرام علیہم السلام کی توجہ مخلوق کی طرف ہوتی ہے۔

دوسرا راستہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو نبوت کی راہ تک پہنچ جاتا ہے یہ عام لوگوں کی اوقات ہے۔پہلا راستہ کٹھن ہے مگر ملتا زیادہ ہے۔دوسرا راستہ آسان ہے لمبا بھی ہے لیکن اس میں ملتا کم ہے۔اس راستے والا ولائت سے حصہ نہیں پاتے۔یہ پوست (چھلکا) ہے پہلے والا مغز ہے۔

جاننا چاہیئے یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محض بخشش ہے۔کسب کو اس میں دخل نہیں۔مجاہدے ریاضتیں سب ادھر رہ جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ مقام نہ ملتے تھے۔ دوسرے چھوٹے چھوٹے مقام ملتے تھے مثلاً گناہ معاف، درجات کی بلندی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے زیادہ حصہ پایا۔ باقی تھوڑا تھوڑا پاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 302

سوال۔ انبیا کرام علیہم السلام اور عام بندوں کی ولائت میں فرق کیا ہے؟

جواب۔ انبیا کرام علیہم السلام خاص کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولائت قربِ الٰہی بغیر پردوں کے ہے۔ اور عام ولائتیں قرب الٰہی ہے تو صحیح مگر درمیان میں پردے حائل ہیں۔ اس لئے نبوت ہر حال میں ولائت سے افضل ہے۔ نبوت کا قرب ذاتی اور اصلی ہے۔ دوئی ولائت میں ہے نبوت میں نہیں۔ مازاغ البصر نبوت کے لائق ہے۔ ولائت نبوت میں بھی ہوتی ہے لیکن کمال نبوت سے حاصل ہوتا ہے۔ جانا اور ہے اور لے جانا اور ہے۔ سب لے جانے سے حاصل ہوتا ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا اگر سلامتی چاہتے ہو تو دنیا سے الگ ہو جاؤ۔ اگر بزرگی چاہتے ہو تو آخرت سے ناامید ہو جاؤ تاکہ عمل رضا کے لئے ہو۔ ورنہ کچھ فائدہ نہیں (اس لئے رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا جنت کو جلانے اور دوزخ کو

بجھانے کی کوشش کرتی ہیں تا کہ عبادت اللہ کے لئے خالص ہو)۔

دنیا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے آخرت پسند ہے۔ تو بھی یہی عقیدہ رکھ پھر راہیں کھلتی ہیں۔ آخرت سے اعراض کرنا عین شکر ہے۔ جنت کے مزے اعمال صالحہ کا نتیجہ ہے جنت میں کوئی درخت نہیں آپ کے اعمال سے وہاں درخت اُگتے ہیں۔

مکتوب نمبر 303

سوال۔ کلماتِ اذان کے معنی کیا ہیں؟

جواب۔ 1:۔ اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے کہ وہ کسی کی عبادت کا حاجت مند ہو۔

2:۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی عبادت سے بے نیاز ہونے کے باوجود عبادت کا مستحق ہے۔

3:۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں وہی عبادت قبول ہے جو انہوں نے بتائی۔

4:۔ حی علی الصلوٰۃ۔ 5:۔ حی علی الفلاح۔ یہ کلمے نمازی کو نجات کی طرف بلاتے ہیں۔

6:۔ اللہ اکبر۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ کسی کی عبادت

اس کی جناب کے لائق ہو۔

7:۔ لا الہ الا اللہ۔ یعنی صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ مگر کوئی عبادت اس کے لائق نہیں۔

نماز کی بزرگی ان کلمات سے معلوم کرنی چاہئے۔ نماز میں فائدہ اسی وجہ سے ہے۔

مکتوب نمبر 304

سوال۔ کیا اعمال سے جنت میں داخلہ ہے؟

جواب۔ معلوم رہے قرآن مجید میں کئی ایک جگہ بتایا گیا ہے کہ اعمال سے جنت میں داخلہ ہے۔ بعد میں پتہ چلا ارکان سے جنت میں داخلہ ہے۔ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ۔ ان ارکان کا بجالانا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرانہ ہے۔ جب شکر ادا ہو گیا نجات ہو گئی۔ نہایت عاجزی سے انہیں ادا کریں۔ نماز سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے خاص کر سجدے میں۔

حدیث پاک میں ہے ''بندے کو اپنے پروردگار کا زیادہ قرب نماز میں نصیب ہوتا ہے'' نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھیں۔ نماز میں جو کمی رہ جاتی ہے ان تسبیحات سے اس کا

تدارک ہو جاتا ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا ہو جاتا ہے۔ پھر بھی کہو کہ میری نماز اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں۔ ایسا نمازی فلاح پا جائے گا۔

مکتوب نمبر 305

سوال۔ نماز کے اسرار کیا ہیں؟ اور منتہی اور عام آدمی کی نماز میں فرق کیا ہے؟

جواب۔ معلوم رہے کہ فرائض، واجبات، سنتیں، مستحب بجالانے سے ہی کامل نماز حاصل ہوتی ہے۔ خشوع خضوع بھی ان چار امور میں درج ہے۔ اور ساتھ ہی حضور قلب انہی امور سے وابستہ ہے۔ جو شخص ان میں سستی کرتا ہے اسے نماز سے تھوڑا حصہ ملتا ہے۔

دوسرا گروہ حضور قلب کا خیال تو رکھتا ہے مگر فرائض اور سنتوں پر اکتفا کرتا ہے۔ واجبات ادا نہیں کرتا وہ نماز کی حقیقت سے آگاہ نہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ ”نہیں نماز مگر حضورِ قلب سے“

منتہی اور عام آدمی کی نماز میں فرق کیا ہے؟ فرق ارکانِ نماز پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے۔ منتہی کر جاتا ہے عام آدمی ارکان کو پوری طرح ادا نہیں کر پاتا۔

مکتوب نمبر 306

سوال۔ آپ کے (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے) صاحبزدگان کے کمالات کیا ہیں؟ ولائت میں فنا کیسے ہوتی ہے؟ کیا قرب نبوت میں اس فنا کی کوئی ضرورت ہے؟

جواب۔ فرمایا میرے صاحبزدگان وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس صدمہ کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائی۔ اب بالکل ٹھنڈا کر دیا ہے۔ ان بیٹوں میں سے ایک نے 24 سالہ زندگی میں وہ پایا جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ مرتبہ مولویت، علوم نقلیہ و عقلیہ میں کمال حاصل کیا۔ اس کے شاگرد بھی بڑے باکمال تھے۔ اس کے کشف اور عرفان بیان نہیں ہو سکتے۔ انہیں 8 سال کی عمر میں وہ حاصل ہوا کہ بازار سے کھانا منگوا کر کھلاتے تب ٹھیک ہوتے۔ میرے مرشد کریم ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔ وہ ولائت موسوی کا آخر درجہ پا چکے تھے۔ خدا کی بارگاہ میں کمال عاجزی کرتے وہ فرماتے تھے لوگوں نے اللہ سے اور چیزیں مانگی ہیں میں نے اللہ سے زاری مانگی ہے۔ دوسرا بیٹا 11 سال کی عمر میں پورا شعور رکھتا تھا۔ ہمیشہ عذاب آخرت سے لرزاں رہتا تھا۔ دعا کرتا تھا یا اللہ مجھے کمینی دنیا سے دور رکھنا۔ تیسرے بیٹے 8 سال کی عمر ایسی کئی کرامات کے

مالک تھے جو بیان سے باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے اپنی امانت واپس لے لی۔ یا اللہ بحرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اجر سے محروم نہ رکھ۔

فرمایا فنا سے مقصود اللہ تعالیٰ کے سوا میں گرفتار نہ ہونا ہے۔

ماسوائے اللہ کو بھول جائیں اس سے قرب نبوت حاصل ہوتا ہے۔

سوال:۔ اگر کوئی کہے کہ ماسوائے حق کا علم اور اللہ تعالیٰ کا علم اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

جواب:۔ ماسوائے حق کا علم علمِ حصول کی جنس سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہے۔ لہذا دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ نبوت میں اللہ تعالیٰ کا علم اور علم اشیا کے ساتھ ہو سکتا ہے مگر ولائت کا علم علم اشیا کو بھول جانے سے ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 307

سوال۔ کلمہ طیبہ سبحان اللہ وبحمدہ کے معنی کیا ہیں؟

جواب۔ ان کلمات سے پتہ چلتا ہے کہ حق تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے اور اس ذات کا شکر بھی ادا ہو جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ان کلمات کو دن میں 100 بار پڑھے اس دن اور رات میں اس کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ تسبیح میزان کو بھر دیتی ہے۔ اس سے اللہ کی تسبیح کا حق ادا

ہوجاتا ہے۔ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوجاتی ہے جیسے ساری مخلوق نے پڑھا ہوحالانکہ پڑھا ایک نے ایک بار۔

مکتوب نمبر 308

سوال:۔دو کلمے جو زبان پر ہلکے مگر میزان پر بھاری ہیں خدا تعالیٰ کو وہ پسند ہیں وہ کون سے ہیں؟ان کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔وہ کلمے یہ سبحان اللہ وبحمدہ ہیں۔ان کے حروف تھوڑے ہیں مگر یہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کمالات کو ظاہر کرتے ہیں۔یہ تسبیح توبہ کی چابی بلکہ نچوڑ ہے۔اوراس کا خلاصہ یہ ہے کہ تسبیح گناہوں کو معاف کراتی ہےاور اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔اللہ تعالیٰ درگزر کو پسند کرتا ہےان سے درگزر ہوجاتی ہے۔یہ تسبیح غیر مناسب باتوں سے پاک کردیتی ہے۔صفاتِ کمال پیدا کرتی ہے۔اس سے اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کا شکرادا ہوتا ہےاوران کا بدلہ دیا جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 309

سوال۔لوگو اپنا محاسبہ کرواس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ ہواس کا کیا مطلب ہے؟

جواب۔بزرگ لوگ رات سونے سے پہلے تمام دن کے حالات

سامنے رکھ کر جائزہ لیتے ہیں کہ کہاں کہاں غلطی ہوئی پھر اس پر توبہ استغفار کرتے ہیں۔ اپنے ایمان اور نیک اعمال کو اللہ کی عطا سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ادا کرتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اور اللہ اکبر اگر 100 بار پڑھ لے تو بندہ کو محاسبہ کا کام دیتا ہے۔ یہ توبہ کی چابی ہے اپنی خطاؤں پر معافی مانگنی ہے۔ معلوم رہے استغفار سے گناہ چھپ جاتے ہیں اور ان تسبیحات سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ان کلمات سے استغفار بھی ہو جاتا ہے اور شکر بھی ادا ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 310

سوال۔ انسان کی جامعیت کیا ہے؟ اور ان کے پوشیدہ اسرار کیا ہیں؟

جواب۔ جب بندہ اپنے کمالات کو اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں سمجھتا بلکہ مردہ سمجھتا ہے وہ بندہ کمال پر ہے۔

اپنے نفس کی کوتاہیوں سے اللہ کی عظمت معلوم کرتا ہے (یعنی بندہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ وغیرہ) اسے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا'' اس سے یہ مراد نہ لو کہ بندہ خدا بن گیا بلکہ وہ کام کرے جو اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہ

بندہ بھی کرے (یعنی اللہ کریم ہے تم بھی کرم کرو وغیرہ) یہ عبارت متشابہات میں سے ہے۔ظاہری معنی نہ لئے جائیں۔

مکتوب نمبر 311

سوال۔ حروف مقطعات کے اسرار کیا ہیں؟

علماء راسخین کو کیا ان کی اطلاع ہے؟

جواب۔ علماء راسخین کو ان کی اطلاع ہے۔حروف مثلاً ا۔ب۔ھ۔ل۔م۔وغیرہ۔مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبہ اور ان پر عطاؤں کو ظاہر کرتے ہیں۔اسی طرح اولیاء کرام جس جس نبی علیہ السلام کے قدموں سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی ان حروف سے فیض پاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 312

سوال۔نماز میں انگلی شہادت کب اٹھائی جائے؟

اس میں علماء حنفیہ کا مذہب کیا ہے؟

کعبہ شریف اور روضہ اقدس کی عظمتیں کیسی ہیں؟

جواب۔ معلوم ہو تمام جگہوں سے افضل جگہ کعبہ معظّمہ ہے اس کے بعد روضہ مقدسہ اور پھر مدینہ منورہ کی زمین۔اس کے بعد کعبہ کے آس پاس والی زمین افضل ہے۔علماء کرام نے جو روضہ اقدس کو کعبہ سے افضل کہا

ہے تو اس سے مراد کعبہ کی زمین یعنی مکہ مکرمہ کی زمین ۔ جہاں تک شہادت کی انگلی اٹھانے کا معاملہ ہے وہ مختلف مسلک میں علیحدہ علیحدہ ہے۔ بعض کہتے ہیں اشارہ نہ کرو بلکہ حرام ۔کوئی کہتا ہے یہ مکروہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اشارہ کرتے تھے۔ فرمایا یہ اشارہ سنت ہے کوئی کہتا ہے مستحب ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ پر انگلی اٹھانی چاہئے ۔ یہی مختار مذہب ہے۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اسی کی تقلید کرتے ہیں۔

مکتوب نمبر 313

یہ خط مختلف سوالوں کے جواب میں ہے۔

سوال نمبر 1:۔ کیا سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمام جذبہ وسلوک طے کئے ہوئے تھے؟

جواب:۔ ہاں کئے ہوئے تھے۔ وہ صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب کچھ پا گئے۔ نہ محنت نہ مشقت ۔ یہ عبارتیں یعنی فنا۔ بقا۔ جذبہ۔ سلوک بعد میں مشائخ نے ایجاد کیں۔

سوال:۔ ریاضتیں ۔مجاہدے کئے جائیں یا نہیں؟

جواب:۔ وہ ریاضتیں کریں جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں لیکن باقی سنتوں پر بھی عمل جاری رہے۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ کا اصول ہے۔ اعتدال

پر زیادہ زور ہے اس سے مطلوب تک پہنچنے کے لئے کافی ہے نہ اتنا زیادہ کھاؤ کہ منہ سے باہر آ جائے نہ اتنا کم کھاؤ کہ کمزوری سے جان نکل جائے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں 40 مردوں کی طاقت تھی۔ وہ زیادہ بھوک برداشت کر سکتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی صحبت کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ اس لئے کہا گیا ہے صبر کرنے والے 20 صحابہ رضی اللہ عنہم، 200 پر غالب آ جاتے تھے۔

اب وہ لوگوں میں طاقت نہیں رہی بس اعتدال سے کام لیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اختیار کرتے ہوئے وصال کے روزے رکھے۔ کمزوری سے گر پڑے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''تم میں مجھ جیسا کون ہے؟' میں تو رات کو اپنے پروردگار کے پاس ہوتا ہوں وہ کھلاتا پلاتا ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قدرت کے بغیر تقلید کو اچھا قرار نہ دیا۔ مسلمانوں نے بھوک پیاس سے قلب کی صفائی کی۔ ہدایت اور نور پایا۔ اگر گرو جوگی ایسا کریں تو گمراہی کے سوا کچھ نہ پائیں۔ بھوک، جاگنا، کانٹوں پر سونا ان کی قسمت میں ہے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

یونانی بہت بھوک اٹھاتے تھے وہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ کہتے تھے ہم تو پہلے ہی ہدایت یافتہ ہیں ان کی ظلمت اور تاریکی میں اضافہ

ہوا نفس امارہ ٹھیک نہ ہوسکا۔ انہیں بھوک نے کیا دیا بس گمراہی۔ قلب جلد ٹھیک ہوجاتا ہے لیکن نفس جو اپنی فطرت میں خبیث ہے وہ جلدی ٹھیک نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے سے۔ بدعت کی بجائے سنت پر عمل کریں۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھتے تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو الگ الگ رکھا

سوال:۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تربیت پائی تو ان دونوں حضرات کے سلسلوں میں فرق کیوں ہے؟

جواب:۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیض اخذ کیا اس وجہ سے سلسلوں میں فرق ہے۔

سوال:۔ کیا ولائت موسوی ولائت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آسکتی ہے یہ کیسے ہو؟

جواب:۔ نہیں آسکتی۔

سوال:۔ کونسا کرتہ بہتر ہے؟ پیش والا کرتہ یا گول چاک والا کرتہ؟

جواب:۔ مردوں کا کرتہ اپنا ہو عورتوں کا کرتہ اپنا ہو۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ''اس مرد پر لعنت ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اس

عورت پر لعنت ہو جو مردوں کا لباس پہنے‘‘ پیش والا کرتہ مسلمانوں کا لباس نہیں بلکہ ان کافروں کا لباس تھا جو اسلامی حکومت میں رہتے تھے۔

سوال:۔ شروع میں جب طالبوں کی توجہ احدیت کی طرف ہے تو چاہئے اس توجہ کے ساتھ نفی اثبات جمع نہ ہو؟

جواب:۔ دونوں جائز ہیں۔

سوال:۔ چاہئے کہ مبتدی جو کہ ذکر زبان اور تالو سے کرے دل میں بھی کہے یا نہ کہے؟

جواب:۔ اس میں کوئی نقص نہیں (جو زبان کہے وہی دل کہے)

بزرگوں پر اعتراض نہ کریں۔ اگر پیر خلافِ شریعت کام کرے تو چاہے اس کی تقلید نہ کی جائے۔ مریدوں کو پیر کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ یہ مکتوب نمبر 313 پر ختم ہوئے کیونکہ پیغمبروں اور مرسلین علیہم السلام کا شمار بھی 313 تھا اور بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شمار بھی 313 ہی تھا۔

ان کی فرمائش کے مطابق مترجم مولانا محمد سعید احمد نقشبندی سابق خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ اسی طرح مولف کے حق میں بھی دعا فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

دفتر دوم............ حصہ اول

مکتوب نمبر 1

فرمایا اللہ تعالیٰ حمد کے لائق ہے مگر کوئی حمد اس کے لائق نہیں۔ اگر چہ وجوب اور وجود اس ذات کے دو کمالات ہیں وہ ذات اس سے بھی وراء ہے۔ جو کچھ آپ سوچ سکتے ہیں وہ ذات اس سے بلند ہے۔ پھر وراء ہے پھر وراء ہے اور پھر وراء الوراء ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ حبیب خدا ہیں تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ تمام کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ صاحب قاب قوسین ہیں۔ دیدارِ رب کرنے والے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اس کی شان کے مطابق نہ کرسکا۔ باقی حضرات کا اس سلسلہ میں بیانات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ وہ ذات بے کیف ہے، بے مثل ہے، بیان سے سمجھ سے باہر ہے۔

مکتوب نمبر 2

یہ خط مکتوب نمبر 1 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 3

سوال :۔ ولائت صغریٰ کیا ہے اور ولائت کبریٰ کیا ہے؟

جواب :۔ جو اللہ تعالیٰ سے ظل یعنی پردوں کے باہر ہے وہ ولائت صغریٰ ہے۔ جو کچھ پردوں تجلیات اور ظہورات سے اوپر حجابات سے آگے ہے خدا کے قرب میں ہے وہ ولائت کبریٰ ہے مگر خیال رہے دیدارِ رب تعالیٰ تو دنیا میں ناممکن ہے تو پھر یوں ہی سمجھ لیں ایک ولائت خدا سے دور ہے دوسری قرب میں۔ بُعد یعنی دوری دونوں میں ہے ۔ نقشبندیہ سلسلہ کے حضرات ولائت کبریٰ سے متصف ہیں بلکہ دوسرے ولائت صغریٰ تک رہ جاتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولائت ولائت کبریٰ سے اوپر ہے نبوت کی ابتدا ولائت کی انتہا سے شروع ہوتی ہے۔ ولائت کبریٰ سچ ہی سچ ہوتا ہے بلکہ ولائت صغریٰ میں شک کی گنجائش ہے جو حق ہے لوگوں کو آخرت میں حاصل ہوگا۔ ولائت کبریٰ والے اسے دنیا میں حاصل کر لیتے ہیں۔ بعض لوگوں نے موت اس لئے چاہی کہ حق کے قریب ہو جائیں، پردے اٹھ جائیں۔ اس لئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں تن اور خیال سے برہنہ ہو جاؤں تو کچھ وصال کی نہایت میں ٹہل سکوں'' یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ خط کی باقی زبان مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 4

سوال :۔ عین الیقین۔ علم الیقین اور حق الیقین کیا ہیں؟

یہ پہلے مکتوب میں آ چکے۔

مکتوب نمبر 5

یہ خط مکتوب نمبر 1 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 6

اس خط کا مضمون پہلے مکتوب میں آ چکا۔

مکتوب نمبر 7

سوال :۔ مراتب مثلاً محبوبیت، حسبیت اور محبت ۔حب اور رضا سے کیا مطلب؟

جواب :۔ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اس کے تین اعتبار ہیں محبوبیت، مسحبیت اور محبت۔ جو محبت اللہ تعالیٰ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے اسے محبوبیت کہتے ہیں۔ یہ محبت فعلی بھی ہے اور انفعالی بھی۔ فعل اصل ہے انفعال اس کے تابع ہے۔

وہ محبت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی اسے مسحبیت کہتے ہیں اور جو محبت اللہ تعالیٰ کو آدم علیہ السلام سے تھی اسے محبت کہتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر

ابراہیم علیہ السلام تیسرے نمبر پر نوح علیہ السلام ہیں۔ حقیقت اللہ ہی جانے۔

محبیت اور محبت سے تھوڑا سا حصہ اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے۔

ان سے (محبت اور حب سے) اوپر مقام رضا کا ہے۔ رضا کے اوپر کسی کا مقام نہیں مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اس کی خبر اس حدیث سے ملتی ہے ''مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت نصیب ہوتا ہے کہ اس وقت میں میرے ساتھ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی مرسل نبی گنجائش نہیں رکھتا۔''

اسی طرح حدیث قدسی میں ہے ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اور تو اور جو کچھ تیرے سوا ہے تیرے لئے پیدا کیا۔ تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی اے اللہ تو ہے اور میں نہیں ہوں اور جو کچھ تیرے سوا ہے میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اس دنیا میں معلوم نہیں ہوسکتی وہ قیامت کے دن معلوم ہوگی۔ جس دن وہ انبیا کرام علیہم السلام کے امام ہوں گے۔ ان سب کے شفیع ہوں گے۔ سارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ جو رضا انہیں حاصل ہے اس سے ان کے خاص غلاموں کو اس سے ٹکڑا ملتا ہے۔ طفیلی طور پر اس لئے یہ غلام لوگ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل نہیں ہوسکتے۔ یہ خادم ہیں وہ مخدوم۔

لوگوں کی قسمت اگر یہ باتیں مان جائیں۔

مکتوب نمبر 8

سوال:۔ اخص۔ خواص۔ عوام اور متوسط لوگوں کے ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ یہ سارے ایمان بالغیب ہیں۔ اخص اور خواص کا ایمان بالغیب جلال و جمال کے ظلال کے پردوں اور تجلیات اور ظہورات کے پردوں کے اندر سے ایمان حاصل کرتے ہیں۔ عوام اور متوسط لوگ پردوں کو ہی دیکھ کر ایمان لے آتے ہیں۔ سماع اور استدلال سے بھی ایمان حاصل کرتے ہیں۔ ان کے حق میں ایمان بالغیب دشمنوں کے حصہ سے ہے اس پر وہ خوش ہیں۔

مکتوب نمبر 9

سوال:۔ لا الٰہ الا اللہ کے فضائل کیا ہیں؟

ایمان بالغیب محقق کب ہوتا ہے؟

یعنی حقی سچا اور پکا کب ہوتا ہے؟

جواب:۔ غیر خداؤں کی نفی کرنا اور اللہ کو عبادت کے لائق سمجھنا کلمہ طیبہ کی حقیقت ہے۔ کلمہ طیبہ سب سے افضل ذکر ہے۔ ساری کائنات سے

بھاری ہے (فضیلت میں) ایمان بالغیب تیرے دائرہ وہم وخیال سے باہر ہے اور اوپر ہے۔ یہ دولت انبیا کرام علیہم السلام کو حاصل ہے۔ اگر اس سے ہمیں ایک ٹکڑا عطا ہو جائے تو ہمارا بالغیب محقق یعنی پکا ہو جاتا ہے۔ صحیح ایمان تو آخرت میں ہو سکتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیدارِ رب تعالیٰ کیا اور اپنا ایمان پختہ کیا۔ دوسرے ان کے ٹکڑوں پر ہی پلتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔

کلمہ نفی ابراہیم علیہ السلام کو عطا ہوا اور کلمہ ثابت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ہے۔ انہیں دنیا میں حاصل ہوا باقی لوگ وہ نعمت آخرت میں پائیں گے۔

مکتوب نمبر 10

کچھ لوگوں نے کہا کہ دل عرش سے بڑا ہے امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سب منہ کی باتیں ہیں عرش کو رب تعالیٰ نے عظیم کہا اسے گھٹانا نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ عرش پر استوا کرے گا۔ مومن کا دل مانا کہ بڑا ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ سے پردہ میں ہے۔ جو دل کو عرش سے بڑا کہتے ہیں وہ سُکر کی حالت میں کہا جس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

مکتوب نمبر 11

عالم کبیر بڑی وسعت رکھتا ہے اس میں عرش بھی شامل ہے۔ بسیط حقیقی ظہور کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ سب پردوں کے باہر ہیں اندر کا پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس سے کیا مطلب؟ یعنی آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے بنے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند ہے۔ نور وہ ہے (اللہ تعالیٰ نہیں) جس سے اشیا بنتی ہیں جسے اللہ روشنی عطا نہ کرے اس کے لئے کوئی روشنی نہیں۔ سن لو! دین خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ باقی عبارت مشکل ہے۔

مکتوب نمبر 12

ملائکہ کرام اصل کا مشاہدہ پردوں کے بغیر کرتے ہیں۔ انسان جو بھی مشاہدہ کرتا ہے پردوں کے باہر کرتا ہے۔ ملائکہ اور انسانوں کے مدارج میں کیا فرق ہے؟ فرشتوں کو تھوڑا حصہ دیا جاتا ہے اور انسان زیادہ حصہ پاتے ہیں۔ انسانوں کو بقا بھی بخشی گئی ہے انسان اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ ان میں انبیا کرام علیہم السلام بھی ہیں، حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی انسانوں میں شامل ہیں۔ انسان کُل کا جامع ہے۔ دائرہ امکان کا مرکز ہے۔ وہ اصل میں فنا بھی ہو جاتا ہے۔ اس سے بقا بھی پاتا ہے۔ فرشتے یہ مقام حاصل نہیں

کر سکتے۔ انسان میں نفسانی کمزوریاں ہیں ان کے باوجود وہ اللہ کا حکم مانتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی اتباع کرتا ہے۔ نیک اور پارسا بن جاتا ہے۔ فرشتے ان کمزوریوں کے بغیر ٹھیک ہیں وہ گناہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے پاک ہیں۔ ان کا آپس میں مقابلہ نہیں۔ خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہیں اور عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ انسان اگر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرے تو۔

مکتوب نمبر 13

سوال:۔ علماء ظاہر۔ صوفیاء کرام اور علماء راسخین کا حصہ کتنا کتنا ہے؟

جواب:۔ علماء ظاہر۔ علم شریعت اور اس کا اتباع کرنے سے سرفراز ہوتے ہیں۔ صوفیاء کرام احوال و مواجید علوم و معارف سے حصہ پاتے ہیں۔ جہاں تک علماء راسخین کا تعلق ہے وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ متشابہات اور حروف مقطعات کے رازوں کو جانتے ہیں۔ ان کا حصہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حصہ سے آتا ہے۔ ان کا مقام بنی اسرائیل کے انبیاء جیسا ہے۔ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے لئے ضروری ہے۔

مکتوب نمبر 14

سوال :۔ کیا ولی جو صاحب منصب ہے کیا اپنے مقام منصب کا علم رکھتا ہے؟ مقامِ فنافی اللہ بقا باللہ کیسے پائے جائیں؟

جواب :۔ صاحب منصب اولیاء اللہ کو اپنے مقام منصب کا پتہ ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ جہاں تک فنافی اللہ اور بقا باللہ کے مقامات پانے کا تعلق ہے وہ ظاہری صحبت مرشد سے حاصل ہوتے ہیں دوسرے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وہ جسے چاہے دے۔ احوال کا حاصل ہونا الگ بات ہے ان کا کھول کر بیان کرنا دوسری بات ہے (جس سے پوچھنے والے تو محروم ہیں بس درس وتدریس کا کام جاری رکھیں۔ فارغ وقت میں ذکر رات کو کریں۔)

مکتوب نمبر 15

بتایا گیا ایک خطیب نے عید قربان کے موقع پر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر نہ کیا جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو وہ اُلٹا لڑائی جھگڑا کرنے لگا۔

فرمایا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اگر اس نے عناد کی وجہ سے کیا ہے تو وہ بہت گنہگار ہے اگر غلطی سے کیا ہے تو اہل بیت رضی اللہ عنہم کے اصولوں کے خلاف ہے دونوں اس کے لئے نقصان دہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلفاء

راشدین رضی اللہ عنہم کی بڑی تعریف فرمائی ہے تو اس خطیب نے ان کا لحاظ بھی نہیں کیا۔ بزرگوں کی شان گھٹانا سب سے بڑی بدبختی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کی دولت چھین لیتا ہے۔

مکتوب نمبر 16

برزخ صغریٰ قبر کے حالات ہیں ایک طرف قبر دنیا کے عالم سے تعلق رکھتی ہے اس کے اندر لوگ نماز پڑھتے ہیں جیسے انبیا کرام علیہم السلام۔ نیز قبر جنت کا باغ بھی ہے اور عرش جنت کی چھت ہے اس سے بھی قبر کا عظیم مقام ظاہر ہوتا ہے۔

مرگ طاعون کے بارہ میں پہلے خطوط میں آ گیا ہے قحط اور دوسری آفتیں عموماً بندوں کے گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ توبہ کرنی چاہئے۔

مکتوب نمبر 17

سوال:۔ کیا عالم میں مصیبتیں جو زخم لگاتی ہیں کیا وہ روحانی ترقی کا سبب ہیں؟ مرض طاعون کے بارہ کیا حکم ہے؟

جواب:۔ عالم کی مصیبتوں پر صبر کیا جائے تو وہ ترقی کا سبب ہیں جہاں فرزندوں کا آنا رحمت ہے تو وہاں ان کی موت پر صبر کرنے سے بڑے بڑے انعام ملتے ہیں۔

مرگ طاعون کے بارہ میں پہلے خطوط میں آ گیا۔

مکتوب نمبر 18

سوال:۔علما راسخین ،علما ظاہر اور صوفیا کرام کے کیا مقامات ہیں؟

جواب:۔اس کا بیان پہلے خطوط میں آ گیا۔

مکتوب نمبر 19

سوال:۔سنت کا اتباع کرنا اور بدعت سے بچنا کیسا ہے؟

جواب:۔سنت کا اتباع اصل چیز ہے اس کے لئے انبیا کرام علیہم السلام تشریف لائے۔جنت میں درجہ اتباعِ سنت سے ہی ہے۔

بدعت سے ہر حال بچنا چاہئے۔ ان میں کوئی نور یا نفع نہیں۔ بدعت سنت کو ختم کرتی ہے اس سے فرقے بنتے ہیں۔یہ صریح گمراہی ہے۔

مکتوب نمبر 20

سوال:۔نماز کے فضائل کیا ہیں؟ اس کے ارکان کے ادا کرنے کے شرائط اور آداب کیا ہیں؟

جواب:۔نماز عبادات کی جامع ہے۔مومن کی معراج ہے۔دین کا ستون ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ایمان اور کفر میں فرق ڈالتی ہے۔

نماز عاجزی اور اطمینان کے ساتھ ادا کریں۔ ہر ارکان آرام سے ادا کریں۔ جو ایسا نہیں کرتا اس کی نماز ضائع ہو جاتی ہے۔ نماز درست ہو تو نجات ہے۔ نماز سے ہی دین قائم ہے۔

مکتوب نمبر 21

حدیث قدسی ہے ”نہیں وسعت رکھتے میری نہ میری زمین نہ آسمان بلکہ میری وسعت میرے بندہ مومن کے دل میں ہے۔“

دل ہی میں ظہور قلبی اتم ہے۔ دل انسان کا جامع ہے۔ یہ عالمِ امر سے ہے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دل ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر یہ ٹھیک ہو جائے تو سارا بدن ٹھیک۔ اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب۔ یہ دل کی وُسعت ہے۔ اس میں تنگی اس وجہ سے ہے کہ بندہ ماسوائے اللہ میں پھنس جائے۔ اس لئے دل بڑا بھی اور چھوٹا بھی ہے۔ یہ ہے تو عالمِ خلق سے مگر عالمِ امر پر فضیلت رکھتا ہے۔ سلوک، جذبہ، تصفیہ، تزکیہ، تمکینِ قلب اور اطمینانِ نفس اس کی درستگی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ دل کی درستگی اللہ تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوتی ہے۔

ولائت دل کی درستگی ہی سے حاصل ہوتی ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو

اپنی اطاعت پر ثبات اور مضبوطی عطا فرما۔“

سوال :۔ دل بے قرار کیوں ہوتا ہے؟

جواب :۔ دل جب اللہ کو نہیں مل سکتا یا دیدار نہیں کر سکتا تو بے قرار ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے غم ناک اور متفکر رہتے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ دیدارِ رب تعالیٰ کی تمنا رکھتے تھے۔

ہمارا معاملہ اور ہے۔ تصفیہ اور تزکیہ میں جب تمکین حاصل نہ ہو تو دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پائے بغیر دل کی تسلی مشکل ہے۔

عالم خلق میں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان پردے حائل رہتے ہیں۔ یہ بھی دل کی بے قراری کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں سما جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا خیال دل میں سما جاتا ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ دل میں حلول کرتا نہ اسے مکان بنا لیتا ہے تاکہ اس میں قید ہو جائے۔ یہ کفر ہے زندقہ ہے۔ دل ٹھیک کرنے کے لئے تصفیہ کرو تزکیہ کرو فنا اور بقا سے دل کو پاک کرو۔ ماسوائے اللہ سے تعلق توڑو۔ نفس امارہ کو ٹھیک کرو۔ اس کے لئے مرشد کامل کی صحبت اور توجہ درکار ہے۔ پھر اللہ کا فضل ہو تو دل ٹھیک ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 22

سوال:۔سرہند شریف کا رُتبہ کیا ہے؟

جواب:۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم سے اس شہر کو نور بنا دیا گیا ہے۔سارے شہروں سے اسے بلند کر دیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں کی قبریں جب اس شہر میں بنیں تو اسے اور بھی فضیلت عطا ہوئی۔اس شہر پر زمین سے لے کر آسمان تک نور ہی نور ہے۔

مکتوب نمبر 23

اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کریں۔ پوری سنتوں پر عمل کریں یعنی عزیمت سے کام لیں۔ بدعات سے بچیں۔ طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوجائیں۔فرمایا جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے قلعہ کو گرانے میں مدد دی۔لوگ بدعت حسنہ کہ کر دین میں نئی نئی چیزیں داخل کرتے ہیں وہ نہیں جانتے اس سے سنت ختم ہوجاتی ہے جو کہ سب سے بڑا وبال ہے۔

مکتوب نمبر 24

سوال:۔کیا تمام ذروں میں مشاہدہ حق میسر ہے؟

جواب:۔ذرات کی کیا مجال کہ یہ کام کرسکیں۔ بندہ کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ کئی پردوں میں چھپا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تو وراء الوراء ہے۔

آفاق وانفس کے حلقہ سے باہر ہے۔ایسی آرزو نہ کرو یہ بلندی سے پستی کی طرف آنا ہے۔

مکتوب نمبر 25

سوال:۔ جو بھی شریعت کا عمل کیا جائے کیا اس میں ذکر داخل ہے؟

جواب:۔ جو ذکر شریعت کے مطابق ہے وہ شریعت میں داخل ہے۔ اگر چہ خرید و فروخت ہو۔ اوامر اور نہی کا خیال رکھیں۔ دوام ذکر یادداشت ہے۔یعنی جو دم غافل سو دم کافر۔

مکتوب نمبر 26

سوال:۔ذکر کی تلقین کیسے کریں؟

جواب:۔ ایسے کریں جیسے بچوں کو ا۔ب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ شروع سے اور پیار سے۔

مکتوب نمبر 27

جو ہمہ اوست کہتے ہیں یعنی سب اللہ تعالیٰ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نہایت ہی بے ادبی کرتے ہیں حقیر چیزوں کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہمہ از اوست یعنی سب اللہ تعالیٰ کی مدد سے مرضی سے قائم ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ اسے عقل بھی مانتی ہے اس پر شریعت کو بھی

کوئی اعتراض نہیں۔ کشف والہام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 28

ایک مرید نے پوچھا کیا ہم اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچ سکتے ہیں؟ اسے منع کیا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ سب مقامات مقامِ حیرت ہیں اس کے علاوہ ہمارے حصہ میں کچھ نہیں۔

دوسرے مرید نے پوچھا جب اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھوں سے آدم علیہ السلام کو بنا رہا تھا مٹی گوندر ہا تھا اس پر پانی ڈال رہا تھا یہ کیسے ہے؟

فرمایا یہ کام فرشتے کررہے تھے اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند ہے۔ یہ باتیں متشابہات سے ہیں جسے اللہ ہی جانے یا اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانے۔ اللہ تعالیٰ کو طاقت ہے جس سے چاہے کام لے۔

پہلی اُمتوں کے ولی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تربیت لیتے تھے۔ ایک نظریہ تناسخ ہے کہ ایک کی روح دوسرے میں داخل ہوجاتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے ہر بندے کی روح اپنی ہے وہ کسی میں منتقل نہیں ہوتی۔ ایک صاحب نے ارادہ کیا کہ اپنے کامل مرید کی روحانیت سلب کرلے۔ مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سفارش کی وہ سلب نہ کرسکا۔ لیکن اس مرشد نے بعد میں کوشش کی کہ اس کی روحانیت سلب کرلے کیا یہ ہوسکتا ہے؟ جب نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفارش کی پھر اس کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے؟

مکتوب نمبر 29

سوال:۔ دنیا کے دستر خوان پر سب سے اچھی چیز کیا ہے؟

جواب:۔ وہ حزن اور اندوہ ہے یعنی الم اور مصیبت۔ (قیامت کے دن بندہ ان کی جزا اللہ تعالیٰ سے لے گا عشرت کا جواب دینا پڑے گا۔

مکتوب نمبر 30

سوال:۔ تصورِ مرشد (نسبت رابطہ) کریں کہ نہیں؟

باطنی سستی کیا ہے؟

جواب:۔ تصورِ مرشد کمال کی نعمت ہے۔ یہ ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ وہ مسجود الیہ (سجدے کی طرف بتاتا ہے) مسجود نہیں وہ خدا نہیں جس کو سجدہ کیا جائے۔ ہم مسجد کی محراب کی طرف سجدہ کرتے ہیں محراب کو سجدہ نہیں کرتے سجدہ تو اللہ تعالیٰ کو ہے محراب صرف سمتِ سجدہ ہے۔ تصورِ مرشد اچھا ذریعہ ہے اور تمام اوقات میں اس طرف توجہ رکھیں۔ باطنی سستی کیا ہے؟ کوئی غم نہیں اگر دوستیاں ہوں۔ ایک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسرے اپنے مرشد کریم سے۔ اگر یہ دو چیزیں ہیں تو کوئی سستی کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ بعد میں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ آہ وزاری

ضرور کریں پھر کام جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 31

فرصت اچھی چیز ہے۔ اسے نیک کاموں میں صرف کریں۔ مثلاً نماز، تہجد، سحری کے وقت توبہ استغفار، موت اور آخرت کو یاد رکھیں۔ دل کو ماسوائے اللہ تعالیٰ سے فارغ رکھیں۔ احکام شریعہ بجالائیں۔ اصل کام یہی ہیں باقی سب بے کار۔

مکتوب نمبر 32

سوال :۔ باطنی جمعیت نہیں رہی کیا کروں؟

جواب :۔ باطنی ردوبدل میں ظاہر کی پراگندگی کا بہت زیادہ دخل ہے۔ توبہ استغفار کریں لاحول پڑھیں، سورۃ فلق اور ناس پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں، شریعت کی اتباع کی کوشش کریں۔

مکتوب نمبر 33

فرمایا محبوب ہر وقت محب کی نظر میں رہتا ہے چاہے انعام فرمائے یا تکلیف دے بلکہ اہل اللہ تکلیف سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ حمد کرنا شکر سے اچھا ہے۔

مکتوب نمبر 34

معلوم رہے اللہ تعالیٰ عالم میں داخل نہیں مگر اس سے خارج بھی نہیں۔ وہ ذات ان چیزوں سے بلند ہے۔ یہ سمجھ شیخ کامل سے حاصل ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 35

جسے توحید کی ابتدا کا ظہور ہو وہ مبارک باد کے لائق ہے لیکن شریعت کا لحاظ ہر حال میں رکھیں۔ حقوقِ بندگی ادا کریں۔ معلوم رہے حق الیقین علم سے حاصل نہیں ہوتی یہ متشابہات سے ہے۔ صرف علما راسخین ہی سمجھ سکتے ہیں۔

مکتوب نمبر 36

اہل سنت وجماعت شیخین (حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کو فضیلت دیتے ہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دامادوں (یعنی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے محبت رکھتے ہیں۔ یہ اہل سنت وجماعت کی خصوصیت ہے۔ شیخین رضی اللہ عنہما کو عظمت دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہے۔ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی انہیں ایسا ہی جانتے تھے۔ یہ اہل سنت وجماعت

کا عقیدہ ہے ان کا انکار جہالت اور تعصب کی وجہ سے ہے۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب فتور برپا ہوا تو ان کی آپس میں محبت لوگوں پر زیادہ ظاہر ہوئی۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہ کرے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ وہ خارجی بن جاتا ہے اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ضرورت سے زیادہ محبت کرے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہے وہ رافضی بن جاتا ہے۔ اہل سنت و جماعت ہی اس سلسلہ میں اعتدال پر ہیں۔ اس سلسلہ میں افراط و تفریط (بہت زیادہ یا تھوڑا) دونوں مذموم ہیں (قابل مذمت ہیں) حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بارہ میں افراط و تفریط کرنے والے ہلاک ہوگئے جیسے شیعہ حضرات۔ ایسے لوگ خلفا ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر تبرہ بازی (گالی دینا) کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ ہمیشہ اس کا خیال رکھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں لڑائیاں اجتہادی تھیں نفسانی نہ تھیں۔ اہل بیت سے محبت نہ کرنے والا خارجی ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور عزت اور توقیر نہ کرنا رافضی بنا دیتا ہے۔ اہل سنت دونوں گروہوں یعنی صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت رکھتی ہے یہی مختار مذہب ہے۔ اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے وہ دراصل مجھ سے

محبت رکھنے کی وجہ سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ دراصل مجھ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بغض کی وجہ سے کرتا ہے۔"

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت سے محبت کرتے تھے (ترتیب کے ساتھ) جب وہ فوت ہونے لگے تو ان سے پوچھا گیا کہ اب کیا حال ہے انہوں نے فرمایا اہل بیت کی محبت میں گم ہوں (اور مزے سے ہوں)

جب خوارج کا غلبہ ہوا تو وہ اہل سنت و جماعت کو رافضی ہونے کی وجہ سے اور خارجی جو اہل بیت کو برا بھلا کہتے ہیں دونوں کو قتل کرتے تھے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے بارہ میں اللہ سے ڈرو میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنانا۔" نیز فرمایا "میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ستاروں کی مانند ہیں جس نے ان کی اقتدا کی فلاح پا گیا۔"

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میرے ساتھ لڑائی کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میرے بھائی ہیں۔ وہ نہ کافر ہیں نہ فاسق، کیونکہ تاویل کی گنجائش ہونے کی وجہ سے وہ کفر اور فسق سے بچ گئے۔

بدعتی فرقوں میں خارجی اور رافضی شامل ہیں۔ روافض کے بارہ

فرقے ہیں سب خلفا راشدین کو گالیاں دینا عبادت جانتے ہیں۔

رافضی اہل بیت کو بھی اپنی طرح سمجھتا ہے اور انہیں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دشمن سمجھتا ہے۔ شیعہ حضرات تقیہ کی وجہ سے اہل بیت کو بھی منافق دھوکہ باز گمان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے 30 سال تقیہ کیا اور خلفا ثلاثہ (حضرت صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم) سے ہم پیالہ وہم نوالہ رہے ناحق ان کی تعظیم کرتے رہے۔ اہل سنت وجماعت کسی معین کافر کو بھی دوزخی نہیں کہتے۔ لعنت نہیں کرتے جب تک اس کا پتہ نہ ہو کہ یہ کافر کی موت مرا ہے۔ (جیسے ابولہب اور اس کی بیوی) روافض بے تحاشا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔ اس بحث میں دو مقام پر اہل سنت وجماعت اور مخالفین میں اختلاف ہے۔ مقامِ اول یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت چاروں خلفا کو خلافت کا حق دار اور درست ہونے کے قائل ہیں۔ اور چاروں خلفا کو برحق جانتے ہیں کیونکہ صحیح حدیث میں جو غیب کی طرح ہے میں آیا ہے کہ ''میرے بعد خلافت صرف 30 سال تک ہوگی'' یہ مدت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہوئی ہے۔ منکر پہلے تین خلفا کے منکر ہیں اور ان کی خلافت غصب وغلبہ سے منسوب کرتے ہیں۔ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق تصور کرتے ہیں اور

تین خلفا کی بیعت کو تقیہ تصور کرتے ہیں۔ ان کی ان سے دشمنی نفاق تھا۔ رافضین کی نظر میں خلفا ثلاثہ بلکہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منافق اور فریبی تھے حتیٰ کہ یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو امت کے بدترین لوگ کہتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی معاف نہیں کرتے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے ہی پیدا ہوئے یہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نفاق، عداوت، بغض اور کینہ سے لبریز تھے۔ حالانکہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ وہ آپس میں شفیق اور مہربان تھے۔ اللہ تعالیٰ شیعوں کے اعتقادات سے بچائے۔ ان لوگوں نے پہلے والوں کو نہیں بخشا بعد میں آنے والوں کو کیسے چھوڑیں گے۔ وہ قرآن کو نہیں مانتے باقی کی ان کے سامنے کیا حیثیت ہوگی؟ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی تقیہ کی وجہ سے بدنام کیا۔ وہ اہل بیت کو بھی ایسا ہی جانتے تھے۔ بظاہر وہ ان کا بڑا نام لیں گے۔ وہ شریعت اسلامیہ کو بھی باطل جانتے ہیں وہ کہتے ہیں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے جو حدیثیں مروی ہوئیں وہ سب غلط ہیں۔ اس سے وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ پر تقیہ کا الزام لگاتے ہیں۔

دوسری بات جو اہل سنت و جماعت کو رافضیوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی لڑائیوں کو اجتہادی قرار دیتے

ہیں نہ کہ نفسانی۔ مخالفین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ شیعہ اکابرین بخاری شریف کو اللہ کی کتاب کے بعد سچی جانتے ہیں۔ پھر بھی اس میں درج احادیث جو صحابہ کرام اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے حق میں آئیں ان کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگاتے ہیں۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایصال ثواب کے لئے جو کھانا پکاتے اس میں اہل بیت کا حصہ رکھتے۔ خواب میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی انہوں نے امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ عرض کرنے پر فرمایا میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے کھانا کھاتا ہوں تو وہاں کچھ بھیجتا ہی نہیں۔ اس کے بعد امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ساری امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا نام لے کر ایصال ثواب کرتے۔ رافضی حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی معاف نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بڑی تعریف کی ہے اوران کے قاتلوں کو دوزخی قرار دیا ہے۔ یہ رافضی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہتے ہیں۔ حالانکہ ان سے بے شمار احادیث مروی ہیں۔ وہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی برا بھلا کہتے ہیں حالانکہ ان سے تقریباً آدھا دین حاصل ہوا ہے۔ بعض معاملات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف کیا ہے۔فدیہ کے معاملہ میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی ان کے خلاف کوئی وعید نہیں آئی۔اسی طرح کئی شاگردوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا جھگڑا کیا۔ یہ اختلافات اجتہادی تھے نفسانی نہ تھے کہ ان پر گرفت ہو۔ اسی طرح حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائیاں وغیرہ ہوئیں یہ سب اجتہادی تھیں نفسانی نہ تھیں۔اسی طرح حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مرضِ مرگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاغذ نہ دیا فرمایا وحی ختم ہے ہمیں قرآن کافی ہے۔جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرا افاقہ ہوا پھر آپ نے بھی کاغذ نہیں منگوایا۔

احادیث کی روشنی میں اہل بیت رضی اللہ عنہم کے فضائل

ترجمہ احادیث متفقہ فضائل اہل بیت رضی اللہ عنہم

1:۔ عبدالبر رضی اللہ عنہ نے روائت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی رضی اللہ عنہ سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت پہنچائی۔'' (کتاب الاستیعاب)

2:۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ نے مجھے چار افراد سے محبت رکھنے کا حکم دیا اور یہ بھی خبر دی کہ وہ بھی ان سے محبت رکھتا ہے کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ان کا نام بتائیں فرمایا علی رضی اللہ عنہ ان چار میں سے ہے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمائی اور ابوذر اور مقدار اور سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہم (ترمذی و حاکم نے اس کی تصحیح بھی کی)۔''

3:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا عبادت ہے'' (طبرانی وحاکم باسنادِ حسن)

4:۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں اور تو بھی اس سے محبت کر۔ (بخاری و مسلم)

5:۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے سنا جب کہ سامنے منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اُن کے پہلو میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف۔ کہ بے شک میرا بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ (بخاری)

6:۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں رانوں پر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے یہ بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے اور جو ان دونوں سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔ (ترمذی شریف)

7:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے سوال کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل بیت میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے۔ (ترمذی)

8:۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔ اور ایک روایت میں ہے جو چیز فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناراض کرتی ہے وہ مجھے بھی ناخوش کرتی ہے۔ اور جو چیز اُسے رنجیدہ کرتی ہے مجھے بھی رنجیدہ کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

9:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہے اور تو اس سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ (حاکم)

10:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بے شک لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن ہدیے بھیجنے کا قصد کرتے تھے جس سے ان کا مقصد پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی ہوتا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات دو گروہوں میں منقسم تھیں ایک گروہ وہ تھا جس میں حضرت عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں اور دوسرا

گروہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری ازواجِ مطہرات کا تھا تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے ان سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے فرمائیں جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجنا چاہے وہ وہاں ہی بھیج دیا کرے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوں۔ چنانچہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھے تکلیف نہ دے کیونکہ مجھ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے کپڑوں (بستر) کے سوا کسی عورت کے کپڑوں میں وحی نازل نہیں ہوتی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچانے سے اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں روانہ کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جا کر یہ بات عرض کی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری بیٹی! کیا تو اُسے محبوب نہیں رکھتی جسے میں محبوب رکھتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہاں۔ تو فرمایا پھر تو بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھ۔ (بخاری و مسلم)

11:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بیوی پر

رشک نہیں آیا سوائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ان کا ذکر فرماتے تھے اور بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بکری ذبح فرماتے پھر اس کے گوشت کے ٹکڑے کرتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت دفعہ کہتی کہ شائد دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہی نہیں ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے خدیجہ رضی اللہ عنہا میں یہ خوبیاں تھیں اور اسی سے میرے اولاد ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

12:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں اس سے۔ (ترمذی شریف)

13:۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اس پر سخت ناراض ہے جس نے میری عترت (اہل بیت) کے بارے میں اذیت پہنچائی۔ (دیلمی شریف)

14:۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اہل بیت سے نیک سلوک کیا قیامت کے روز میں اسے اس پر بدلہ دوں گا۔ (ابن عساکر)

15:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا تم میں سے پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میری اہل بیت اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔ (ابن عدی و دیلمی)

الٰہی بحق بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا
کہ برقولِ ایماں کُنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: اے اللہ! اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طفیل مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب کرنا۔ تو میری دعا رد کر یا قبول۔ میں ہوں میرا ہاتھ ہے اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن ہے۔

مکتوب نمبر 37

سوال:۔ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے فضائل کیا ہیں؟

جواب:۔ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو سب سے زیادہ ٹھنڈا کرنے والا ہے اور ساتھ ہی دوزخ کی آگ کو سرد کرنے والا ہے، اس سے ماسوائے اللہ کی نفی ہوجاتی ہے۔ یہ کلمہ آخرت کے (99) ننانوے خزانوں کی چابی ہے۔ یہ کلمہ کفر کی تاریکی کو مٹاتا ہے۔ یہ کلمہ پڑھنے والا خواہ کوئی گناہ کرے

آخر میں اس کی شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ جیسے نبی کریم ﷺ کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کریں گے۔ پہلی امتیں جب گناہ کرتی تھیں فنا کردی جاتی تھیں کیونکہ یہ ان کا کلمہ نہ تھا۔ کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے اس امت کی شفاعت کرنے والا ہے اس کی وجہ سے اس کے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اس کلمہ کی تصدیق دل سے کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس کلمہ کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ شفاعت کریں گے۔ جب لا الہٰ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ (ﷺ) مل جائے تو بندہ قربِ الٰہی میں پہنچ جاتا ہے۔ ساری دنیا کی حقیقت اس کلمہ کے سامنے اتنی بھی نہیں جتنی ایک قطرہ کو سمندر سے ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 38

سوال:۔ کیا اہل اللہ کا تعلق دنیا سے رائی کے دانہ کے برابر ہوتا ہے؟

جواب:۔ جس کے باطن میں دنیا کی محبت رائی کے دانہ کے برابر ہے وہ معرفت الٰہی نہیں پا سکتا۔ معلوم رہے مالِ دنیا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں۔ بندوں کے حقوق ادا کرنا فرض ہیں۔ اہل اللہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا اور لوگوں سے الگ ہوتے ہیں۔ جیسے انبیاء کرام علیہم السلام لوگوں میں

رہتے ہوئے ان سے الگ بھی ہوتے تھے۔

مکتوب نمبر 39

سوال:۔ بعض لوگ اصحاب یمین ،اصحابِ شمال اور اصحابِ سابقین کے ساتھ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کا ایک قدم اصحاب شمال اور دوسرا قدم اصحاب یمین پر ہوتا ہے مگر پھر بھی کامیاب ہوجاتے ہیں۔وہ کیسے؟

جواب:۔اصحابِ شمال تاریک پردوں میں رہنے والے گنہگار لوگ ہوتے ہیں اوراصحابِ یمین نورانی پردوں والے ہوتے ہیں۔اسلام پر چلنے والے نیک لوگ سابقین والے پردوں سے باہر ہوتے ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں کیونکہ یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تابع ہوتے ہیں۔ یہ نعمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پائی تھی۔ یہ لوگ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اورحضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ماننے والے ہوتے ہیں اور یہ لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔حروف مقطعات اورمتشابہات کے رازوں کو جاننے والے ہوتے ہیں انہیں نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ حزن۔ جوان کا دوست بن جائے وہ بھی بے حزن ہوگا۔انہیں کے ساتھ والا ہوتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

مکتوب نمبر 40

سوال:۔کیا حجابات کا ازالہ ہوسکتا ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور شہود اور اعتبارات کے حجابات کا ازالہ دو قسم سے ہے ایک ازالہ شہود کے اعتبار کے ساتھ ہے دوسرا ازالہ وجود کے اعتبار کے ساتھ ہے۔ ازالہ وجودی محال ہے ازالہ شہودی ممکن بلکہ واقع ہے اگرچہ بہت قلیل ہے جو خاص لوگوں کا حصہ ہے اور حدیث پاک میں ہے ’’بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے نور اور ظلمات کے 70 ہزار پردے ہیں اگر وہ اٹھ جائیں تو اس کے چہرے کے انوار وہاں تک ہر شے جلا دیں جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔‘‘

مکتوب نمبر 41

سوال:۔ کیا نہایت میں کوئی مرتبہ ایسا ہے جہاں ہر ذرہ کائنات سے کئی گنا زیادہ نظر آتا ہے؟

جواب:۔ ہاں ایسا ہے۔

مکتوب نمبر 42

سوال:۔ سیر آفاقی کیا ہے؟

جواب:۔ جب سالک کی نیت درست ہوجاتی ہے اور وہ آرزوؤں سے نجات پانے کے بعد ذکر الٰہی کرتا ہے مجاہدات سے اس کا تزکیہ نفس ہوجاتا ہے، کدورتیں دور ہوجاتی ہیں، اخلاق اچھے ہوجاتے ہیں، اسے توبہ

نصیب ہوجاتی ہے، دنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے، صبر وتوکل حاصل ہوجاتا ہے۔ وہ ہر لطیفے کے کمالات اور رنگ دیکھتا ہے تو یہی سیر آفاقی ہے۔

فنا فی اللہ اور بقا باللہ وغیرہ سے سیر انفس حاصل ہوتی ہے اسے سیر فی اللہ کہتے ہیں۔ اس بندہ میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق آجاتے ہیں یعنی بُرے اخلاق سے بچ جاتا ہے سیر آفاقی میں تزکیہ نفس ہوتا ہے اور سیر انفسی میں اخلاق حمیدہ کا مالک بن جاتا ہے اس کے بعد سیر رجوع حاصل ہوتی ہے جسے سیر عین اللہ بھی کہتے ہیں اس سیر کے بعد سیر فی الاشیا حاصل ہوتی ہے ان سیروں کے بعد مقامِ واصل حاصل کرتا ہے وہ مرتبہ ولائت تک پہنچ جاتا ہے۔

لیکن اچھی طرح یاد رہے اللہ تعالیٰ بے مثل اور بے کیف ہے۔ وہ آفاق سے وراء ہے اور انفس سے بہت بلند ہے۔ اس لئے سیر آفاقی کو سیر اللہ اور سیر انفسی کو سیر فی اللہ کا نام دینے کے کوئی معنی نہیں اللہ تعالیٰ ان سے وراء الوراء ہے۔ اس لئے فنا ممکن نہیں۔ بقا بس تصور، وصل، قرب، اتصال محال ہے۔ یہ حاصل نہیں ہوسکتے۔ یہ ایسے ہے جیسے پانی تلاش کرنے والا سراب سے خوش ہوجاتا ہے۔ ہم سیر الی اللہ کو سیر فی اللہ صرف گمان کرسکتے ہیں۔ امکان کو وجوب اور بے چوں کو چوں سے تعبیر کریں تو کچھ حاصل

نہیں۔بس ہم نے انفس کو اللہ تعالیٰ کہہ دیا۔لوگ کہہ دیتے ہیں انفس کی حد نہایت تک پہنچ جاتی ہے۔یہ سب گمان ہے۔جو کچھ لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے قرب کے بارہ میں کہا وہ ان کا صرف تصور ہے۔انہوں نے حق کے ساتھ شریک ملا دیا۔

میں امام ربانی (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے بزرگوں کی جنہوں نے میری تربیت کی میں ان کی عزت کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے حقوق تو برباد نہیں کرسکتا جو کچھ تلاش کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت دور ہے۔ظہور کس کا تجلی کس کی؟ کچھ پتہ نہیں۔تو آفاق کے اندر ہی بھاگ دوڑ رہا ہے۔اللہ تعالیٰ آفاق سے بہت بلند ہے اگر میں (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) بات کروں تو لوگ ناراض ہوتے ہیں اگر نہ کہوں تو حق باطل کے ساتھ خلط ملط ہوجاتا ہے۔جو کچھ کہا جارہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مناسب نہیں۔"میں نے اپنا رُخ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے میں ہر باطل مذہب سے الگ ہوتا ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔"

اللہ تعالیٰ کے بارہ خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔(وحدت الوجودی چھوڑنی چاہئے) حق کا غلبہ ہونا چاہئے۔باطل کا بطلان ہونا چاہئے کہ جو کہا جاتا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ منزل مقصود تک لے جاتا ہے۔اس سے مطلب

سچائی کی طرف لے جاتا ہے۔ بندہ نیکی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ بقا اللہ تک نہیں احکامات الٰہی تک لے جاتا ہے۔ بدعت سے بچاتا ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ سے شریعت پر چلنا آسان ہوجاتا ہے۔ بدعت سے بچنے کی ہمت عطا ہوتی ہے۔ دوسرے سلاسل والے سماع ورقص کی بدعت میں جکڑے ہوتے ہیں۔ کوئی خدا بنا بیٹھا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت جو کہ سب سے اعلیٰ ہے ان کا اس طرف دھیان تک نہیں۔ آدمی ہی کی وجہ سے نسبت اعلیٰ یا ادنیٰ ہوتی ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ اعلیٰ نسبت والا ہے۔ باقی ادنیٰ نسبتوں والے ہیں۔ یہ اس سلسلہ کی فضیلت ہے کہ اس کی نسبت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

مکتوب نمبر 43

سوال:۔ اللہ تعالیٰ کی یافت ہے یا ذوقِ یافت ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا پانا ذوقِ یافت ہے۔ یعنی تصور میں اللہ تعالیٰ مل گیا۔ حقیقت میں ملا نہیں۔ یافت نہیں لوگ ذوقِ یافت کو یافت سمجھ لیتے ہیں۔ یافت باطن میں ہے ظاہر حقیقت اس سے دور ہے۔

مکتوب نمبر 44

وحدت وجودی کیسے ہے؟ علماء کرام اسے کفر جانتے ہیں لیکن امام

ربانی رحمۃ اللہ علیہ اسے حق جانتے ہیں۔فرمایا دونوں گروہوں کے اختلافات لفظی ہیں۔اس عقیدہ والے لوگ وحدت وجودی میں اشیا کو اللہ کا عین دیکھتے ہیں جیسے ہمہ اوست اس سے مراد نہیں کہ اشیا حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہو گئیں۔یہ کفر ہے وہ اس سے مراد لیتے ہیں حق ہے اشیا نہیں۔اس طرح انا الحق سبحانی مااعظم شانی اس سے مراد ہے ہم نہیں اللہ ہے۔اس سے ان کی مراد ہمہ از اوست یعنی کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کے کرم سے چل رہا ہے۔اس میں نہ حلول ہے نہ اتحاد۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔میں (اللہ) نے چیزیں بنادیں۔

مکتوب نمبر 45

معلوم رہے سارا جہاں اللہ کا بنایا ہوا ہے اس کی طاقت اللہ تعالیٰ کی طاقت سے ہے۔اس کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے لیکن اللہ تعالیٰ مخلوق سے بہت ہی بلند ہے۔ان میں کوئی چیز مشترک نہیں۔ان میں نہ حلول ہے نہ اتحاد۔بے شک اللہ تعالیٰ جہانوں سے بے نیاز ہے۔اللہ اللہ ہے۔مخلوق مخلوق اور بس۔

مکتوب نمبر 46

کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کلمہ طریقت، حقیقت اور شریعت کا جمع کرنے والا ہے۔ سالک جب تک مقامِ نفی میں ہوتا ہے وہ مقامِ طریقت میں ہے جب وہ نفی سے فارغ ہوا تو وہ مقامِ فنا میں پہنچ گیا۔ جب نفی کے بعد اثبات میں آیا جذبہ وسلوک کی وجہ سے مرتبہ حقیقت تک پہنچ گیا۔ وہ مقامِ ولائت پا گیا۔ نفس امارگی سے اطمینان میں داخل ہو گیا پاک صاف ہو جاتا ہے۔ آخری جزو (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت مکمل کرنے والا بن گیا۔ آخری جزو یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں۔ اس کے سامنے پہلا حصہ ایک قطرہ ہے اور یہ ایک سمندر ہے۔ وہ ذرہ یہ آفتاب کیونکہ پہلا حصہ ولائت سے دوسرا حصہ میں نبوت۔ نبوت ولائت سے بہت افضل ہے۔ ولائت پوست (چھلکا) ہے دوسرا حصہ مغز ہے۔ لوگوں کی پاکیزگی شریعت پر چلنے سے ہے یعنی جزو دوم میں ہے۔ طریقت اور حقیقت لا الٰہ الا اللہ سے فیض پاتی ہیں۔ الا اللہ میں عروج ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نزول ہے۔ توجہ مخلوق کی طرف جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے مخلوق بعد میں۔ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ بھی خیال میں رہے کہ نبوت ہی اللہ تعالیٰ کا تعارف کراتی ہے۔

مکتوب نمبر 47

ایک مرید کو نصیحت فرمائی تیری عافیت صحبت مرشد میں ہے۔

مکتوب نمبر 48

فرمایا پیاروں کی موت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اسے ماننا چاہیئے۔

مکتوب نمبر 49

فرمایا غیر حق کو فراموش کرنا طریقہ صوفیہ میں پہلا قدم ہے۔

مکتوب نمبر 50

شریعت کی ایک صورت اور ایک حقیقت شریعت کی صورت میں احکامِ شرعیہ بجالانا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنا ہے۔ حلال وحرام کا خیال رکھنا ہے۔ اس حد تک نفس امارہ ہی رہتا ہے۔ یعنی برائی کرنے والا۔ شریعت کے دوسرے جزو میں (طریقت اور حقیقت) سے نفس امارہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ اس میں ماسوائے اللہ تعالیٰ سے دوری ہوجاتی ہے۔ مگر نفس مطمئنہ ہوجانے کے بعد بھی اس میں نفس کی صفات باقی رہتی ہیں مثلاً (شہوت، غصہ، حرص لالچ) نفس جب اللہ میں فنا ہوجاتا ہے وہ بُرے کاموں سے دور ہوجاتا ہے۔ یہی جہادِ اکبر ہے۔ اس کے لئے صحبت اور توجہ شیخ کریم چاہیئے۔

ے باہجھ فقیراں کسے نہ ماریا
ظالم چور اندر دا ہو

ولائت سے حصہ مل جاتا ہے۔ صحبتِ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی ان کے ساتھ والا شیطان مسلمان ہوگیا تھا۔ صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عظمت پائی جو کسی کے حصہ میں نہ آئیں۔ شریعت سے بے نیازی کسی صورت نہیں۔ شریعت بنیاد ہے طریقت اور حقیقت اس کے غلام تابع ہیں مگر وہ ہیں ضروری۔ بندہ کے عقائد اور اعمال میں خلوص ان کی وجہ سے ہی آتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد سوئم

دفتر دوئم............ حصہ ہفتم

مکتوب نمبر 51

سوال:۔ کیا اللہ تعالیٰ کاملین کے ساتھ بالمشافہ (آمنے سامنے،Direct) کلام فرماتا ہے؟

جواب:۔ ہاں یہ کلام ہوسکتی ہے۔ جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اور کبھی ان کے غلاموں کے ساتھ اور اگر کسی غلام کے ساتھ کلام زیادہ ہو تو اسے محدث کہا جاتا ہے۔ جیسے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ گفتگو الہام اور دل میں القاء کرنے کے علاوہ ہوتی ہے۔ یہ وہ گفتگو نہیں جو فرشتوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ اس انسان کے ساتھ ہے جو عالمِ امر و عالمِ خلق اور روح اور نفس و عقل و خیال کا جامع ہو۔ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ دیدار کرنا ضروری نہیں۔ دیدارِ رب تعالیٰ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرایا۔ بالمشافہ گفتگو میں شہودی حجابات دور ہو جاتے ہیں نہ کہ وجودی۔

مکتوب نمبر 52

سوال:۔ بزرگوں کے ساتھ محبت کرنا کیسی ہے؟ اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔

جواب:۔ بزرگوں سے محبت کرنا بڑا فائدہ مند ہے۔ محبت کرنے سے بندہ حشر میں ان بزرگوں کے ساتھ ہوگا۔ بندہ خوش قسمت ہو جاتا ہے۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے جلیس ہوتے ہیں (ساتھ بیٹھنا) بزرگوں پر بندہ کی نگاہ پڑتی ہے۔ اللہ یاد آ جاتا ہے۔ بزرگوں کی نگاہ دوا ہے۔ ان کی گفتگو شفا ہے۔ ان کی محبت نور ہے، رونق ہے۔ جس نے انہیں ظاہری دیکھا مراد پا گیا۔ جس نے ان کے باطن پر نگاہ ڈالی نجات پا گیا کامیاب ہوا وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان گیا۔

مکتوب نمبر 53

سوال:۔ جب نیکی ہوتی ہے تو غرور آتا ہے اور جب گناہ ہوتا ہے تو ندامت ہوتی ہے۔ بندہ اپنے کو ذلیل سمجھتا ہے یہ کیسے ہے؟

جواب:۔ گناہ پر ندامت پیدا ہونا اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ یہ توبہ کی ابتدا ہے۔ گناہ پر ندامت نہ آنا بڑے گناہ کرنے پر ابھارتا ہے۔ نیک اعمال پر غرور آنا زہرِ قاتل ہے ہلاک کرنے والا ہے۔ یہ نیکی کو ایسے کھا جاتا ہے

جیسے خشک لکڑی کو آگ جلا دیتی ہے۔ بس نیکی کو تھوڑا اور ناقص سمجھو۔ نیکی کرنے پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو کہ صحیح ادا نہیں ہو سکی۔ ہر حال میں اپنے کو قصوروار سمجھو۔

مکتوب نمبر 54

سوال:۔ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتنے درجے ہیں؟ ہر ایک کی فضیلت کتنی ہے؟

جواب:۔ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سات درجے ہیں۔

پہلا درجہ:۔ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے درجے میں دل تصدیق کرتا ہے لیکن اطمینانِ نفس حاصل نہیں۔ یہ درجہ صرف صورت ہے مگر یہ درجہ بھی آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔

دوسرا درجہ:۔ اس درجہ میں نبوت کے اقوال اور اعمال کا اتباع ہے جو کہ باطن سے تعلق رکھتا ہے۔ رذیل (بری) صفات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اس کا تعلق طریقت کے مقام کے ساتھ ہے۔ یہ درجہ اربابِ سلوک کے ساتھ خاص ہے۔

تیسرا درجہ:۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال، ذواق اور مواجید کی اتباع

ہے۔ یہ درجہ ولائت خاصہ کے مقام سے تعلق رکھتا ہے جو کہ مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہوں۔ جب یہ درجہ انتہا کو پہنچ جاتا ہے ولائت کی انتہا ہو جاتی ہے۔ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ بندہ گناہ سے باز آجاتا ہے۔ اعمال صحیح طور پر ادا کرتا ہے اس کی نماز حقیقت کی نماز ہوتی ہے۔ (یہ باطنی انکار یا اقرار سے ہوتا ہے کفر کا انکار۔ اسلام کا اقرار)۔

چوتھا درجہ:۔ پہلے درجوں میں صرف صورت ہوتی ہے اس درجہ میں حقیقت ہو جاتی ہے۔ یہ علماء راسخین کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ نبوت کے وارث ہوتے ہیں۔ اطمینانِ نفس، فنا اور بقاء، سلوک وجذبہ وغیرہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ بندہ ہر قسم کی بدعات سے بچ جاتا ہے جو کہ آج کل بڑا مشکل ہے۔

پانچواں درجہ:۔ اس درجہ میں مکمل طور پر اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص احسان سے ہو سکتا ہے۔ یہ درجہ بہت ہی بلند ہوتا ہے جو پہلے درجوں کے بیان ہوئے یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہیں۔

چھٹا درجہ:۔ اس درجہ میں اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے ہوتی ہے۔ محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی نایاب چیز ہے اللہ جسے چاہے عطا کرے۔

ساتواں درجہ:۔ یہ نزول و ہبوط سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سب درجوں کا جامع ہے۔اس درجہ میں نزول بھی تصدیق قلب اور اطمینانِ نفس سے ہے۔ جسم کے عناصر اربعہ کا اعتدال بھی اس میں ہے۔نافرمانی سے بندہ بچ جاتا ہے۔ وہ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث ہوتا ہے۔ یہ دولت انبیاء کرام علیہم السلام کے حصہ میں آتی ہے۔اور کچھ حصہ امتیوں کو مل جائے تو کیا کہنے۔ خاص خاص صوفیا کرام بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔

مکتوب نمبر 55

فرمایا قرآن مجید تمام احکام شرعیہ کا جامع ہے بلکہ پہلی شریعتوں کا بھی جامع ہے۔شریعت کے خاص احکام خاص علماء کرام ہی سمجھتے ہیں۔ دوسری قسم کے احکامات آئمہ مجتہدین کے ساتھ خاص ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مجتہدین میں اگر کوئی خطا ہوتی تو اسے وحی کے ذریعے ٹھیک کردیا جاتا مگر بعد کے زمانہ میں خطا اور صواب دونوں کا احتمال ہے یہ عمل کے لئے تو کافی ہے اعتقاد کے اثبات کے لئے ناکافی ہے۔

احکام کی تیسری قسم متشابہات اور حروف مقطعات سے ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر سمجھ نہیں آسکتے۔حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے آگاہ تھے۔علماء راسخین بھی کچھ کچھ جانتے ہیں۔ مانا کہ احکام قرآن سے ماخوذ

ہیں لیکن ان کی شرح حدیث پاک سے ہوتی ہے۔اس لئے حدیث کی بھی ضرورت ہے۔اس کے علاوہ قیاس سے پتہ چلتا ہے کہ سنت میں شک نہیں قیاس میں غلطی کا امکان ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہوں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ مسلک حنفیہ حق ہے (خواہ دوسرے مسلک والے اس کا انکار کریں یا اقرار کریں) باقی مسلک والے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عیال ہیں۔امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کا پتہ مندرجہ ذیل سے ہوتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

بقلم مترجم مولانا محمد سعید احمد نقشبندی

سابق خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

1:۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پرہیزگاری، تقویٰ اور متابعت سنت کی برکت سے اجتہاد و استنباط کے نہایت درجہ پر فائز ہیں۔لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی شان سمجھنے سے قاصر ہیں۔

2:۔ ناقدین و معترضین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی و فقہی کاوشوں پر اس وجہ سے اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی کم علمی کے

باعث آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دقیق اصول اجتہاد اور استنباط کو نہ سمجھ سکے۔ اسی کوتاہی کے باعث آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات کو کتاب و سنت کے خلاف آپ اور آپ کے تلامذہ اور ساتھیوں کو اپنی رائے کی پیروی کرنے والے قرار دیتے ہیں۔

3:۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت شان کے اس قدر معترف ہیں کہ تمام فقہا کو آپ کا عیال کہتے ہیں۔ کوتاہ نظر معترضین پر افسوس کہ انہیں اپنا قصور نظر نہیں آتا۔ بلا سوچے سمجھے اعتراض کرتے ہیں۔

4:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احیاء کے لئے آسمان سے نازل ہو کر زمین پر تشریف لائیں گے تو شرعی فیصلے فقہ حنفی کے مطابق کریں گے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا ایک جلیل القدر نبی بھی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد و استنباط کی صداقت پر مہر تصدیق و توثیق ثبت کرے گا۔

5:۔ اربابِ کشف کے مشاہدہ میں بھی یوں آتا ہے کہ حنفی مذہب کی نورانیت دریائے عظیم کی طرح ہے باقی مذاہب اس کے سامنے حوض اور چھوٹی چھوٹی نہروں کی طرح ہیں۔

6:۔ ظاہر دیکھنے میں یہی نظر آتا ہے کہ اہل اسلام کی اکثریت امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی پیرو ہے۔اور یہ بات بھی اس کے حق میں ہونے کی دلیل ہے۔

7:۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اتباعِ سنت اور اقتدائے حدیث کا یہ عالم ہے کہ آپ مرسل احادیث کی پیروی بھی مسند احادیث کی طرح کرتے ہیں۔اور صحابی کی رائے کو بھی اپنی رائے سے مقدم جانتے ہیں دوسروں کا یہ مسلک نہیں۔

8:۔ افسوس کہ اس قدر احتیاط کے باوجود یہ ناانصاف لوگ آپ کو اپنی رائے کا پیروکار قرار دیتے ہیں اور آپ کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں۔

9:۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ اہل اسلام کے نامور امام کی دل آزاری نہ کریں۔سوادِ اعظم گروہ اہل سنت کو دُکھ نہ دیں۔ یہ مخالفین اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں (لیکن اپنے اس فاسد ارادے میں ان شاء اللہ تا قیامت کامیاب نہیں ہوں گے)

10:۔ مخالفین اگر دل سے اس بات کے قائل نہیں کہ حنفی فقہ پر چلنے والے کتاب وسنت کے مقابلے میں اپنے امام کی رائے کے پیروکار ہیں۔

تو پھر اعلانیہ طور احناف کو اسلام سے خارج قرار دیں تاکہ دنیا صحیح صورتحال سے آگاہ ہو جائے۔

11:۔ ان کوتاہ اندیش لوگوں نے دراصل چند احادیث یاد کر رکھی ہیں احکامِ دین کو انہیں میں منحصر سمجھتے ہیں۔ اپنی معلومات کے ماسوا دوسری چیزوں کی نفی کرتے ہیں۔

12:۔ ہزار افسوس ان کے خشک تعصب اور فاسد نظر پر۔

مجھے امید ہے کہ حاشیہ کی صورت میں دیا گیا یہ خلاصہ مزید تازگی ایمان وایقان کا ذریعہ بنے گا اور ممکن ہے کہ غیر مقلد حضرات میں سے جو منصف مزاج ہیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے کہ وہ بھی سوادِ اعظم کے طریقہ کو اختیار کرے اور تعصب اور کج روی سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت و درستی کی توفیق دینے والا ہے۔

مکتوب نمبر 56

عارف وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا جاتا ہے بلکہ دوسروں کی برائیاں ان کے حق میں نیکیاں بن جاتی ہیں مثلاً۔ ریا اور سمع جو کہ برائیاں ہیں ان کے حق میں وہ حسن پیدا کرتے ہیں۔ اور شکر کا حکم رکھتے ہیں۔ وہ ہر عظمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ

ہر حال میں انکساری کرتے ہیں وہ نیکی اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ وہ شہرت سے بہت دور رہتے ہیں وہ رذالت سے نکل کر محامد میں شامل ہوجاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 57

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پہلے درود شریف زیادہ پڑھتے تھے پھر انہیں خیال گزرا کہ ذکر الٰہی زیادہ کرنا چاہئے اس پر انہیں معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی درود شریف سے بہتر ہے۔لیکن جو ذکر قبولیت کے لائق ہے وہ طالب اپنے شیخ سے حاصل کرے (لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی تصدیق کرائی اپریل 2019 میں تو انہوں نے فرمایا درود شریف ہر حال میں ذکر الٰہی سے بہتر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔اسے دوام حاصل ہے۔ذکر الٰہی مخلوق سے تعلق رکھتا ہے جب مخلوق نہیں تو ذکر الٰہی بھی نہیں جو بندہ صرف ذکر الٰہی کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بندے کا جنت میں حصہ نہیں۔ ذکر الٰہی درود شریف کی وجہ سے قبول ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی میرا ہی ذکر ہے)۔

علماء کرام اپنی تبلیغ میں بدعقیدہ لوگوں کے برے عقائد (جس سے وہ لوگوں کو ورغلاتے ہیں) کا رد کریں۔ یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا جس

سے وہ بتوں اور منافقین کا رد فرماتے تھے یہودیوں اور عیسائیوں کا رد کرتے تھے۔ علماء کرام کو چاہیے کہ اپنے ارشادات لکھ کر لوگوں کو پہنچائیں یہ بہت اچھا کام ہے۔ حشر کے دن ان کے لکھے ہوئے ارشادات کی سیاہی کا شہیدوں کے خون کے ساتھ وزن کیا جائے گا ارشادات کی سیاہی ہی بھاری ہوگی۔

جو احادیث کی تبلیغ کرتے ہیں وہ امت میں افضل ترین لوگ ہوتے ہیں۔ ظاہر تبلیغ اور باطنی تبلیغ بھی۔ بغیر باطن کے ظاہر بھی ناتمام ہے اور بدانجام ہے اور دونوں تبلیغیں (ظاہر اور باطن) ہوں تو وہ اکثیر کا کام دیتی ہیں۔

مکتوب نمبر 58

فرمایا ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے ایک لاکھ آدم پیدا کئے۔ سب کو فرشتوں نے سجدہ کیا ان کی امتیں بھی جنت میں جائیں گی صرف آدم علیہ السلام ہی صفی اللہ ہیں۔ پہلے والے آدم عالمِ مثال میں تھے نہ کہ عالمِ شہادت میں۔ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری تھی انہوں نے نظریہ تناسخ ایجاد کیا یعنی ایک کی روح دوسرے میں منتقل ہوسکتی ہے۔ یہ نظریہ غلط ہے۔ ہر بندے کی روح اس کے ساتھ ہوتی

ہے وہ لوگ دوزخ کے عذاب کا بھی انکار کرتے ہیں کہ بندہ کی روح بری چیزوں میں منتقل کر کے اسے دنیا میں سزا مل جاتی ہے یہ بھی غلط ہے۔ مانا کہ بعض بزرگ کئی جگہوں میں بیک وقت حاضر ہوئے۔ یہ ان لوگوں کی مثالی شکلیں تھیں نہ کہ جسم۔ بعض بزرگوں کو اس کی اطلاع بھی نہیں ہوتی یہ ان کے لطائف کی شکلیں ہوتی ہیں۔ اس طرح ہر رات کئی لوگ مختلف جگہوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثالی شکلیں ہیں۔

(اس بات کی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپریل 2019 میں تصدیق کرائی گئی تو انہوں نے فرمایا جس نے میری زیارت کی اس نے حق مجھے ہی دیکھا۔ میری شکل میں شیطان نہیں آ سکتا۔ یہ بھی فرمایا جو مجھے خواب میں دیکھے گا وہ جاگتے ہوئے بھی دیکھے گا اس نے حق میری ہی زیارت کی۔ جبکہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے فرمایا خط کسی نے شرارت سے میرے نام سے لکھ دیا ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں)۔

مکتوب نمبر 59

فرمایا کشف خواہ آفاقی ہو یا انفسی سب ماسوا کے دائرہ میں داخل ہے، لہوولعب کا ساماں ہے۔ (بس ذکر الٰہی، درود شریف، اتباعِ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرو۔ مقصد یعنی اصلاحِ نفس اسی سے حاصل ہوگا۔)

مکتوب نمبر 60

فرمایا خلفاء راشدین اور ان کی ترتیب دین کی ضروریات سے نہیں۔ خلافت کا ملنا قرآن سے ثابت نہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ لہذا اس بحث میں زیادہ نہیں پڑنا چاہیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھگڑوں پر خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ عقائد کی درستگی اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری کام ہیں۔ انہیں کریں نجات انہیں سے ہی ہے۔

مکتوب نمبر 61

فرمایا سلسلہ نقشبندیہ بڑا اعلیٰ سلسلہ تھا مگر اب اس میں لوگوں نے بے شمار بدعتیں داخل کر دی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے اکابرین کے مطابق اس سلسلہ کو چلائیں بدعات دور کر دیں۔

مکتوب نمبر 62

انسان انسانوں میں رہنے کا عادی ہے۔ Man is a social animal. اسے ہر موقع پر ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وسائل چاہئیں۔ اگر بالکل محتاج نہ رہے یعنی غنی ہوجائے تو بہت سی برائیوں میں پھنس جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جب انسان اپنے کو غنی دیکھتا ہے تو سرکشی کرتا ہے۔'' فقراء

ماسوائے اللہ سے آزاد ہوجاتے ہیں مگر اسباب کے محتاج رہتے ہیں وہ اسباب تو استعمال میں لاتے ہیں یہ توکل کے خلاف نہیں۔

مکتوب نمبر 63

سوال:۔ اگر مرید پیر کی زندگی میں کسی اور پیر کے پاس چلا جائے اور وہاں ہدایت کا طلبگار ہو تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب:۔ جائز ہے۔ پیر حق تک رسائی کا وسیلہ ہے۔ اگر کوئی طالب یہ جانے کہ اس کا پیر اس قابل نہیں دوسرا اس سے بہتر ہے تو وہاں جا سکتا ہے۔ ہاں پہلے پیر کا انکار نہ کرے اور اس کی نیکی کو یاد رکھے۔

آج کل پیری مریدی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔ بہت سے پیر اپنی خبر نہیں رکھتے دوسروں کی خبر کیا رکھیں۔ وہ ایمان اور کفر میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ وہ مرید کو کون سی راہ دکھائیں گے۔ ایسے مرید پر صد افسوس ایسے پیر پر اعتقاد کر بیٹھے اور دوسرے پیر کی طرف رجوع نہ کرے اور اللہ کی راہ معلوم نہ کرے۔ جس جگہ یہ نعمت ملے وہاں چلا جائے۔

مکتوب نمبر 64

ایک مرید کو نصیحت فرمائی کہ مشکلات میں گھبرانا نہیں چاہئے۔ جب دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے تو تکلیفات تو آنی ہیں۔

مکتوب نمبر 65

نصیحت فرمائی بے کار چیزوں میں نہ پڑیں۔ اپنے اعمال ٹھیک طرح سے ادا کریں۔

مکتوب نمبر 66

نصیحت فرمائی گناہ سے توبہ کرنا فرض ہے اس سے کوئی انسان بے نیاز نہیں۔ گناہوں سے پاک ہونے کے باوجود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں 70 ستر بار استغفار کرتے۔ اگر حقوق العباد ادا نہیں ہوئے تو اس آدمی سے معافی مانگیں جتنا ہو سکے ان کے حقوق ادا کریں۔ اگر حقوق العباد برباد ہوئے تو ان لوگوں کے حقوق ادا کریں۔ ان کا مال واپس کریں۔ اگر وہ بندہ نہیں رہا تو اس کے وارث کو مال دے دینا چاہئے۔ اگر وارث بھی نہیں تو اتنا مال غریبوں میں خیرات کر دے۔

جن بندوں کے حقوق برباد کئے ان سے اچھا سلوک کریں ان کے لئے دعا کریں۔ اگر گناہ سرزد ہو گیا ہے تو وضو کر کے نفل ادا کریں اور اللہ سے معافی مانگیں۔ گناہوں پر ندامت اور توبہ گناہ کا کفارہ ہے۔ اگر پھر گناہ کرے ندامت کرتا رہے پھر گناہ کرے اس طرح کرتا رہے۔ تو وہ گناہ گناہِ کبیرہ لکھ دیا جائے گا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے افسوس اس بندے

پر جو گناہ کرے اور کہے عنقریب توبہ کرلوں گا۔حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی توبہ کل پر مؤخر نہ کرنا شائد موت آجائے اور توبہ کا موقع نہ ملے۔فرمایا جو صبح وشام توبہ نہ کرے وہ ظالموں میں لکھا جائے گا۔

ایک بزرگ نے فرمایا حرام کا ایک پیسہ واپس کرنا حلال کے سو پیسے صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔فرمایا حرام کی ایک چاندی کی دمڑی واپس کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک 100 حج مقبول سے زیادہ بہتر ہے۔

دعا کرنی چاہئے ''اے اللہ! ہم نے اپنی جانوں پہ ظلم کیا ہے اگر تو ہمیں معاف نہیں کرے گا تو ہم خسارے میں ہوں گے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو گناہ نہ کرے پرہیز گار ہوجائے گا جو میرے دیئے رزق پر صبر کرے وہ غنی ہوجائے گا۔فرمایا جو پرہیز گار بن گیا وہ عبادت گزار بن گیا۔فرمایا پرہیز گاری کا ایک ذرہ نماز، روزہ کے ایک ہزار مثقال سے زیادہ بہتر ہے۔فرمایا کل حشر میں پرہیز گار اللہ تعالیٰ کے ہمنشیں ہوں گے۔ایک بزرگ نے فرمایا جب تک آدمی اپنے اوپر دس چیزیں فرض نہ کرے وہ پرہیز گار نہیں ہوسکتا۔

1:۔ زبان کو عیب سے بچائے۔

2:۔ برے گمان نہ کرے۔

3:۔ مذاق نہ کرے۔

4:۔ حرام چیزوں سے اپنی نگاہ بندر کھے۔

5:۔ سچ بولے۔

6:۔ جونیک کام کرے اسے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھے تا کہ مغرور نہ ہو۔

7:۔ مال کو حق پر خرچ کرے نا حق پر خرچ نہ کرے۔

8:۔ بڑا نہ بنے۔

9:۔ نمازوں کی حفاظت کرے۔

10:۔ سُنی بن کر رہے۔

فرمایا بعض گناہوں سے بچے۔حرام سے پرہیز کرے شائد اس کی وجہ سے وہ دوسرے گناہوں سے بچ جائے اور نیک کام کرنا شروع کردے۔

مکتوب نمبر 67

یہ خط ایک فوجی افسر کے نام ہے۔فرمایا اتنے بڑے عہدے پر ہونے کے باوجود مجھے یادرکھا۔ یہ بہت سعادت ہے۔اسے نصیحت فرمائی کہ اہل سنت وجماعت کے مطابق عقائدرکھے۔اس کے بغیر نجات نہیں۔ اگر عمل میں سُستی ہے ان عقائد کی وجہ سے بخشش کی امید ہے ورنہ بخشش

نہیں۔اہل سنت کے عقائد یہ ہیں:

1:۔ توحید پر ایمان رکھے۔اس کا بیان پہلے ہو چکا۔

2:۔ قرآن کو حق سمجھے اس کے اوامر ونواہی کو مانے اور عمل کرے۔قرآن نے تبدیل نہیں ہونا نہ مٹنا ہے۔

3:۔ قضاوقدر پر ایمان رکھے (اس کا بیان پہلے ہو چکا)

4:۔ انبیا کرام علیہم السلام اور خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے کہ وہ لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔

5:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے پہلے انبیا کرام علیہم السلام کی پھر صلحاء کی پھر گناہگاروں کی۔ان کی شفاعت ان کی امت کے اہل کبائر کے لئے بھی ہے۔

6:۔ پل صراط دوزخ کی پشت پر ہے اس پر سے گزر کر مومن جنت میں جائے گا۔کافر دوزخ میں گر جائیں گے۔

7:۔ جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔اگر کسی میں ذرہ بھر ایمان ہوگا اگر وہ دوزخ میں چلا جائے کچھ دیر سزا کے بعد وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔دوزخ میں اس کا چہرہ سیاہ

نہیں کیا جائے گا۔ کافروں کے چہرے سیاہ کر دیئے جائیں گے۔

8:۔ فرشتے اللہ کے خاص مکرم بندے ہیں وہ اللہ کا ہر حکم مانتے ہیں نافرمانی نہیں کرتے وہ نہ مرد ہیں نہ عورتیں۔ وہ اللہ کی وحی لاتے تھے جس میں کوئی شک نہیں ہوتا۔

9:۔ ایمان دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کا نام ہے۔ بندہ کا ایمان بڑھتا رہتا ہے (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایمان میں کمی بیشی کو قبول نہیں کرتے) جتنی اطاعت زیادہ ہوگی اتنا ہی ایمان زیادہ ہوگا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا ایمان سب سے کامل ہوتا ہے۔ تمام مومنوں کا ایمان ان کی گرد تک نہیں پہنچ سکتا۔

10:۔ نفسِ انسانیت میں تمام لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے شریک ہیں مگر انبیاء کرام علیہم السلام بندوں سے بہت بلند ہیں۔

11:۔ گناہ خواہ کبیرہ ہو انسان ایمان سے خارج نہیں ہوتا وہ کفر کے دائرہ میں داخل نہیں ہوتا۔ گنہگار اگر سکراتِ موت سے پہلے توبہ کر لے تو نجات کی قوی امید ہے۔ توبہ قبول ہونے کا وعدہ ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو یہ اللہ تعالیٰ پر ہے کہ اسے عذاب دے یا معاف کر دے۔ لیکن آخر وہ جنت میں جائے گا۔ اس کا ذکر پہلے آ چکا۔

12:۔ امامت اور خلافت اگر چہ اہل سنت و جماعت کے اصولِ دین میں سے نہیں مگر شیعہ کے انکار سے اہل حق نے اس کا بیان کرنا لازم جانا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ یہی ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے بعد خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں تو فرشتوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے مجھ سے عہد لیا کہ میری وفات کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما ہوں گے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ علم اور اجتہاد کی وجہ سے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت ہے۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کوعلم اور اجتہاد کی وجہ سے فضیلت ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زُہد و تقویٰ اور دنیا سے بے رغبت ہونے کی وجہ سے بہتر ہیں۔ اسی وجہ سے وہ بتول ہیں۔ یعنی دنیا سے دور رہنے کا مبالغے کا صیغہ۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی مشکل پیش آتی اس کا حل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوتا تھا۔ فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں جھگڑے اجتہادی تھے نہ کہ نفسانی۔ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ہوتا تھا۔

14:۔ قیامت کی جونشانیاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمائیں وہ حق ہیں۔ مثلاً

(۱) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

(۲) حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا آنا۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا۔

(۴) دجال کا آنا۔

(۵) یاجوج ماجوج کا آنا۔

(٦) دابۃ الارض کا نکلنا۔

(۷) دھوئیں کا آسمان سے پیدا ہونا۔ اس کا تمام لوگوں کو

گھیرنا۔عذاب میں مبتلا کرنا۔

(۸)　　آگ کا عدن سے اٹھنا۔

جولوگ بعض بندوں کو امام مہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان میں وہ علامات نہیں جو امام مہدی رضی اللہ عنہ میں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار 4 آدمی تمام دنیا کے مالک ہوں گے۔ 2 مومن 2 کافر۔مومنوں میں ذوالقرنین علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام۔ کافروں میں وہ نمرود اور بخت نصر ہیں۔ جو پانچواں آدمی دنیا کا مالک ہوگا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔وہ دنیا میں عدل کریں گے۔اصحابِ کہف اس کے مددگار ہوں گے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی مدد فرمائیں گے۔وہ دجال سے جنگ کریں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے تہتر 73 فرقے ہوں گے ان میں سے بہتر 72 جہنمی ہوں گے۔ایک فرقہ جنتی ہوگا اس کا نام اہل سنت و جماعت ہے۔وہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوں گے۔

عقیدہ درست کرنے کے بعد شریعت کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔کرنے کے یہ کام ہیں۔

(۱) کلمہ طیبہ پڑھنا۔اس سے ایمان آتا ہے۔

(۲) نمازیں وقت پر ادا کرنا۔حشر میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔
اگر نماز درست ہوئی تو باقی حساب آسان ہوجائیں گے۔

(۳) زکوٰۃ دینا۔

(۴) روزہ رکھنا۔

(۵) حج کرنا۔

شرعی ممنوعات سے پرہیز کرنا ہوگا۔اپنی کوتاہیوں پر شرمندہ ہونا ہوگا۔اچھے اعمال پر فخر کرنا بڑی غلطی ہے۔فرمایا آپ کو بادشاہ کا قرب حاصل ہے۔بادشاہ آپ کی بات سنتا ہے۔اسے تبلیغ کریں کہ وہ اہل سنت وجماعت کے عقائد اختیار کرے اور اعمال کرے۔(حالانکہ وہ سات پشتوں سے سُنی ہےلیکن زبانی کلامی) اسے بتوں سے نفرت دلائے۔ بتوں سے کوئی قرب الٰہی نصیب نہیں ہوتا۔ اس سے شعار اسلام اجاگر کرائیں۔معلوم رہے کہ بادشاہ ملک میں دل کی مانند ہوتا ہے۔اگر وہ ٹھیک سارا بدن ٹھیک اگر وہ خراب سارا بدن خراب۔فرمایا سارے بدعتی فرقے بعد کی پیداوار ہیں۔ یہ زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہ تھے۔سب دوزخ کا ایندھن ہیں ان سے بچ کر رہیں۔

مکتوب نمبر 68

ایک مرید نے نورانی ستونوں (جس کے دو سر ہیں) کے بارہ معلوم کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے فرمایا ایسے ستارے کئی زمانوں میں نمودار ہوئے۔ ایک بار جب نوح علیہ السلام کی امت ہلاک ہوئی، پھر جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور ان کی قوم برباد ہوئی پھر فرعونوں کی غرقابی کے وقت اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے وقت جب بھی اس ستارہ کو دیکھو تو توبہ واستغفار کرو۔ یہ وہ ستارہ نہیں جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ان کے زمانہ میں مشرق سے دمدار ستارہ طلوع ہوگا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ماں کے بطن میں قرار پایا تو بت گر گئے۔ شیطان کام کرنے سے روک دیئے گئے۔ فرشتوں نے انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ کسریٰ کے محل کے 14 کنگرے گر پڑے۔ آتش کدے بجھ گئے۔ ایسے ہی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نزول کے وقت شائد اس قسم کی کرامات ظاہر ہوں۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی آمد سے پہلے بہت سے فتنے نمودار ہوں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ توبہ واستغفار کریں۔ لہو ولعب میں وقت ضائع نہ کریں۔ دو ستونوں والے ستارے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ دُمدار ستارے میں شائد کوئی خرابی ہو۔ رب تعالیٰ نے ستارے اس لئے

بنائے ہیں کہ ان سے آسمان کی زینت ہو۔ لوگ ان سے راہ اور رخ کا پتہ کریں اور ان سے شیطانوں کو رجم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ستاروں میں کچھ نہیں۔ اب زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا، شام کے وقت کافر۔ اور شام کے وقت مومن ہوگا تو صبح کے وقت کافر۔ وہ وقت توبہ واستغفار کا ہوگا۔ بس آپ کو ناجی فرقے میں شامل ہونا چاہئے اس میں نجات ہے۔

مکتوب نمبر 69

نماز کے ارکان صحیح طور پر ادا کرنا ضروری ہے۔ لوگ اس میں سُستی کرتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدترین چور نماز کا چور ہے۔ پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا وہ نماز کے رکوع اور سجود اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف نظر نہیں کرتا۔ رکوع کے بعد پیٹھ سیدھی کرو۔ دو سجدوں کے درمیان بھی ایسا کرو۔ ایک آدمی نماز میں ایسا نہیں کر رہا تھا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو اس حالت میں مر جائے حشر میں شائد میری اُمت میں نہ اُٹھے۔ نیز فرمایا ایسا آدمی دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں مرتا۔ ان احتیاط کے ساتھ اگر نماز نہ پڑھیں خواہ 60 سال تک ایسا کرے ایک بھی نماز اس کے نامہ اعمال میں نہ لکھی جائے گی۔ صحیح نماز فرشتے آسمان تک لے

جاتے ہیں وہ نماز نورانی ہوتی ہے۔ دوسری طرح کی نماز بے نور نامقبول ہوتی ہے۔ ایسی نماز نمازی کے لئے بددعا کرتی ہے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے۔ نماز باجماعت میں صفیں سیدھی کریں یہ بھی اقامت نماز میں داخل ہے۔

فرمایا عمل سے پہلے نیت کرلو تاکہ اچھا نتیجہ نکلے۔ جب کافروں کے خلاف جہاد کرے نیت کرے کہ یہ اسلام کی بلندی اور دشمنانِ اسلام کی بربادی کے لئے ہے۔

؎ شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

نماز باجماعت ادا کریں تہجد ادا کریں، حلال وحرام کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ہر وقت سامنے رکھیں۔ معلوم رہے کہ گناہوں پر توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

مکتوب نمبر 70

جس طرح انسان کا دل عرش کا نمونہ ہے اسی طرح وہ بیت اللہ کا بھی نمونہ ہے۔ اگر انسان ٹھیک ہو تو فرشتوں سے افضل۔ اگر خراب ہے تو جانوروں سے بدتر۔ قلبی ظہور ہی ظہورِ عرش کا نمونہ ہے۔ کعبہ شریف کی نعمت

سے پہلے انبیا کرام علیہم السلام سرفراز ہوئے۔ پھر ان کے صحابہ کرام، پھر باقی امت۔اب یہ نعمت بہت کم ہے۔اگر کسی کو یہ نعمت حاصل ہوجائے تو وہ بڑا خوش نصیب ہے۔وہ سابقین میں داخل ہوجاتا ہے۔اگرچہ نفس کو بھی مرکزی حیثیت حاصل ہے مگر وہ دل کا مرتبہ نہیں پاسکتا۔جس کا دل ٹھیک اس کا سارا بدن ٹھیک۔ اگر دل خراب تو سارا بدن خراب۔ دل سے ہی صراطِ مستقیم حاصل ہوتی ہے۔اگر وہ اس راہ سے ہٹے تو جانوروں سے بدتر۔

ؔ دل بدست آور کہ حجِ اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یعنی دل کو قابو میں کر یہی بڑی کامیابی ہے۔ ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔ دل ٹھیک تو اللہ تعالیٰ بھی تیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تیرا۔کعبہ بھی تیرا۔عرش بھی تیرا۔قرآن بھی تیرا۔حدیث بھی تیری۔ورنہ کچھ بھی نہیں۔

مکتوب نمبر 71

کلمہ طیبہ کا بیان پہلے خطوط میں آ گیا۔

مکتوب نمبر 72

ظہورِ عرش کا مقام بہت بلند ہے مگر بیت اللہ کے ظہورات وتجلیات

اس سے بلند تر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے، برکت والا تمام جہانوں کے لئے ہدایت اس میں کھلی نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم بھی ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گیا لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جس آدمی کو وہاں جانے کی طاقت ہے وہ بیت اللہ کا حج کرے اور جو انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔'' (سورۃ آل عمران 97-96)

مکتوب نمبر 73

خط کی عبارت مشکل ہے۔ فرمایا انسان عالمِ خلق اور عالمِ امر کے مجموعہ سے عبارت ہے اگر وہ محنت کرے تو اس کی انتہا ذات تک رسائی ہے جب انسان کمال کو پہنچتا ہے تو اس اسم تک رسائی جس نے اسے قائم کیا۔ اس کے بعد اس کی رسائی احدیت مجردہ تک ہے وہ صوفی کائن و بائن ہو جاتا ہے یعنی باطن اللہ کے ساتھ اور ظاہر مخلوق کے ساتھ۔ وہ اللہ کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور مخلوق کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔ اس کی بات شفا ہو جاتی ہے۔ توجہ دوا ہو جاتی ہے۔ اس کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں رہتا نیک بخت ہو جاتا ہے۔

ع فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

مکتوب نمبر 74

فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت میں پیدا کیا۔ اس سے انسان اللہ تعالیٰ تو نہیں بن جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں اسے مل جاتی ہیں پھر اس کے تصرف سے تمام مخلوق کا سردار اور رہبر بن جاتا ہے اور کائن کرنے والا بن جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ’’پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے بندوں سے انتخاب کیا پھر کچھ تو ان سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کچھ درمیانہ رو ہیں اور کچھ خدا کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت کرنے والے ہیں۔‘‘

انسان اگر صحیح کام کرے تو کمال کو پہنچ جاتا ہے اور تمام مخلوق کو وجود اور بقا اور تمام ظاہری و باطنی کمالات کے فیوض اس کے واسطے سے پہنچتے ہیں۔ سب فرشتے۔ جن اور انسان اسی کے محتاج ہیں۔ وہ انسان اللہ تعالیٰ کا صحیح ادراک تو نہیں کرسکتا مگر اس کی عطا کی ہوئی قدرت سے مخلوق میں تصرف کرتا ہے۔ دنیا دیتا تو اللہ تعالیٰ ہے مگر انسان اس کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے اعلیٰ مقام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ان کے وسیلہ

سے کوئی خلیل کوئی کلیم کوئی صفی اور کوئی نجی علیہم السلام بنے۔ سب سے اعلیٰ مقام محبوب کا ہے جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں آیا۔ اس سے بھی اعلیٰ مقام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی جانے۔

مکتوب نمبر 75

فرمایا مصیبتیں اور سختیاں آدمی کی لغزشوں کا کفارہ ہیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اسے خوشی سے قبول کرے۔ محبوب جو بدنامی دے وہ اس عزت سے بہتر ہوتی ہے جس کا تو خواہش مند ہے۔ دعا کرنی چاہیئے کہ اے اللہ! ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جو ہم اٹھا نہ سکیں۔ ہر دم معافی مانگنی چاہیئے اس وقت تک جب تک اس کے اثرات ظاہر نہ ہوں۔

مکتوب نمبر 76

اس خط میں عرش و کرسی کا بیان ہے اور ساتھ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہیں نہیں سماتا مگر مومن کے دل میں۔ (پچھلے خطوط میں اس کی نفی آئی ہے) حقیقت اللہ ہی جانے۔

مکتوب نمبر 77

فرمایا مقتدی کو اس وقت تک ذکر کرنا چاہیئے جب تک اس کا دل

ذکر نہ کرنے لگے۔ پھر اس ذکر سے رُک جانا ہے۔ تجلیات شروع ہو جاتی ہیں۔ سالک مقامِ فنا تک پہنچ جاتا ہے جو کہ ولائت کا پہلا قدم ہے۔ وہ غیر سے منہ موڑ لیتا ہے اسے شہود کہتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یہ بالکل غلط ہے اللہ تعالیٰ بے کیف و بے مثال ہے۔ سالک جو کچھ دیکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ اس کا غیر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے پرے ہے۔ بس ذکر کرتے رہیں تاکہ برے کاموں سے بچ جائیں۔ نیک کام کرنے کی توفیق ہو۔ تلاوت۔ درود شریف۔ نفل۔ لنگر وغیرہ کا ثواب اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بخشیں اس میں تیرا بھی بھلا ہے ان کا بھی۔ اگر ایصالِ ثواب نہ کریں تو صرف تیرا فائدہ ہے باقی محروم رہیں گے۔

مکتوب نمبر 78

فقراء سے نیازمندی اور ان سے محبت بڑی اچھی نعمت ہے۔ یہ فرقہ ناجیہ سے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں رہتا۔ سعید (یعنی خوش بخت، جنتی) بن جاتا ہے۔ ان سے محبت کی وجہ سے بندہ حشر میں ان کے ساتھ ہوگا۔ ان کی محبت جب غالب آجاتی ہے تو غیر اللہ کی محبت دل سے نکل جاتی ہے پھر بندہ مطلوب (اللہ تعالیٰ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تابع ہو جاتا ہے۔ اخلاق اچھے ہو جاتے ہیں۔ محبوبِ حقیقی کی محبت اور جذبہ حاصل ہو جاتا

ہے اور مقامِ فنا اور بقا حاصل کر لیتا ہے۔ اپنی خواہش کو ان کی مراد میں ختم کر دیتا ہے۔ فقراء سے نیاز مندی کی اللہ تعالیٰ ہی توفیق دیتا ہے۔

مکتوب نمبر 79

ایک مرید کو مبارکباد دی کہ وہ کفر سے دور ہو کر اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ کفر کی مستی سے نکل کر اسلامی طریقت کے صحو (ہوش میں آنا) پا گئے ہیں۔ کفر میں بندہ دنیا کی چیزوں میں پھنس جاتا ہے۔ طریقت اسلام میں بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 80

سوال:۔ فرمایا ایک فرقہ کی کتابوں میں ہے جس کو تم خدا جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جس کو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ کیسا ہے؟

جواب:۔ فرمایا یہ سب سُکر کی باتیں ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسے کفرِ طریقت بھی کہہ سکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کسی میں سماتا نہیں وہ وراء الوراء ہے اس کا عین نہیں ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی طاقتیں دے رکھی ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں عبدہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مکتوب نمبر 81

نصیحت فرمائی دنیا کی دل فریبی میں نہ پھنس جاؤ۔ مباح سے مشتبہ میں نہ جا پھنسو ورنہ مشتبہ سے حرام تک جا پہنچو گے۔ اس سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے مباحات کا دائرہ بہت وسیع کر رکھا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ نماز، روزہ وغیرہ صحیح ادا کریں۔ شریعت پر عمل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دین سارا پرہیزگاری ہے۔ نیز فرمایا پرہیزگاری کے برابر کسی کو نہ کر۔ پُر تکلف کھانوں اور دیدہ زیب لباسوں سے بچو (تاکہ تمہیں عرفانِ الٰہی حاصل ہو)

مکتوب نمبر 82

یہ خط مکتوب نمبر 81 کی طرح کا ہے۔ فرمایا لوگ کروڑوں اپنی نمائش پر خرچتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے چند ٹکے ادا کرنے سے بھاگتے ہیں۔

مکتوب نمبر 83

یہ خط مکتوب نمبر 78 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 84

ایک گوشہ نشین مرید سے فرمایا کہ اس طرزِ زندگی میں کم ہی حاصل ہوتا ہے اسے فرمایا ایک صاحب آپ کی طرف آ رہا ہے ان سے فقر کے علوم

ومعارف سے سیراب ہوں۔

مکتوب نمبر 85

ایک مرید سے فرمایا اپنے پیر بھائی سے فائدہ حاصل کریں۔

مکتوب نمبر 86

ایک مرید سے فرمایا آپ خوش قسمت ہیں سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے لو لگا رکھی ہے۔

مکتوب نمبر 87

فرمایا شریعت کا اتباع کریں بدعات سے بچیں جو کسی مردہ سنت کو زندہ کرے اسے 100 شہیدوں کا ثواب ملتا ہے جو کسی واجب یا فرض کو زندہ کرے اسے کتنا ثواب ملے گا۔ آپ غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ تعدیل (ٹھہر ٹھہر۔ رُک رُک کر) نماز کی ادائیگی میں کتنے واجب ہیں کہ جن کو ادا نہیں کیا جا رہا آپ ان کو زندہ کریں یہ کام کرنے کا ہے۔ کتنی سنتیں ترک کی جا رہی ہیں اگر ایک سنت کی دمڑی رہ گئی ہے تو اگر اس کے پاس ایک پیغمبر کے برابر ثواب ہوں وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ قصہ مختصر آپ ظاہر کو شریعت سے مزین کریں پھر باطن کی طرف متوجہ ہوں۔ ظاہر کا صاف ہونا باطن کی صفائی کے بغیر مشکل ہے جن کا باطن ٹھیک ہو مگر ظاہر خراب ہو وہ بے

دین ہے۔اس کا باطن بھی استدراج ہے۔اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطن کو ٹھیک کرنے کی توفیق دے۔

مکتوب نمبر 88

فرمایا مقبول بندہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی ہے۔جو بندہ اپنے فعل پر راضی ہوا وہ اپنا بندہ ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کا۔جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اس پر راضی ہونا چاہئے۔

یہی حال مرگِ طاعون کا ہے اس سے مت بھاگیں اگر طاعون سے مر جائیں تو شہید ہوں گے۔

مکتوب نمبر 89

فرمایا عمر ہر لمحہ گھٹ رہی ہے اچھے کام کریں ورنہ حسرت اور ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔اتباعِ شریعت کریں۔

مکتوب نمبر 90

نصیحت فرمائی مخلوق اللہ کی عیال (کنبہ) ہے اس کے حقوق ادا کریں۔ضرورت مند دوستوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کریں۔

مکتوب نمبر 91

نصیحت فرمائی مقام قاب قوسین تک پہنچنے کی کوشش کریں۔اپنے کو

فنا کریں اور اللہ تعالیٰ سے بقا حاصل کریں۔ساری سیریں پوری ہوجائیں گی۔

مکتوب نمبر 92

فرمایا کرامات ولائت کے لئے شرط نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو صرف ولائت دیتا ہے کرامت نہیں دیتا۔ کسی کو دونوں دے دیتا ہے بعض بندوں کو جو کہ ولی نہیں ہوتے انہیں استدراج دیتا ہے۔اس سے وہ لوگوں کو قابو کرتے ہیں۔ ان کے مال ہڑپ کرتے ہیں۔ ان کے ایمان ضائع کرتے ہیں۔ لوگ انہیں ولی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ولائت کے ڈاکو ہوتے ہیں۔

بعض ولی ایسے ہوتے ہیں انہیں اپنی ولائت کا بھی پتہ نہیں ہوتا۔ وہ کرامت کیا جانیں ایسے لوگوں کی طرف لوگ توجہ نہیں کرتے۔خادم ایک ولی کے دربار کی دریاں صاف کرر ہے تھے۔ دھول اڑ رہی تھی ایک بادشاہ وقت اس دھول میں کھڑا رہا اس کی برکت سے وہ صاحب ایمان مرا۔

شریعت تلوار کے نیچے ہے۔ بادشاہِ وقت کو بتائیں کہ اس طرف توجہ کریں۔ ہندوستان میں ہندو مسجدیں گرا کر مندر بنارہے ہیں۔رمضان کا احترام ختم ہوگیا ہے۔ ہندو اپنے تہوار پر مسلمانوں کو مجبور کرتے ہیں ان کی طرح تہوار مناؤ۔علماء کرام بادشاہوں کے خطبہ میں نام لیتے ہیں۔مصیبت

ہے کہ فقہا نے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز قرار دے دیا ہے وہ خود بھی بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لائق ہے۔

مکتوب نمبر 93

فرمایا عارف لوگ عالم خلق اور عالم امر کے ساتھ ظاہری و باطنی تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہری نسبت اسم قیوم کے ساتھ ہے جو کہ عارف کی خاص توجہ کا مرکز ہے۔ اور حقیقت میں حقیقتِ باطن کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ ظاہر اور باطن کی نسبتیں اعمالِ صالحہ کے ذریعے ہوتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے خاص کرم سے حاصل ہوتا ہے۔ معلوم رہے کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں پوشیدہ ہے اس میں تغیر نہیں۔ ظاہری طور پر حلول اور اتحاد نظر آتا ہے مگر فی الحقیقت اللہ تعالیٰ حلول اور اتحاد سے پاک ہے۔ ظاہر والوں کی توجہ مخلوق کی طرف رہتی ہے۔ عبادات طاعت ادا کرتے ہیں یہ مقام دعوت کا مقام ہے۔ شہود اور مشاہدہ کی حقیقت آخرت میں ہے۔ سُکر والے اور ہی دعوے کرتے ہیں۔ ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

مکتوب نمبر 94

خط کی عبارت بہت مشکل ہے۔ فنا اور بقا کی نفی پہلے خطوط میں آچکی

مکتوب نمبر 95

فرمایا جس طرح شریعت میں کفر ہے اور اسلام بھی ہے اسی طرح طریقت میں کفر اور اسلام بھی ہے۔شریعت میں کفر شرارت اور نقص ہے اور قابل سزا ہے اور اسلام کمال ہے۔اسی طرح طریقت میں کفر بھی ہے اسلام بھی ہے۔جب طریقت میں طالب کہتا ہے کہ وہ حق سے جمع ہو گیا وہ کفر اور باطل میں جا پڑا۔اللہ تعالیٰ سے کوئی ملاپ نہیں، کوئی حلول نہیں، کوئی اتحاد نہیں۔وہ اشیا کو رب کا عین کہہ دیتے ہیں۔وہ مخلوق کو خدا جانتے ہیں۔اس حالت میں منصور نے کہا انا الحق یعنی میں اللہ ہوں۔یہ کفریہ فقرہ ہے۔بعد میں لوگوں نے اس سے یہ مطلب نکالنے کی کوشش کی کہ منصور کہتا تھا میں نہیں ہوں اللہ ہے۔یہی وحدت وجودیوں کا عقیدہ ہے۔پہلے کہتے تھے اشیا اللہ ہیں بعد میں کہا اشیا نہیں ہیں صرف اللہ ہے۔

طریقت کا کفر سُکر کی حالت میں ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔انہوں نے خالق کو مخلوق سے ملا دیا۔انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت ختم کرتے ہیں انہوں نے دین کو برباد کر دیا۔

طریقت کا اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملنا بالکل غلط ہے ناممکن ہے۔اسی طرح لوگوں نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر الزام لگائے حالانکہ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جنتی قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارہ میں فرمایامیں ان سے راضی وہ مجھ سے راضی۔

مکتوب نمبر 96

مرض موت میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاغذ نہ دیااس کا جواب پہلے آچکا۔

مکتوب نمبر 97

کسی نے سوال کیا آپ (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) نے مکتوب نمبر 6 میں فرمایا تھا میں اس لئے پیدا ہوا ہوں کہ ولائت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولائت ابراہیمی میں رنگ دوں گا اور ولائت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام بلند سے بلند کروں گا۔ یہ کیسے ہے؟

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا اس سے میری مراد ولائت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت خدمت کروں گا پھیلاؤں گا جو نقص اس میں داخل کر دیئے گئے ہیں ان کا ازالہ کروں گا۔ اس بات کو نقص کی طرف لے جانا زیادتی ہوگی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے نبی تجھے اللہ اور ایمان لانے والے تابعدار کافی ہیں''۔ یہ آیت مبارکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جیسے انہوں نے خدمت سے دین کو عظمت

دی۔ وہی میرا مقصد ہے تا کہ نقص دور ہو جائے اور ولائت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھیل جائے۔ بعض دفعہ چھوٹے لوگوں کی خدمت سے بزرگوں کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تقریباً سوا لاکھ صحابہ کرام تھے رضی اللہ عنہم امام مہدی رضی اللہ عنہ کی کوشش سے اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا یہ اسلام کا پھیلانا دین کی خدمت ہے نہ کہ مقامِ تکبر۔ جیسے لوگوں نے سمجھا۔

مکتوب نمبر 98

سوال:۔ اللہ تعالیٰ نہ تو عالم میں داخل ہے نہ اس عالم سے خارج ہے نہ عالم سے متصل ہے نہ الگ۔ اس بحث کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ 1: بے کیف ہے۔

2: بے مثل ہے۔

3: بے جہت ہے۔

اگر وہ بے کیف ہے تو اس کی کیفیت کیسے بیان ہو؟ اگر بے جہت یعنی طرف سے پاک ہے تو اشارہ کس طرف کریں؟ وہ بے مثل ہے تو اس کی مثال کیسے بیان ہو؟ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے مگر نشان نہیں لگا سکتے کہ یہاں ہے۔

اللہ تعالیٰ جو اپنے بارہ فرماتا ہے اسے مان جاؤ جو اکثر متشابہات سے ہوتے ہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا وہ مان جاؤ معاملہ حل ہوجائے گا۔ اس سلسلہ میں دلائل بے بس ہیں ان سے مزید الجھن (Confusion) پیدا ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 99

سوال:۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عروج کے وقت سالک اپنے کو انبیا کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام میں پاتا ہے۔ اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے؟

جواب:۔ اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ سُکر کی حالت کی باتیں ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ جتنی بھی مثالوں سے اس مشکل کا حل تلاش کرو گے معاملہ مزید الجھ جائے گا۔ مثلاً خادم بادشاہ کو پانی پلا رہا ہے۔ وزیر دور بیٹھا ہے۔ خادم وزیر سے اعلیٰ تو نہیں ہوگیا حالانکہ خادم کو قربِ بادشاہ حاصل ہے۔ وزیر دور ہے۔ مانا کہ خادم نے تو دعویٰ نہیں کیا کہ میں وزیر سے افضل ہوں مگر اوپر والے سوال میں دعویٰ ہے کہ سالک انبیا کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام کو جا پہنچا۔ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ سُکر کی حالت کی باتیں ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد سوئم

دفتر سوئم .... حصہ اول

مکتوب نمبر 1

خط کی عبارت مشکل ہے۔فرمایا ہر شے کا کوئی بنانے والا ہوتا ہے وہ اللہ کی ذات ہے جو سب کا بنانے والا ہے۔

مکتوب نمبر 2

فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور درود وسلام اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کو سب سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں وہ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور سردار بھی۔ آپ کو چاہئے تین (3) چیزوں میں مشغول رہیں قرآن مجید کی تلاوت، لمبی قرأت نماز میں، کلمہ طیبہ کا تکرار۔ کلمہ کے لا سے اپنے نفس کی خواہشات کی نفی کریں۔ اپنی مراد کا طلب کرنا خدائی دعویٰ ہے۔ اپنے مالک کی مراد کے سوا کوئی مراد نہ رکھیں۔ یہ زمانہ فتنوں کا ہے اس میں اللہ تعالیٰ تھوڑی عبادت بھی قبول کر لیتا ہے۔ اس میں

ریاضت کریں۔ دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف رکھیں۔ ملاقات خواہ ہو خواہ نہ ہو۔ نصیحت یہی ہے کوئی مراد کوئی ہوس باقی نہ رہے۔ اپنے گھر والوں کو بھی یہ سمجھائیں۔ چھوٹوں پر شفقت کریں۔ لوگوں کے حق ادا کریں۔ ایمان کی سلامتی کے لئے دعا کریں۔ وقت کو بے فائدہ کاموں میں ضائع نہ کریں۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ کلمہ کے اثبات میں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی چیز نہ ہو۔ دنیاوی سامان (زر، زمین، مکان وغیرہ کا خیال نہ رکھیں) عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے۔ تیری توجہ اللہ تعالیٰ سے نہ ہٹے۔ یہ چیزیں چھوڑنی ہیں تو آج ہی چھوڑ دیں۔ اولیاء اللہ ان کو اپنی مرضی سے چھوڑتے ہیں۔ زندگی اللہ کی یاد میں گزاریں۔ آخرت کی طرف متوجہ رہیں۔ ہر حال شرک سے بچیں۔ شرک اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔

مکتوب نمبر 3

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس سے مراد ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ دوسرے مذہبوں والے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے وجوب و وجود کا تو اقرار کرتے ہیں مگر عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اس سے غافل ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کے مطابق مشرک وہ ہے جو غیر اللہ کی عبادت کرے۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے''۔
اللہ تعالیٰ کے لائق کون سی عبادت ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام نے بتائی ہیں اور کر کے دکھائی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا مقصود کوئی اور بنائے وہی اس کا خدا ہے۔

مکتوب نمبر 4

آیت پاک ہے۔ ''یقیناً وہ بزرگ قرآن ہے پوشیدہ کتاب میں۔
نہیں ہاتھ لگاتے مگر پاک لوگ''

اس سے لوگ مراد پانی سے پاک ہونا لیتے ہیں مگر اس کا مطلب ہے کہ قرآن کو صرف وہی مس کر سکتے ہیں جو تعلقات بشریہ کی آلودگی سے پاک ہو چکے ہیں دوسرے وہ لوگ مس کریں جو نفسانی ہوا اور ہوس سے پاک ہوں اور شرک جلی و خفی اور آفاقی و انفسی خداؤں سے پاک ہو چکے ہوں ماسوا اللہ تعالیٰ کے ہر چیز کی نفی کریں۔ اللہ کے سوا اس کی کوئی مراد نہ ہو۔ جب ایسا ہو جائے تو وہ شرک سے پاک ہے۔ چاہئے کہ ذکر الٰہی سے زیادہ تلاوت کی جائے۔ پہلے ابرار کی طرح تلاوت کرے پھر مقربین کی طرح کرے۔ مقربین کا ایک گھڑی کا فکر کرنا ایک سال یا 70 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (حدیث)

تفکریت یعنی تفکر کا مطلب ہے کہ باطل سے نکل کر حق میں مستغرق ہو جائے۔اس کی عبادت اور فکر افضل ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 5

اس خط میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے احوال اور اذواق بیان فرمائے ہیں کہ میں شروع میں اللہ تعالیٰ کے جلال اور غضب سے ایمان شہودی سے دور تھا۔خیالات کی پراگندگی سے آزاد نہ تھا۔ایمان بالغیب عطا نہ ہوا تھا۔حضور سے غیب غین سے علم۔شہود سے استدلال تک نہ پہنچ سکا تھا۔ رسوائی کے گرداب سے نہ گزر سکا تھا۔زندہ بدست مردہ نہ ہو سکا تھا۔ارادہ ترک نہ کیا تھا۔آفاق اور انفس کے تعلق کو توڑ نہ سکا تھا۔التجا اور انابت۔توبہ استغفار۔ذلت اور انکساری کی حقیقت نہ پا سکا تھا۔اللہ تعالیٰ کے استغنا کو سمجھ نہ سکا تھا۔اپنے کو بے اعتبار اور بے ہنر بے اقتدا بندہ نہ سمجھ سکا تھا۔ ناامیدی کے گڑھوں میں گرنے والا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے کمال فضل اور کرم سے میں سب بلاؤں سے بچ گیا۔ مجھے ہر حال میں شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔انبیاء کرام علیہم السلام کا تابع بنا دیا۔اولیاء اللہ کی تعظیم کرنے والا بنا دیا اور علماء وصلحاء سے محبت کرنے والا بنا دیا۔

مکتوب نمبر 6

محبوب (اللہ تعالیٰ) سے جو تکلیف پہنچے اس پر خوش ہونا طالب کی بلندی ہونا کامیابی ہے۔ جب لذت ہوتو اس سے جمالِ یار اور اپنی مراد بھی شامل ہوتی ہے جو کہ نقص ہے۔ درد اور جلال خالص محبوب کی مراد ہے جو کہ اعلیٰ ہے۔

مکتوب نمبر 7

فرمایا خلقت کی ایذا کو برداشت کرنا سیکھو۔ اقارب کی جفا پر بھی صبر کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ''آپ اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کریں اور ان کے لئے جلدی نہ کریں۔'' اس راہ میں یہی تو مزیدار چیز ہے جہاں جفا زیادہ ہو وہاں سے ہجرت کر سکتے ہیں۔ مگر ہمت والے وہاں صبر کرنا زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

مکتوب نمبر 8

فرمایا غیب شہود سے زیادہ کامل ہے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے غیب سے روئت (دیدار اللہ تعالیٰ) زیادہ افضل ہے۔ ان کے خاص خاص غلاموں کو بھی اس سے حصہ ملتا ہے۔ مگر یہ رویت نہیں شہود اور مشاہدہ بھی نہیں۔ اس مقام کو بھی غیب ہی کہنا چاہئے۔

مکتوب نمبر 9

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جو تمہیں رسول دے اسے قبول کرلو اور جس سے روکے اس سے باز آجاؤ اللہ سے ڈرو۔'' (سورۃ حشر)

فرمایا تقویٰ حاصل کرنے کے لئے ''تو باز آجاؤ'' پر توجہ زیادہ رکھنی چاہئے۔ اس میں نفس سے دشمنی پائی جاتی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے اپنے نفس سے دشمنی رکھ نفس میری دشمنی میں کھڑا ہے۔ باز آجانے میں پرہیزگاری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پرہیزگاری ہر حال میں بہتر ہے۔ نجات کے زیادہ قریب ہے۔

مکتوب نمبر 10

قرآن مجید میں ہے کہ ''جب آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں'' اللہ تعالیٰ کا قرب اچھی چیز ہے مگر اس مقام تک رسائی وہم سے باہر ہے۔ قرب سے زیادہ قریب ہونا اقربیت کہلاتا ہے۔ لیکن ہیں سب وہم وخیال سے باہر۔ قرب کی انتہا الحاد تک ہے اور اقربیت اتحاد سے آگے ہے۔ (اللہ تعالیٰ نصیب کرے)

مکتوب نمبر 11

آدمی ایک جامع نسخہ ہے جو کہ 10 اجزا سے بنا ہے۔ وہ ہیں

(1)آگ (2) پانی (3)مٹی (4) ہوا (5) نفس ناطقہ (6) قلب (7)روح (8) سر (9)خفی (10)اخفیٰ۔انسان میں دوسرے اجزا مثلاً قویٰ۔جوارح وہ انہیں 10 سے ہی ہیں۔اجزا ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔اس طرح عالم خلق اور عالم امر باہم ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ عالم امر کے اجزائے پنجگانہ میں سے ہر ایک کسی امر اور کمال سے مخصوص ہے۔ان اجزامیں سے نفس ناطقہ خود اپنی خواہشات کا طالب ہے۔کسی کے سامنے پہلی بارنہیں جھکتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سب کو توڑ کر جمع کر دیا اور ایک خاص مزاج عطا کیا ہے۔اس کو ایک صورت بخشی ہے تا کہ وہ متضاد اجزا کی حفاظت کرے اس مجموعہ کا نام انسان رکھا ہے۔اسے خلیفہ بننے کی قوت عطا فرمائی۔وہ کسی اور کو میسر نہیں۔

عالم کبیر اگرچہ بزرگ ہے لیکن وہ جامعیت سے خالی ہے نہ اس کی کوئی شکل ہے۔عالم کبیر میں بزرگ ترین جزو عرش مجید ہے۔اس کی تجلی سب سے بلند ہے۔وہ ظہور اسما وصفات وجوبی جل شانہ کا مستجمع ہے یعنی اکٹھا کرنا ہے۔اس کی تجلی دائمی ہے۔انسان کامل کا دل جو کہ عرش سے مناسبت رکھتا ہے اسے عرش اللہ کہتے ہیں۔اس تجلی عرشی سے وافر حصہ پاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے عرش کو تجلی کلی ہے اور انسان کو تجلی اس کی نسبت سے جزوی ہے۔ انسانی قلب کو جو خاص فضیلت ملتی ہے وہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا شعور ہے۔ پھر دل ایک ایسا مظہر ہے جو اپنے ظاہر میں گرفتاری رکھتا ہے۔ یہ رتبہ عرش کو حاصل نہیں۔ اسی وجہ سے دل ترقی کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں ہے۔ اگر کوئی اور انسان اس کامل انسان سے محبت کرے تو وہ اس کے ساتھ ہے۔ اسما اور صفات میں بھی محبتِ ذات جل شانہ میں بھی (حشر میں بھی اور جنت میں بھی)

مکتوب نمبر 12

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ زاری بہتر ہے کہ اس کا ذکر؟ ذکر ہر حال کرنا ہے۔ اس کے ساتھ جو چیز جمع ہو جائے وہ دولت ہے۔ اس کے ثمرات میں سے ہیں۔ وصول (قبولیت) کا دارومدار ذکر پہ رکھا ہے۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذکر نفی اثبات تلاوت قرآن پاک لمبے قیام والی نماز میں کون بہتر ہے؟

فرمایا نفی اثبات کا ذکر وضو کی طرح ہے۔ وضو ہے تو نماز ورنہ نہیں۔ معلوم ہوا نفی ذکر نفی اثبات کے بغیر نہ فرائض نہ واجبات نہ سنتیں اور دیگر نفلی عبادات کچھ بھی نہیں۔ جیسے غذا سے پہلے بیماری ٹھیک کرنی ہوتی ہے ورنہ غذا

کا کوئی فائدہ نہیں۔لہذا عبادت سے پہلے ذکر کریں۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ذکر میں لذت پیدا ہو اور کوئی چیزیں نظر آئیں یہ لہو ولعب میں داخل ہیں۔ ذکر سے جتنی مشقت ہو بہتر ہوتی ہے۔نماز کے علاوہ باقی وقت ذکر کریں۔

مکتوب نمبر 13

فرمایا ناامیدی کفر ہے۔امیدوار رہو اور دو امور میں پختہ ہو جاؤ پھر کوئی غم نہیں۔ ایک تو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے دوسری مرشد پاک سے محبت اور اعتقاد۔ ذکر نفی اثبات کریں تاکہ مقصود حاصل ہو۔ ذکر دل سے کریں یا زبان سے کریں سب ٹھیک ہیں۔ذکر جہر نہ کریں کیونکہ یہ منع ہے۔

مکتوب نمبر 14

اللہ تعالیٰ ہر لفظ وجوب و وجود وغیرہ سے پاک ہے۔آپ کس طرح اس کی طرف اشارہ کریں کہ وہ ایسا ہے وہی غیر اللہ ہے۔

مکتوب نمبر 15

فرمایا دوستوں نے میری رہائی کی بڑی کوششیں کی مگر سب بیکار ثابت ہوئیں اس سے دکھ تو ہوتا تھا وہ ہوا کچھ عرصہ میں یہ سختیاں راحت کا سامان بن گئیں۔ کیونکہ وہ سختیاں محبوب کی طرف سے تھیں۔ مجھے بلاؤں میں زیادہ مزہ آنے لگا کیونکہ یہ نفس کے خلاف بھی تھیں۔روح کو پسند آئیں

کیونکہ یہ محبوب کی طرف سے تھیں۔ بلاؤں کو دور کرنے کے لئے دعا ضرور کریں کیونکہ حکم الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ گریہ وزاری کو پسند فرماتا ہے۔ آخر میں جلال جمال میں بدل جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 16

فرمایا میں اپنے میں کچھ نہیں پاتا مگر جو اللہ تعالیٰ عطا کر دے وہی میرا سرمایہ ہے۔ ولائت کا علم ہونا ضروری نہیں بلکہ ولائت کا حال ہونا ضروری ہے۔ علم والا اور غیر علم والا مرتبہ میں دونوں برابر نہیں۔ احوال ظاہر ہوں یا نہ ہوں فکر مت کریں۔ اللہ کرے احوال نصیب ہوں۔ دوامی آگاہی سے مراد باطن کی آگاہی ہے نہ کہ ظاہر ہے۔

ع ہتھ کار وَل دل یار وَل

انسان اپنے نفس یا ذات سے غافل ہوتا ہے۔ غفلت علم حصولی میں واقع ہوتی ہے نہ کہ علم وصولی وحضوری میں۔ انسان ناداں علم حضوری سے دور ہے اللہ تعالیٰ علم حصول اور علم حضوری سے پاک اور وراء الوراء ہے۔ مبتدی کو ذکر قلبی محسوس نہیں ہوتا کیونکہ یہ بڑا لطیف ہے۔ ذکر قلبی و نورِ قلبی ذات حق تعالیٰ سے دور ہیں۔ اسی طرح منتہی کو بھی باوجود تعلق ذات کے بوجہ جہل علم قرب حاصل نہیں ہوتا۔ دونوں مبتدی اور منتہی کو اگر نور اور شرحِ صدر

معلوم ہوتو ذکر وفکر قبول ہے۔اگر وہ اپنے دل میں تنگی محسوس کریں تو وہ غفلت ہے گناہ نہیں۔یہی اس کی پہچان اور معیار ہے۔

مکتوب نمبر 17

فرمایا وجودِ انسان اور دنیا کی تمام نعمتیں حق تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں وہ بے شمار ہیں۔ان کا صحیح شکرادا نہیں ہوسکتا۔ہم اللہ تعالیٰ کی حمد صحیح طور پرادا کر بھی نہیں سکتے۔اللہ تعالیٰ کی حمد وہی بہتر ہے جوشریعت سے عطا ہوئیں۔از قسم عبادت۔عقائد۔کلمات۔ اگر کسی کا عقیدہ درست ہے خواہ اعمال میں نقص ہے وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔اگر کسی کے اعمال اچھے ہیں مگر عقائد شریعت کے خلاف ہیں وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔صحیح عقائد پہلے خطوط میں درج ہیں۔

مکتوب نمبر 18

آپ کے پاس جولوگ اللہ واسطے آتے ہیں ان کو آزردہ نہ کریں بلکہ خوشی کے ساتھ ان کے ظاہر و باطن کی خبر رکھیں۔ اصلاح فرمائیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اے داؤد! جب میرے طالب کو دیکھے تو اس کی خدمت کر۔

مکتوب نمبر 19

فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہر ہر کام حکمت اور بہتری سے خالی نہیں اس کی قضا پر راضی رہیں طاعت میں ثابت قدم رہیں اللہ کی نافرمانی سے بچیں۔

مکتوب نمبر 20

جو احوال اور مواجید آپ کو عطا ہوئے ہیں اس پر قناعت نہ کریں بلکہ اور آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ سے گریہ والتجا وانکساری کر کے ترقی کی دعا کریں اعمال درست ہونے کا ثبوت شریعت کی پیروی پر استقامت کے ساتھ ہے جو خیر تجھے پہنچے اسے اپنے مرشد کریم کی طرف جانے۔ ورنہ شیطان دل میں تکبر ڈال کر سب ضائع کر دے گا۔ خیالات کو پراگندہ نہ کرنا چاہئے۔

مکتوب نمبر 21

فرمایا ظل اگرچہ اپنے اصل کے ساتھ قائم ہے مگر اس کا وجود مرتبہ حس وخیال میں ہمیشہ قائم ہے۔ اور اس کی ظلیت کے احکام کے لئے دوام اور بقا ہے۔ جیسے ''تم ہمیشہ کے لئے پیدا کئے گئے ہو'' اور وجود کے ہر مرتبہ کا حکم جدا ہے اور جو خدا میں گم ہے وہ خدا نہیں۔

حدیث قدسی جو زاہد کرام کے فضائل میں وارد ہوئی ہے وہ یہ ہے

کہ (70000) ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے بخشے جائیں گے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ داغ نہیں لگواتے دم نہیں کراتے اور اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں۔''

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا علم اس کی ذات کو گھیرے ہوئے ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ ذات کی انتہا ہے؟

جواب: فرمایا علم دو قسم کے ہیں ایک حصولی اور ایک حضوری۔ علم حصولی ذات پاک کو نہیں گھیرے ہوئے کہ انتہا لازم آئے دوسرا علم حضوری جائز ہے اس میں بھی تناہی لازم نہیں۔

مکتوب نمبر 22

فرمایا کافر و مشرکین نجس العین نہیں ہیں۔ اگر نجس العین ہوتے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودی کے گھر کا کھانا کیوں کھاتے؟ مشرک کے برتن سے پانی لے کر وضو کیوں کرتے؟ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانی عورت کے برتن لے کر وضو کیا۔ کافر و مشرک کلمہ پڑھ کر مسلمان کیسے ہوتے اگر نجس العین ہوتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مشرک لوگ ظاہری ناپاکی سے پوری طرح پرہیز نہیں کرتے اس واسطے نجس ہیں۔ اگر یہ ٹھیک ہوتا تو جو مسلمان ظاہری ناپاکی سے پرہیز نہیں کرتے تو وہ بھی نجس ہوئے۔ مگر ایسا نہیں۔ مشرکین کی

نجاست حکمی ہے نہ کہ نجاست عین ہے۔اس لئے عام مسلمان سے کھانے پینے کا پرہیز نہ کریں۔آیت مبارکہ میں ہے ''اور اہل کتاب کا کھانا تم پر حلال ہے''(نجس العین کتا ہے،شراب ہے یہ کبھی بھی پاک نہیں ہو سکتے)

مکتوب نمبر 23

تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے کہ جس نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں اسلام کی رہنمائی دی اور ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے پیدا کیا۔ انبیا کرام علیہم السلام تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں ان کی بعث کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کی خبر دی ورنہ ناقص عقل ان کو نہ سمجھ سکتی۔ہمیں اچھے اور برے کاموں کا پتہ نہ چلتا۔ہمیں نہ پتہ چلتا کہ ہمارے لئے اس میں کیا فائدہ ہے اور اس میں نقصان ہے کہ نہیں۔اسی عقل پر بھروسہ کر کے کئی لوگ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے اور کئی فلاسفروں نے کئی نبیوں کا انکار کیا اور دوزخ میں جا گرے۔ انبیا کرام علیہم السلام کی تعلیمات سے ہمیں پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ کی شان کیسی ہے۔فرشتے کیسے ہیں۔حشر کا پتہ چلا، جنت دوزخ کا پتہ چلا، عذاب وثواب کا پتہ چلا۔عقل اپنے طور پر ان کا پتہ نہ چلا سکتی۔ اولیا اللہ کا پتہ نہ چلتا۔ ان کی تعظیم کا پتہ نہ چلتا۔ ولیوں کو جو الہام کشف کرامات ہوتی ہیں وہ بھی نبوت کی دین (عطا) ہے۔اللہ تعالیٰ کی عبادت و

ریاضت کا طریقہ انبیا کرام علیہم السلام سے ملا۔شیطان سے بچنا بھی ان کے بتانے کی وجہ سے ہے۔تمام چیزوں کے حادث (تباہ) ہونے کا پتہ ان سے چلا۔ بے وقوف فلاسفروں کی تعلیمات سے متاثر ہوکر نبوت کا انکار کر بیٹھے۔وہ خود بھی تباہ ہوئے دوسروں کا بیڑہ بھی غرق کیا۔فلاسفروں نے علم طب،علوم نجوم مسلمانوں سے سیکھے۔علم ہندسہ اور دیگر علوم جو ان کے پاس ہیں کیا وہ دوزخ سے بچا سکیں گے۔ ہرگز نہیں۔ان کے علم اور عقائد دین کے علم اور عقائد کا ضد ہیں۔ایک کا ماننا اور دوسرے کا انکار کرنا ہے۔

مکتوب نمبر 24

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف قرآن پاک میں،انجیل اور تورات میں آئی ہیں۔وہ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے ہر برائی سے پاک ہو چکے تھے۔ساری اُمتوں میں افضل بن گئے۔وہی خیرالامم ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمایا میرے بعد کوئی نبی آتا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے لیکن نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم ہوگیا ہے۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں قرآن میں آیا ہے وہ سب سے زیادہ متقی ہیں۔اور تقویٰ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں آدمی

کی عزت ہوتی ہے۔اگر کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرے اس سے بڑی بدبختی نہیں ہوسکتی۔سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔

مکتوب نمبر 25

سوال:۔ کیا ذکر کرنے۔ تلاوت کرنے اور نماز سے مراتب میں ترقی ہوتی ہے؟

جواب:۔فرمایا اگر شیخ کامل سے اجازت ہوتو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے ورنہ صرف ثواب۔طالب کی ترقی ذکر کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ بندہ کی خواہشات سے خلاصی ہوجاتی ہے۔نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے۔ جہاں پر ذکر ختم کرے لمبی تلاوت اور نمازیں ادا کرنے سے دیگر قرب حاصل ہوتے ہیں ہر کام کا ایک خاص موسم اور وقت ہوتا ہے۔ ہر موقع پر مرشد کریم کی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 26

فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ۔وہ اپنی ذات کے ساتھ زندہ ہے نہ کہ حیات کے ساتھ۔سمیع وبصیرو علیم وقدیر وغیرہ ہونا اللہ کی صفات ہیں۔ اگر صفاتِ الٰہی نہ ہوں تومخلوق اللہ تعالیٰ سے فائدہ نہ اٹھاسکے۔اللہ تعالیٰ نے مخلوق کواپنی صفات سے تخلیق

کیا نہ کہ ذات کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز سے مبرّ ااور منزّ ہ ہے۔ کمالات ذاتیہ کا ظہور صفات کے ذریعہ ہے۔ بندہ اگر چہ حق نہیں لیکن اللہ کے فضل سے حق سے جدا بھی نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے قرب حاصل کرتا ہے جس طرح محبت کے درجات ہیں اسی طرح معیت یعنی قربِ حق کے بھی درجات ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرب۔ معیت۔ سیر انفسی وسیر آفاقی سے بہت بلند ہے۔ ''یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔''

مکتوب نمبر 27

فرمایا بندہ کو چاہیئے کہ وہ اپنی مراد چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ کی مراد کو اپنی مراد بنائے۔ ایسا نہ ہو تو بندہ اللہ کا بندہ نہیں اپنا بندہ بن جائے۔ گرم، سرد، میٹھی، نمکین کھانا جائز ہیں۔ اس سے مراد اللہ کے حلال وحرام میں فرق ڈالنا ہے۔ اس کے حلال کئے ہوئے کو حلال جانے۔ حرام کو حرام جانے۔ فضول چیزوں سے بچے ورنہ وہ فیض نہ پاسکے گا۔

مکتوب نمبر 28

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ہدیہ ایک عزیز کی روح کو بخشا تو وہ بہت خوش نظر آئی۔ دوسرے دن ہدیہ دیتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی شریک کیا وہ روح ناخوش نظر آئی۔ اسی طرح درود شریف پڑھ کر حضورِ

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو ملا کر پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناخوش نظر نہ آئے۔ ہدیہ یا تحفہ پیش کیا جائے تو سارے مومنوں کو پہنچ جاتا ہے۔ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص کرم سے معلوم ہوا جب کوئی ہدیہ یا تحفہ ایک روح کو بخشی جاتی ہے تو خود وہ اسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی ہے وہ قبول بھی ہو جاتی ہے اور اس سے بہت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ لہذا جب بھی ہدیہ یا تحفہ پیش کرو تو علیحدہ علیحدہ کرو تاکہ وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہو کر بے شمار ثواب کا سبب بنے۔ لیکن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل کیا جائے بہت اچھا کام ہے۔ یہ صرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہے دوسروں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہدیہ و تحفہ پیش کیا جائے۔ درود شریف جور یا دکھاوے کی وجہ سے پڑھا جائے تو وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو پہنچ جاتا ہے لیکن بھیجنے والے کو کچھ ثواب حاصل نہیں ہوتا۔

مکتوب نمبر 29

فرمایا قرآن مجید کے حقائق جب بندہ سمجھنے سے قاصر ہے تو کیا کرے؟ فرمایا جو وسوسے ہوں انہیں دور کرے کہ قرآن ہر حال حق ہے۔

قرآن نہ سمجھنے میں ایمان زیادہ ہے سمجھنے کی نسبت سے۔ بس اعتراض نہ کرے۔ اپنی عقل کا قصور مانے ورنہ گمراہ ہو جائے گا۔

مکتوب نمبر 30

فرمایا جب سالک اپنے سلوک پر جس کا وہ ظل ہے عروج کرتا ہے تو وہ اعلیٰ عروج میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ہر عروج پر اوپر سے اوپر چلا جاتا ہے۔ وہ فنائے تام اور فنائے اکمل سے مشرف ہوتا ہے اس وقت اس کی عزت ایک دریا کی مانند باقی سب قطرہ کے برابر۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرما دے۔

مکتوب نمبر 31

فرمایا عالم تین ہیں (1) عالمِ ارواح۔ (2) عالمِ مثال۔ (3) عالمِ اجساد۔ عالم مثال، عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان ہے۔ جو کچھ ان میں ہوتا ہے وہ عالمِ مثال میں ظاہر ہوتا ہے۔ عالم مثال میں اپنی کوئی صورت نہیں۔ روح جسم میں آنے سے پہلے عالم ارواح میں تھی جو کہ عالم مثال کے اوپر ہے۔ روح پھر وہاں سے عالم اجساد میں اتر آتی ہے۔ روح جب جسم میں آتی ہے اور بندہ جو برائی یا بھلائی کرتا ہے وہ عالم مثال میں ظاہر ہوتی ہے۔ روح جسم سے نکل کر یا اوپر چلی جاتی ہے یا نیچے اسفل

میں گرادی جاتی ہے۔خواب میں تکلیف ہوتی ہے وہ عالم دنیا میں ہے نہ کہ عالم آخرت (قبر) میں۔ بہرحال ان کو چھوڑیں۔اہل سنت و جماعت کے عقائد پر قائم ہوجائیں۔نیک کام کریں۔اپنے خوابوں پر مغرور مت ہوں۔ خوابوں میں شیطان اُلٹے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ہوشیار رہیں۔

مکتوب نمبر 32

سالک اپنے خیالات۔توہمات۔ حاصلات وغیرہ کو منجانب اللہ تصور کر کے جانتا ہے کہ اسے وصل ہوگیا ہے۔ یہ سب غلط ہے۔ یہ وصل نہیں فصل (دوری ہے)۔گرو۔جوگی۔ یونانی انہیں کو دیکھ کر گمراہ ہوئے۔ یہ فنا جو سالک کو اشکال میں نصیب ہوتی ہے عین وبال ہے۔ یہ سب سُکر کی باتیں ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ بہتر فنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حق جانے، عقائد درست کرے، نیک اعمال کرے، دل کی صفائی چاہیئے۔

مکتوب نمبر 33

کسی نے سوال کئے کہ ان کا مطلب کیا ہے؟

1:۔ جب تک کافر نہ ہو مسلمان نہ ہو۔

2:۔ جب تک اپنے بھائی کا سر نہ کاٹے مسلمان نہ ہو۔

3:۔ جب تک اپنی ماں سے جفت نہ ہو مسلمان نہ ہو۔

جواب1:۔ فرمایا کفر سے مراد طریقت کا کفر ہے۔یعنی سُکر کی حالت کے کشف ماننا۔ان کا اعتبار کرنا بے کار کا اعتبار کرنا ہے۔

جواب 2:۔ بھائی کا سر کاٹنا یعنی ہمزاد شیطان کو مارنا وہ نفس کے ساتھ مل کر بندہ کو گمراہ کرتا ہے۔اسے مارنے سے مراد نفس کوٹھیک کرنا ہے۔خواہ بری خواہشات کو ہٹا کر، خواہ ریاضتوں سے، خواہ عبادتوں سے، خواہ بہتر صحبت سے۔صرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شیطان ان کی صحبت پاک کی وجہ سے مسلمان ہوا۔اور کسی کا نہیں ہوا۔

جواب 3:۔ ماں سے ہم جفتی۔سالک جب بے خودی میں انا الحق کہتا ہے اور عروج کے بعد مقامِ حقیقت پاتا ہے اسے ماں کہتے ہیں۔اس کیفیت سے بچ بچا کر یعنی صحیح کشف تک پہنچنا ہے۔

مکتوب نمبر 34

نصیحت اور ذکر الٰہی کی ترغیب کیا ہے؟ دنیا سے پرہیز کریں کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت کے عقائد کی طرح عقائد درست کریں۔ نیک اعمال بجا لائیں۔حلال وحرام کا خیال رکھیں۔نمازیں وقت پرادا کریں۔ پوری زکوٰۃ ادا کریں۔عورتوں کے زیور پر بھی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگا۔ برے کاموں سے بچیں۔سرور اور نغمہ سے رغبت نہ رکھیں۔غیبت نہ کریں۔جھوٹ نہ بولیں۔

بہتان نہ لگائیں۔ بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالیں۔ نوکروں پر رحم کریں۔ان کی خطائیں معاف فرمائیں۔

اس کے بعد جو وقت بچے ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہیں۔ ہر بُری چیز سے پرہیز کریں۔ سب سے اچھا کام پرہیزگاری ہے۔ اپنا محاسبہ خود کریں۔

مکتوب نمبر 35

نصیحت فرمائی جیسے اوپر مکتوب نمبر 34 میں آیا ہے اس کے علاوہ جوانی کو غنیمت جانیں۔

ے در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقتِ پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

یعنی جوانی میں توبہ کرنا انبیا کرام علیہم السلام کا کام ہے بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 36

فرمایا عذابِ قبر برحق ہے۔قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

مکتوب نمبر 37

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی آئے وہ جمیل ہے اچھا ہے۔ اگر

جلال سے آئے تو بہتر ہے۔اس سے بندہ جلد ٹھیک ہو جاتا ہے۔جمال سے آنا بندہ میں ذرا ڈھیل پیدا کر دیتا ہے۔وہاں سے جو بھی آئے وہ حق ہی ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر 38

یہ جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے 73 فرقے ہوں گے ان میں 72 جہنمی ہوں گے ایک جنتی ہوگا۔ 72 فرقے جہنم میں جائیں گے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے عقائد درست نہیں اور برے کام کرتے ہیں وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے وہ سزا پا کر آخر جنت میں چلے جائیں گے۔اس لئے ان فرقوں کو کافر نہیں کہنا چاہیئے۔اگر کسی میں 99 وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام پائی جائے اس پر کفر کا حکم نہ ہوگا۔

جو فقراء فنا اور بقا وغیرہ سے مشرف ہیں ان میں افضل وہ ہیں جو غریب ہوں بمقابلہ مال دار کے۔فقیر وہ ہے جو ہمیشہ احکامات شریعت بجالائے۔

مکتوب نمبر 39

صوفیا کے علم الیقین اور علما کے علم الیقین میں فرق کیا ہے؟

صوفیا کا علم الیقین کشف سے ہے مشاہدہ سے ہے۔ مفصل ہے۔

اور علما کرام کا علم الیقین استدلالی ہے۔ مجمل ہے۔

مکتوب نمبر 40

کسی طالب نے عرض کی کیا میں اپنے ساتھیوں سمیت حج پر چلا جاؤں؟ وہیں رہوں۔ وہیں مروں؟

فرمایا تمہارا اکیلا جانا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے رکھے۔ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر نہ جائیں۔

مکتوب نمبر 41

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح مکہ کے دن عورتوں کو بیعت کیا کہ وہ شرک نہیں کریں گی۔ نہ چوری نہ زنا۔ نہ اولاد کو قتل۔ نہ بہتان لگائیں گی۔ نہ خدا اور رسول کی نافرمانی کریں گی۔ عورتوں کو صرف زبان سے بیعت کیا ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ۲۴

عورتیں اور مرد بھی غیر مسلمانوں کے تہوار بڑی عقیدت سے مناتے ہیں یہ شرک ہے۔ حیوانات کو مشائخ کے نذر کرنا ان کی قبروں پر ذبح کرنا شرک ہے۔ روزہ کسی کے لئے نہ رکھو۔ روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ مرد اور عورتیں غیر محرموں کو نہ دیکھیں یہ نظر کا زنا ہے۔ زیور پہن کر عورتیں پاؤں زمین پر نہ ماریں کہ مردان کی طرف متوجہ ہوں۔ بناؤ سنگھار غیروں

کیلئے نہ کریں۔(فی زمانہ ان سب چیزوں کی نافرمانی سرِ عام ہورہی ہے)

مکتوب نمبر 42

ایک مرید کو مبارک دی کہ ان کے نور سے علاقہ میں اچھا اثر پیدا ہورہا ہے۔

مکتوب نمبر 43

فرمایا آج کل عجیب وغریب واقعات سامنے آرہے ہیں۔انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت۔عقل کے عدم استقلال ۔آخرت پر ایمان۔ وہاں ثواب و عذاب ۔حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا۔ ہر صدی بعد مجددوں کا آنا۔خلفا راشدین رضی اللہ عنہم کی اقتدا اور تراویح کے سنت ہونے۔ جنوں کے احوال۔ اخطاب و اوتاد وابدال کے احوال وغیرہ۔ اگران کی تفصیل لکھی جائے تو بہت طویل ہوجائے۔

مکتوب نمبر 44

فرمایا اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں ناممکن ہے مگر آخرت میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ دنیا اور حشر کو آپس میں نہ ملائیں یہ دو علیحدہ وطن ہیں۔ان کے قانون علیحدہ علیحدہ ہیں۔

مکتوب نمبر 45

فرمایا دل خواہ مومن کا ہو یا کافر کا اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتا ہے اسے تنگ نہیں کرنا چاہئے۔ دل اللہ تعالیٰ کا ہمسایہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی طرف داری کرتا ہے۔ معلوم رہے کفر کے بعد دل کو ایذا دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح سارے بندے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ ان کو بھی تنگ نہیں کرنا چاہئے۔ ان کے حقوق نہیں مارنے چاہئیں۔ انسان تمام مخلوق کا جامع ہے۔ اس لئے افضل ہے۔ انسان کا دل عالم خلق اور عالم امر کا جامع ہے۔ اس لئے انسان کی عزت کرنی چاہئے۔ انسان کا دل یعنی قلب مختلف ترقیاں کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کا دروازہ بن جاتا ہے۔ وہ جامع بسیط ہے اس میں نورِ خدا جلوہ گر ہوتا ہے۔

؎ ڈھادے مسجد ڈھادے مندر ڈھادے جو کچھ ڈھیندا
اک نہ ڈھائیں دل بندیاں دا رب دلاں وچ رہندا

(میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ)

مکتوب نمبر 46

معلوم رہے کائنات میں نقطہ ہے جو اسی عالم ظلی کا مرکز ہے۔ یہ نقطہ تمام عالم کا اجمال ہے۔ تمام آفاق اسی سے روشن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے جو فیض کسی کو پہنچتے ہیں یہی نقطہ اس کا وسیلہ ہے۔ جو سالک اس نقطہ سے فیض پاتا ہے تو اس کی توجہ دنیا میں مخلوق کی اصلاح کی طرف ہو جاتی ہے۔ موت کے بعد معاملہ اُلٹ ہو جاتا ہے۔ توجہ مخلوق سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اس سے ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے۔ دونوں میں تعلق بے پردہ ہو جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 47

(یہ خط بادشاہِ وقت کو لکھا) فرمایا فتح کے لئے دو چیزیں درکار ہیں۔ ایک فوج دوسرا فقراء کی دعائیں۔ فوج اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو نہیں بدل سکتی مگر فقراء کی دعا تقدیر الٰہی کو بدل سکتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے ''تقدیر کو دعا کے بغیر کوئی چیز نہیں روک سکتی'' فوج جسم کی طرح ہے اور فقراء کی دعا روح کی طرح ہے۔ روح کے بغیر جسم بے کار ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ سے پہلے فقیر مہاجرین کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے۔ فقر دونوں جہانوں کی کامیابی کا سبب ہے۔ فقیر (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) ہر حال آپ کی فتح کے لئے دعا گو ہے۔ ہوتا تو وہی ہے جو خدا کرے۔

مکتوب نمبر 48

فرمایا علم حضوری سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا تعلق اصل سے ہے نہ کہ ظلال سے۔ علم حضوری وہ علم ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ خود بندے کے دل میں ڈالے۔ علم حصولی پڑھنے لکھنے سے علم کا آنا۔ علم حصول سے چیز کی حقیقت کا نہیں بلکہ اس کی صورت کا علم ہوتا ہے۔ علم حصول کو جو عین کا علم سمجھ لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ حقیقت شے اور صورت شے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ علم حضوری ہی اصل علم ہے۔ جو ذات کا علم رکھتا ہے علم حصولی کو ذات کا علم نصیب نہیں۔ نہ صفات کی طرف راہ دکھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ''میں زمین و آسمان میں کہیں نہیں سما سکتا مگر مومن کے دل میں'' یہ تب ممکن ہے جب سالک فنا اور بقا کے بعد علم حضوری رکھتا ہے نہ کہ علم حصولی۔

مکتوب نمبر 49

فرمایا اللہ تعالیٰ اور مخلوق میں دوئی ہے۔ عام لوگوں کا اس بارہ اور علم ہے اور اہل طریقت کا اور ہے۔ اہل طریقت میں سُکر کی حالت میں اور علم ہوتا ہے صحو کی حالت میں اور۔ اللہ تعالیٰ کا علم جتنا علم زیادہ اتنی پرہیزگاری زیادہ۔ تقویٰ زیادہ۔ عالم لوگ بے دھڑک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے

پھرتے ہیں اور اہل طریقت نیکیاں کر کے بھی معافی مانگتے کہ نیکی کا حق ادا نہیں ہوگا۔ اسے انہیں (نیکیوں کو) ناکارہ سمجھتے ہیں۔

مکتوب نمبر 50

اس کا خلاصہ مکتوب نمبر 35 میں آ چکا۔

مکتوب نمبر 51

سوال:۔ دل کی تصدیق اور دل کے یقین میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ دل کے یقین سے سالک کا سینہ کھول دیا جاتا ہے۔ دوسرا تصدیق کوشش سے یہ چیز حاصل کرنا ہے۔

پہلا طریقہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے جیسے ان کو ہر چیز عطا کر دی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔ اور دوسرے امتیوں کی طرح وہ نیکی کرنے میں سبقت لیتے ہیں۔ کچھ حاصل ہو گیا کچھ رہ گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''سو جس آدمی کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں چھوڑنا چاہے اس کے سینہ کو نہایت تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان میں چڑھتا ہے۔ اس طرح اللہ ان پر پراگندگی ڈال دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔''

مکتوب نمبر 52

سوال:۔قلب اور نفس کی فنا کیا ہے؟علم حصولی اور علم حضوری میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو بھول جانے کا نام فنا ہے ماسوا دو قسم کا ہے۔ایک آفاقی اور انفسی۔آفاق میں فنا علم حصول میں سے حاصل ہوتی ہے۔ جو کہ بُعد اور دوری میں رہ جاتا ہے۔نافرمانی سرزد ہوسکتی ہے۔ اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہوتا۔شہوت سوار رہتی ہے۔ ریاکاری عام ہوتی ہے۔ انبیا کرام علیہم السلام کی تبلیغ کو کم ہی مانتا ہے۔فنا نفس علم حضوری سے ہوتی ہے جو کہ حقیقت تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ کامل اولیا اور انبیا کرام علیہم السلام کا حصہ ہے۔علم حضوری ضائع نہیں ہوتا۔سالک اللہ تعالیٰ سے راضی ہوجاتا ہے۔ نافرمانی نہیں کرتا۔اطمینانِ قلب حاصل ہوجاتا ہے۔

مکتوب نمبر 53

سوال:۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات یعنی وجودی اور شہودی کیا ہیں؟

جواب:۔ انسان پہلے کچھ نہ تھا نہ عین نہ اثر نہ شہود نہ وجود۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی زندگی سے زندہ کیا اپنی صفت بقا سے باقی کیا، اپنے

اخلاق سے اخلاق عطا فرمائے، بلکہ اپنے فضل سے اسے عین فنا اور بقا عطا فرمائے اپنی ذات کے مقابلہ میں فانی کیا تو انسان کو یہ مراتب فنا اور بقا حاصل ہوئے۔ یہ ایسے نہیں جیسے کوئی نمک میں گر جائے تو وہ نمک بن جاتا ہے لیکن بندہ جب فنا ہو جاتا ہے تو اللہ کی ذات میں فنا نہیں ہوتا۔ وہاں نہ حلول ہے نہ اتحاد۔ وہ بندہ برے اعمال سے اچھے اعمال سے مزین ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔ باقی رہنے والا ہے۔ بندہ پہلے کچھ نہ تھا بعد میں بھی فانی ہے۔ جو صفات اسے اللہ تعالیٰ سے ملی ہیں وہ عارضی ہیں۔ کچھ بے سمجھ لوگ ظل کو اصل سمجھ لیتے ہیں۔ غیر مستقل کو مستقل سمجھ لیتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ فنا اور بقا سمجھ سے بالاتر ہیں۔ فنا کے وقت بندہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ بقا کے وقت اسے دوبارہ سمجھ آجاتی ہے۔ یہ سب شیطانی شرارتیں ہیں۔ فنا اور بقا سے انسان کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے وہ فرشتوں سے افضل ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جو بندے میں نقص ہیں وہ اس کے اپنے نفس کی وجہ سے ہیں۔

مکتوب نمبر 54

نصیحت فرمائی کہ دنیا کی نعمتیں اور لذتیں اس وقت کارآمد ہیں جب انہیں احکامِ شریعت کے مطابق استعمال میں لایا جائے اور انہیں آخرت کا

خزانہ بنایا جائے۔ اگر اس طرح نہ کیا جائے تو وہ زہر قاتل ہیں۔ انہیں صرف شریعت ہی ٹھیک کرسکتی ہے اور عاقبت کی راحت کا سبب بن سکتی ہیں۔

مکتوب نمبر 55

ایک طالب کو نصیحت فرمائی آپ کا دولت مندوں کی طرف رجحان ہوگیا ہے۔ صد افسوس آپ کتنے بھی امیر ہوجائیں آخرت میں حسرت اور ندامت آپ کے حصہ میں آئے گی۔ اگر دولت رکھنی بھی ہے تو ذکر الٰہی اور پیروی شریعت کریں۔ کچھ نہ کچھ بچت ہوجائے گی ورنہ تباہی ہی آپ کا مقدر ہوگی۔

مکتوب نمبر 56

نصیحت فرمائی طریقت میں خواہ سُکر ہو یا صحو نعمتیں ہیں۔ آبِ حیات انہیں میں چھپا ہوا ہے۔ گوشہ نشینی میں سلامتی ہے لیکن بندوں میں رہ کر اللہ سے تعلق رکھنا بہت فضیلت والا کام ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ کام رہا ہے۔ جہاد ضرور کریں لیکن اس کے لوازمات ضرور بجالائیں۔ مرشد کریم سے ملنا چاہیئے۔

مکتوب نمبر 57

فرمایا اللہ تعالیٰ خود موجود ہے۔ خود بخود قائم ہے۔ وہ ازلی ہے۔ عدم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ وجود اور وجوب اس کے ادنیٰ غلام ہیں۔ باقی ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے عدم سے وجود میں لائی اور وہ آخر میں فنا ہو جائے گی۔ بقا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے۔ یہ جو کہتے ہیں ان چیزوں کو فنا نہیں ہے مثلاً عرش، کرسی، لوح، قلم، بہشت، دوزخ اور روح۔ ان میں باقی رہنے کی طاقت اپنے طور پر نہیں اللہ کی عطا کی ہوئی ہے۔ وہ جسے چاہے باقی رکھے۔ جسے چاہے فنا کرے۔ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

مکتوب نمبر 58

فرمایا صرف اللہ تعالیٰ تھا باقی کوئی چیز نہ تھی۔ پھر اس نے چاہا میں پہچانا جاؤں اس نے چیزیں بنا دیں۔ اپنے ہر اسم سے ایک ایک چیز بنائی وہ چیز اس قابل نہ تھی کہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے وجود میں آئی۔ ان چیزوں میں حس و وہم عطا فرمایا۔ ان کی وجہ سے انسان کو سب کا جامع بنایا۔ اس کی صفات عارضی ہیں۔ عطائی ہیں۔ ذاتی نہیں۔ ابن عربی کا نظریہ ہر چیز اللہ ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ذات و صفات حق سے مخلوق کا کوئی تعلق نہیں اگر ہے تو صرف یہ ہے کہ وہ خالق ہے اور یہ مخلوق ہے۔

مکتوب نمبر 59

سوال:۔ دنیا کے حوادث آنے پر کیا کیا جائے؟

جواب: حدیث قدسی ہے

’’جو میری تقدیر پر راضی نہ ہو اور میری مصیبت پر صبر نہ کرے وہ میرے سوا اور رب بنائے اور میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے۔‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ جو روزمرہ کے حوادث پیش آتے ہیں وہ اللہ کی مرضی سے آتے ہیں۔ تو چاہئے کہ اپنے ارادہ کو ارادہ حق کے تابع کر کے ان کو برداشت کرے۔ ان حوادث سے مزہ حاصل کرے۔ ان پر راضی رہے۔

مکتوب نمبر 60

یہ مکتوب نمبر 58 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 61

نصیحت فرمائی کہ اگر کوئی حسین چیز نظر آئے جیسے (خوبصورت لڑکا عورت وغیرہ) پہلی نظر تو معاف ہے۔ دوسری وبال ہے۔ اور پھر زیادہ وہ حرام ہے۔ گناہ ہے۔ حرام شے سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان در نقصان ہے۔

مکتوب نمبر 62

فرمایا انسان نفس ناطقہ ہے اس کی اصل حقیقت عدم ہے۔ وہ اپنی صفات کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ اپنے عدم کو بھول جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا فضل اس پر ہوتا ہے تو پھر اپنے کو لاشے سمجھنے لگتا ہے۔ وہ صفات جو اپنی سمجھتا تھا وہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا تھی اس وقت نہ اس کا نام رہتا ہے نہ نشان۔ نہ عین نہ اثر۔ یہ فنا کمال فنا ہے۔

مکتوب نمبر 63

فرمایا سالک کو جو قرب ، وصل اتحاد وغیرہ محسوس ہوتے ہیں وہ متشابہات سے ہیں ان کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ جانے یا اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ یہ ایسے ہیں جیسے آئینہ میں شکل۔ حالانکہ وہاں کوئی شکل نہیں ہوتی۔ اس پر زیادہ اعتبار نہ کریں۔

مکتوب نمبر 64

فرمایا پوری فنا اس وقت محقق ہوتی ہے جب فانی کی ذات صفات کا زوال حاصل ہو جائے۔ اور کوئی نام ونشان باقی نہ رہے۔

جو کچھ سالک دیکھتا ہے وہ ظل، عکس ہے۔ اسما وصفات حق تعالیٰ کا اس کا ذات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ عدم محض ہے۔ وہ ظل سے وراء الورا

ہے۔عدم سارا شر سے بھرا پڑا ہے۔جیسے آئینہ میں شکل آنا۔حالانکہ اس میں بندہ داخل نہیں ہوتا۔محض عکس ہے اور بس۔

مکتوب نمبر 65

فرمایا پوری معرفت والے عارف کامل کو جب صفات کامل عطا ہوتی ہیں تو ساری کی ساری صفات عطا ہوجاتی ہیں۔مثلاً سمع، بصر و علم وغیرہ۔اسی وجہ سے مومن جنت میں اللہ تعالیٰ کو بے جہت دیکھیں گے کیونکہ وہ ہمہ تن بصر ہوگا۔علما کرام فرماتے ہیں جو عام مومنوں کو آخرت میں میسر ہوگا اور اولیاء اللہ کو وہ دنیا میں میسر ہوجاتا ہے۔(اس کا پہلے رد آچکا۔ایسے اولیاء اللہ صرف اسماء وصفات کی ایک تجلی ہی دیکھتے ہیں)

مکتوب نمبر 66

سوال:۔غیر محرم عورتوں کو خوبصورت لڑکوں کا دیکھنا کیسا ہے؟

جواب:۔پہلی نظر معاف۔دوسری وبال۔اور اس سے زیادہ گناہ ہی گناہ۔لوگ اسے رب تعالیٰ کا دیدار سمجھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔رب تعالیٰ کا دیدار صرف آخرت کے دن ہوگا۔اس سے پہلے نہیں۔اگر دنیا میں جنت کی حور کا ایک بال زمین پر آگرے تو رات رات نہ رہے اندھیرے مٹ جائیں۔طور پر ایک تجلی گری طور جل گیا۔اور موسیٰ علیہ السلام بے

ہوش ہو گئے۔اس سے معلوم ہوا غیر محرم عورتیں اور خوبصورت لڑکے شیطان کا پھندا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ظل یعنی عکس نہیں۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں جلا۔ نہ اندھیرے چھٹ گئے ہیں۔لوگ خواہ مخواہ انہیں دیکھ دیکھ کر دیدارِ رب تعالیٰ سمجھ کر خوش ہو رہے ہیں اور گناہ کما رہے ہیں۔ یہ مجاز (عورتیں وغیرہ) حقیقت اللہ تعالیٰ کا بے پردہ دیکھنا نہیں یعنی دنیا میں۔

مکتوب نمبر 67

سوال:۔ یہ لمبی چوڑی کائنات و دنیا وغیرہ جو ہم دیکھتے ہیں کیا رب تعالیٰ کا وجود ہیں؟ جیسے ابن عربی نے سمجھا۔

جواب:۔ بالکل نہیں۔ابن عربی نے خواہ مخواہ اسے رب تعالیٰ قرار دیا۔(یہ وحدت وجودی ہے) میں یعنی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شروع میں انہیں کا ہم خیال تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس خیال سے چھٹکارا حاصل ہوا۔ یہ اسماء اور صفات کا ظل ہے اللہ تعالیٰ نہیں۔ کائنات ساری کی ساری ممکن یعنی قدرت کی بنائی ہوئی ہے۔خود ذات پاک نہیں وہ اس سے وراء الورا ہے۔

مکتوب نمبر 68

سوال:۔ عالم وہم ہے کہ وجود ہے؟

جواب:۔ عالم جسے ہم موہوم (وہم) کہتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے اپنے آپ کو دیکھو کہ تم وہم ہو کہ اختراع ہو یقیناً اختراع۔ ہم بننے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھے اس نے کہا کُن (ہوجاؤ) توفیکون سے ہم ہو گئے۔ بن گئے۔ دکھاوے کی جگہ ہمیں ثبوت ملا۔ غلط کی جگہ صحت میں لایا۔ جھوٹ سے سچ بنا دیا اور امر واقعی کر دیا۔ ہمیں وہ بنا دیا جن کے بارہ میں آیا۔

''یہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں میں تبدیل کر دیا''

ممکن (مخلوق) کو اللہ تعالیٰ سے کوئی نسبت نہیں۔ کوئی مقابلہ نہیں۔ نہ جہت میں نہ حد میں۔ نہ انتہا میں۔

''اللہ تعالیٰ کے لئے بلند مثال ہے''

کوتاہ نظر لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے نسبت۔ جہت۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوجانا سمجھا ہے یہ سب محال ہے۔ ہاں آخرت میں دیدار اللہ تعالیٰ کا ہوسکتا ہے۔ جب بندہ سراپا آنکھ بن جائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزین ہوجائے گا۔ طالب کو چاہئے قرآن وحدیث سے اللہ تعالیٰ کی شانیں اور مخلوق کی اوقات کا مطالعہ کریں اور سمجھیں۔

مکتوب نمبر 69

بڑی سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ شریعت کی پیروی کریں۔ سلسلہ نقشبندیہ اختیار کریں۔ ان کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ صحبت پیر سے سب حاصل ہونا ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا۔ کوئی اور بندہ خواہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کیوں نہ ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گردِ راہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ وہ صحبت یافتہ ہیں۔

مکتوب نمبر 70

سوال :۔ سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟

جواب :۔ وہ ہے صحبت اولیاء اللہ۔ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جو دعا کرو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ کیا مانگا جائے؟ فیصلہ یہی ہوا اولیاء اللہ کی صحبت۔

مکتوب نمبر 71

فرمایا ''اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب ہے''

یہ متشابہات سے ہے۔ اس کا مطلب اللہ ہی جانے یا اس کے بتانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں یا علما راسخین۔ اس سے وحدت وجودی ثابت نہیں۔ مخلوق ظل ہے۔ عکس ہے۔ ذات سے بہت دور۔ وہ ذات حق

تعالیٰ وراء الورا ہے۔ظل یا عکس اللہ تعالیٰ کے کسی اسم یا صفات کا کروڑواں حصہ کی ایک جھلک ہوتی ہے اور ذات حق تعالیٰ کی نہیں۔ ذات حق تعالیٰ کی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے دور ہے۔ 50 ہزار سال کی مسافت سے دور ہے۔مخلوق اللہ تعالیٰ کی معرفت کی وجہ سے قریب ہے نہ کہ مسافت سے۔

مکتوب نمبر 72

فرمایا شریعت کی اتباع کو قید کہا گیا ہے محبت سے اللہ تعالیٰ کی گرفتاری ہے۔ وہ بھی نعمت ہے یہ بھی نعمت ہے۔ وہ جو مصیبت اور بلا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے نعمتیں ہیں۔خوشی سے قبول کرنا چاہئے۔ ہاں ہم اللہ سے دور ہیں لیکن بندہ خیال رکھے وہ قریب ہے۔ دیکھ رہا ہے۔

جب قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھنا جائز تو نعت خوانی بھی جائز ہے۔ ہاں تالی بجانا اور ساز وغیرہ سے پڑھنا ناجائز ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

مکتوب نمبر 73

فرمایا ابن عربی نے جتنے علوم ظاہر کئے ہیں وہ حقیقت سے بہت دور۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ جب ان علوم سے گزر کر اوپر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابن

عربی حقیقت سے کتنا دور ہے۔ جب علم ہی نہیں رکھتے ذات حق تعالیٰ کو کیا جانیں۔ وہ ذات پاک وراء الوراء ہے۔ اس مقام پر خاص اولیاء اللہ بھی نہیں پہنچ سکتے۔

مکتوب نمبر 74

فرمایا دیدارِ حق تعالیٰ دنیا میں جائز ہے۔ مگر غیر واقع ہے۔ (مثال میں نہ کہ حالت اصل) آخرت میں جائز ہے۔ ابن عربی اس بارہ جو سمجھا وہ غلط ہے۔

فرمایا مقام فنا فی الافعال یہ ہے کہ اپنے افعال حق کی طرف سے جانے۔ اور جانے وہ ترے افعال وحرکات دیکھ رہا ہے۔ اپنے کو کچھ نہ سمجھو۔ جو ہے عطا حق تعالیٰ ہے۔ انا الحق وغیرہ جو نعرے تھے وہ سُکر کی حالت میں تھے ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ بعض نے تجلی صفات کو تجلی ذات جانا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ذات وراء الوراء ہے۔ اس دنیا میں سوائے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی نے دیدارِ حق نہیں کیا۔ سب اسماء صفات کی تجلی کو ہی دیدارِ حق سمجھ رہے ہیں۔ صرف مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اجاگر کیا۔ ان سے ہزار سال پہلے لوگ کچھ اور ہی مان رہے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد سوئم

دفتر سوئم............. حصہ دوم

مکتوب نمبر 76

خط کی عبارت مشکل ہے۔ پیچیدہ بھی ہے۔ ایک چیز واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حدیث کی رو سے۔

''اللہ تعالیٰ کے نور وظلمات میں ستر ہزار پردے ہیں اگر وہ دور ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ کے انوار ہر مخلوق کو جلا کے رکھ دے جہاں تک ان کی نظر جائے۔''

اللہ تعالیٰ تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اور غور فرمائیں جب درمیان میں پردے ہیں تو کیا دیکھے گا پردوں کے بیان کا کیا فائدہ؟ یہ علم۔ وہ جلوہ۔ یہ ظل وہ عکس۔ سب ادھر کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے یقین کے لئے یہی کافی ہے۔ راستے کی باتیں کرنے کا کیا فائدہ؟

مکتوب نمبر 77

فرمایا فقیر (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) کو حقیقت کعبہ ربانی سے آگاہی ہوئی۔ اس کا بڑا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ جس کو حقیقت قرآن مجید بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہ سارے آفاق کا قبلہ ہے اور سب کا مسجود ہے۔ امام قرآن شریف ہے۔ اور ماموم پیش قدم کعبہ معظّمہ ہے۔ یہ مرتبہ مقدسہ حضرت ذات تعالیٰ کی بے چوں وسعت کا پتہ دیتا ہے۔ یہ درجہ طول وعرض کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ وہ مرتبہ ہے جس تک پہنچا نہ جاسکے۔ نہ ہی جانا جاسکے۔ اس کی معرفت نہیں آسکتی۔ بس عجزِ معرفت ہی اس کے لائق ہے۔ معرفت نہ ہونا کمال نقصان ہے۔ لیکن عجز معرفت مدح (تعریف) ہے۔ ابن عربی نے یہاں بھی غلطی کی کہ عدم معرفت کو عجز معرفت کے برابر سمجھ بیٹھا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کی عظمت کو اپنی ولائت سے جانا۔ نہ کہ نبوت سے جانا۔ یہ باتیں ابن عربی کی سُکر کی حالت کی ہیں اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ نبوت ہر حال ولائت سے افضل ہے۔

جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب! ذرا ٹھہریئے تیرا رب نماز (صلوٰۃ) پڑھ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ خود ہی عابد ہے اور خود ہی معبود ہے۔ اس سے بھی کعبہ

کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ نماز ساری عبادت کا جامع ہے۔ (پہلے خطوط میں آچکا کہ کعبہ معظّمہ سے وہ مٹی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن اقدس سے لگی ہوئی ہے وہ کائنات میں ہر شے سے افضل ہے)

مکتوب نمبر 78

(یہ خط اپنے بیٹے کے نام ہے) فرمایا آپ کا لشکر میں جانا اچھا ہے۔ بجائے کسی اور جگہ جانا۔ وہ تکلیف (قید) جو تجھے بادشاہ کی طرف سے ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہوں (اور خوشی سے برداشت کرتا ہوں) اس وقت آپ (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ قید میں تھے۔)

مکتوب نمبر 79

فرمایا جب عارف صفات اللہ تعالیٰ سے ذرا آگے جاتا ہے تو وہ حقیقت صلواۃ معلوم کرلیتا ہے۔ اس وقت ساری توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہوجاتی ہے۔ سب بے چوں معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہاں تک تو کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔ عارف جو دیکھتا ہے وہ اپنے میں دیکھتا ہے وہاں تمام علوم۔ تعبیریں تفسیریں بے کار ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کیفیت معلوم نہیں ہوسکتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص کرم و فضل سے اس فقیر (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنی معرفت عطا فرمائی۔ جو کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ ابن عربی نے کئی

باتیں کی ہیں لیکن زیادہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں۔ ان پر توجہ نہیں دینی چاہئے۔ (ان میں خطا زیادہ ہے صواب کم ہے)

مکتوب نمبر 80

فرمایا ظل (عکس وغیرہ) اصل (یعنی اللہ تعالیٰ) کا پتہ نہیں دیتا بلکہ اس کے اسماء وصفات کی تجلیات سے آگاہ کرتا ہے۔ (کسی کو کم کسی کو زیادہ) ذاتِ حق تعالیٰ جو کہ بے کیف ہے بے مثل ہے بے جہت ہے وہاں رسائی ناممکن ہے۔ ابن عربی نے جو اس سلسلہ میں کہا وہ اکثر غلط کہا۔ حالت سکر میں کہا۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو اپنا خلیفہ بنایا یا اپنی صورت پر پیدا کیا اس سے مراد یہ نہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ بن گیا۔ صرف اس کی طاقت اور اذن سے خدائی کام سرانجام دینے کے قابل ہوا۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا نمونہ نہیں کیونکہ وہاں تو کوئی شکل ہے ہی نہیں مدتوں بعد کوئی ہستی پیدا ہوتی ہے۔ جو اس فرق کو سمجھتی ہے اور سمجھاتی ہے۔

مکتوب نمبر 81

ایک صاحب کو سورج کی روشنی خواب میں نظر آئی وہ دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔ فرمایا تو لطیفہ قلب سے لطیفہ روح کی طرف ترقی کر گیا ہے۔ دعا فرمائی اللہ تعالیٰ اس سے اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔

مکتوب نمبر 82

فرمایا اجمیر کے سفر میں تکلیف بہت اٹھائی لیکن کئی معرفتیں عطا ہوئیں۔ وہ کون سمجھے کیا لکھوں؟

مکتوب نمبر 83

یہ خط مکتوب نمبر 78 کی طرح کا ہے۔

مکتوب نمبر 84

نصیحت فرمائی عقائد درست کریں۔ ذکر حق کریں۔ خواہ باوضو یا بے وضو۔ کھڑے لیٹے چلتے ہر حال کریں۔ ذکر کے وقت توجہ مذکور کی طرف رکھیں۔ نمازیں ادا کریں۔ قرآن کی تلاوت کریں۔

مکتوب نمبر 85

نصیحت فرمائی عمر رضائے حق میں صرف کریں۔ عزیز و اقارب کو وعظ و نصیحت کرتے رہیں۔ تمام کو نماز روزہ کی، احکام شرعیہ کی تاکید کریں۔ جو خط تمہیں لکھے گئے ہیں اس کو یاد رکھیں۔ بار بار پڑھیں۔

مکتوب نمبر 86

نصیحت فرمائی فضول و مباحات میں مشغول کم ہوں ورنہ کرامت

اور کشف کم ہوگا۔ کرامت ظاہر نہ کریں۔ کرامتیں زیادہ ہونا ولائت کی عظمت نہیں۔ (انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے معجزہ ظاہر کرنا ضروری تھا) وہ مقربِ خدا تعالیٰ تھے۔ ان میں ریاکاری نہ تھی۔ وہ مراد اللہ تعالیٰ تھے۔ وہ اس کے شکر میں زیادہ سے زیادہ عبادات وریاضات کرتے تھے۔

مریدوں کو بھی عبادات وریاضات کرنی چاہئیں شکرانے میں کہ ان کو دین میں لیا اور فہم عطا فرمائی۔

مکتوب نمبر 87

فرمایا (حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) نے میں مراد بھی ہوں اور مرید بھی۔ میرے تک سلسلہ نقشبندیہ کے 21 واسطے ہیں۔ قادریہ میں 25، چشتیہ میں 27۔ ان سب سے مجھے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعمتیں زیادہ عطا فرمائی ہیں۔ بطور طفیلی، اتباع رسول کی وجہ سے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی ہمسری نہیں جو کہ کفر ہے۔ فرمایا میرے ظاہر میں پیر خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ دراصل رہنمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے فرمائی ہے۔

مکتوب نمبر 88

فرمایا جب اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے تو ولائت ابراہیمی علیہ السلام سے سرفراز فرماتا ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے۔ برے کاموں سے

دور ہو جاتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرنے لگ جاتا ہے۔ جیسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین کی اتباع کریں لیکن ولائت ابراہمی سے آگے ترقی نہیں۔ وہ صرف ولائت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو کہ حبیبِ خدا تعالیٰ ہیں۔ یہ ولائت سب ولائتوں کی جامع ہے۔ تجلی ذات تعالیٰ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو تجلی صفات ہے۔

بشریت گناہ سے خالی نہیں۔ توبہ استغفار کرتے رہیں۔ توبہ کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہیں۔ رحمت زیادہ ہو تو گناہ نیکیوں میں بدل دیئے جاتے ہیں۔ گناہوں کی وجہ سے ہی رحمت ہوتی ہے۔

خلیل ہو کہ حبیب وہ قرب حق تعالیٰ حاصل کرنے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔ بے آرام رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ابرار مجھے دیکھنا چاہتے ہیں اور میں ان سے زیادہ ان کا شوق رکھتا ہوں۔ لیکن بشر کا دیدار حق تعالیٰ ناممکن۔ اس دوری کی وجہ سے طالب بے قرار رہتا ہے۔ کوئی کتنا ہی اکمل کیوں نہ ہو وہ نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

نبی نبی ہے اور ولی ولی ہے۔ ولی نبی کے قدموں تک اس کا سر نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی اتباع

کا حکم ہوا لیکن اس میں دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

مکتوب نمبر 89

فرمایا ہمہ اوست (سب اللہ ہی اللہ ہے) ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کہہ دیتے ہیں ان کے سینکڑوں خدا بن گئے۔ یہ سراسر کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے وراء الوراء ہے۔ منزّہ مبرّا ہے۔ یہ نظریہ فنا ہو گیا۔ کیونکہ باطل کو مٹنا ہی ہوتا ہے۔ انا الحق کہنے والے بھی اس طرح کے لوگ تھے۔ فقیر (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک ہمہ از اوست (ہر چیز اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے) اور اس کی طاقت سے ہی قائم ہے۔ بہتر نظریہ ہے لیکن اس میں بھی حلول اور اتحاد کی گنجائش تک نہیں۔

ابن عربی بھی انہیں لوگوں میں شامل ہے (ان کی کچھ باتیں سچ ہیں) زیادہ تر رد کرنے کے لائق ہیں۔ قرآن مخلوق نہیں۔ جو مخلوق مانے وہ کافر ہے۔ فقیر کے نزدیک مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا ظل (سایہ عکس) کہنا نہایت بے ادبی ہے۔ وہ ذات تعالیٰ ہر شے سے منزّہ و مبرّا ہے۔ فقیر کے نزدیک نظریہ ہمہ از اوست درست ہے۔ اگر مخلوق میں حیات ہے تو اللہ تعالیٰ کی حیات سے فیض پاتی ہے۔ علم ہے تو اس کے علم سے۔ سماعت،

بصارت وغیرہ بھی ان کی طاقتوں سے فیض پاتے ہیں۔

ظل کہنے سے بھی معافی مانگنی چاہئے۔

مکتوب نمبر 90

سوال:۔ دل سے حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ بعض اصحاب نے اسے صحیح جانا ہے مگر فقیر (امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک سوائے یقین کے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے کچھ حصہ نہیں ملتا۔ اسے رویت کہہ لیں، مشاہدہ کہہ لیں۔ جب دل کو دیدار نہیں ہوا تو آنکھ کو کیا ہوگا؟ یہ سب بیکار ہے۔ سارے اہل سنت و جماعت ایسے ہی سمجھتے ہیں۔ طالب جو دیکھتا ہے اپنے کشف کی صورت دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو صورت سے پاک ہے۔ اسے کوئی کیا دیکھے۔

مکتوب نمبر 91

سوال:۔ معرفت اور ایمان کیا ہے؟

جواب:۔ معرفت کے معنی ہیں پہچاننا۔ ایمان کے معنی یقین کرنا۔ ماننا۔ اہل کتاب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت تھی وہ پہچانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں مگر مانتے نہیں تھے۔ اس لئے ایمان سے فارغ رہے۔ معرفت کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت۔ اسی طرح ایمان کی بھی

صورت ہے اور حقیقت ہے۔صورت ایمان یہ ہے کہ نفس امارہ کے باوجود طالب گناہ چھوڑ دے۔نفس مطمئنہ اختیار کرے۔ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ قرب الٰہی حاصل ہو۔نفس امارہ ختم ہو۔صرف نفس مطمئنہ حاصل ہوجائے۔ یہی فنا اور بقا ہے۔ فنا سے مطلب گناہ چھوڑنا ہے۔ بقا سے مطلب سراپا نیک ہوجانا ہے۔

مکتوب نمبر 92

سوال:۔کیا اللہ تعالیٰ سے بات (کلام) ہوسکتی ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ جیسے بے چوں ہے، بے کیف ہے، بے مثل ہے، بے جہت۔اس کی صفات بمع کلام بھی بے چوں، بے صورت ہے۔وہ کان سے نہیں سنا جاسکتا۔صرف روحانی طور پر طالب شائد اس کی بات سن سکے۔ پھر بھی اس میں نہ لفظ ہوتے ہیں نہ صورت۔ وہ صرف القا ہوتا ہے (جو کہ اصل نہیں ہوگی)

ازل میں سب لوگوں نے سنا تھا جب اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں۔ (آپ ہمارے رب ہیں) وہ اور زمانہ تھا دنیا اور زمانہ ہے۔ وہ روح تھے اب بندے ہیں۔(روح جمع جسم) وہ سب کان تھے جسم نہیں تھے۔

مکتوب نمبر 93

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کا دائرہ مرکز ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر تجھے نہ بناتا تو کائنات نہ بناتا اور اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔ سب انہیں سے فیض پاتے ہیں۔ ان کی ولائت سب ولائت سے اعلیٰ ہے خواہ ولائت ابراہیمی ہو یا خواہ ولائت موسوی ہو۔ ان سب کی ابتدا (یعنی فیض پانا) ولائت محمدیہ سے ہوتی ہے۔ اصل زیارت اللہ تعالیٰ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے۔ باقی انہیں کے طفیلی ہیں۔ انہیں کے پردوں کے پیچھے سے دیدار رب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ معمولی سی تجلیات اسماوصفات ہوتی ہیں پھر بھی کرم والی ہوتی ہے۔

مکتوب نمبر 94

یہ خط زیادہ تر مکتوب نمبر 93 کی طرح کا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو ولائت سے بہت زیادہ حصہ ملا ہے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے میں ولائت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوپر چلا گیا۔ مجھے جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریائے رحمت سے عطا ہوا ہے مقابلہ کیا برابری کیسی؟ جس کو بھی جو ملا ہے انہیں کے خزانہ اقدس سے ملا ہے۔ سب ان کے طفیلی ہیں۔ خواہ انبیا کرام علیہم السلام ہوں خواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں یا خواہ بندگانِ خدا

ہوں۔ جیسے درخت کے بیج میں پورا درخت ہوتا ہے ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ساری کائنات بنی ہے۔

؎ حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یعنی سب انبیا کرام علیہم السلام کی عظمتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت سے حصہ لیتی ہیں۔

مکتوب نمبر 95

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے ولائت محمدی اور ولائت موسوی سے وافر حصہ ملا ہے۔ بہت سے غیب عطا ہوئے لیکن اظہار کی اجازت نہیں۔ جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے دو قسم کے علم عطا ہوئے ہیں۔ ایک تو میں نے لوگوں کے سامنے بیان کر دیئے اگر دوسرے کو کروں تو لوگ میرا گلا کاٹ دیں۔ اسرار حق سے مطلع ہونا نہ حلول ہے نہ اتحاد ہے۔ یہاں بھی یہی معاملہ ہے۔ جس کو اسرار حق کا علم ہو جاتا ہے اس کا منہ بند کر دیا جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 96

فرمایا قرآن مجید میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو نام آئے ہیں۔ محمد اور احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان دوناموں کے ساتھ ایک ایک ولائت بھی منسلک

ہے۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہیں اور احمد زیادہ قریب۔ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نامِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد کے زیادہ قریب ہے۔ اسی طرح ان دو ولائیتیں جو ان سے بنتی ہیں ان میں بھی فرق ہے۔ ولائت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ولائت احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل تر ہے۔ 1000 سال کے بعد ان دو ولائتوں میں فرق کم رہ گیا ہے۔ مرتبہ محمد احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب ہوگیا۔ حتیٰ کہ مل گئے ہیں۔ نیز فرمایا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ ہوگئی ہے۔ اس لئے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کمزوری آ گئی ہے۔ اسی طرح ولیوں کی وفات کے بعد ان کی توجہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ ہوجاتی ہے۔ اس لئے ان کے تصرفات جو حیات دنیا میں تھے وہ بھی کم ہو گئے ہیں۔

مکتوب نمبر 97

اس خط کا مضمون مکتوب نمبر 68 میں آ گیا ہے۔

مکتوب نمبر 98

فرمایا خیر وکمال وحسن و جمال میں بہت اثر ہوتا ہے۔ لیکن دنیا کی بناوٹ کی وجہ سے وہ شر بھی بن سکتے ہیں۔

مکتوب نمبر 99

فرمایا جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ رب تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔ فرمایا ماورالنہر (بخارا وغیرہ کا علاقہ) کے مشائخ کرام کے ہندوستان کے مسلمانوں پر بڑے احسانات ہیں۔ ان کی تعلیمات کی وجہ سے یہاں کے اہل سنت و جماعت اور خصوصاً یہاں کے مروجہ علم تصوف کو بڑی تقویت ملی ہے۔ نیز امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب وہاں میری تعلیمات پہنچی ہیں وہ لوگ مجھے بہت پسند کرتے ہیں۔ ان کا شکریہ۔ مریدوں سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ (یہ تکبر کو توڑنے والی چیز ہے)

مکتوب نمبر 100

سوال:۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام پر کیوں گرویدہ تھے؟ وہ غیر خدا میں کیوں گرفتار ہوئے؟

جواب:۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال اس عالم کے حسن و جمال کی طرح نہ تھا بلکہ وہ آخرت سے تھا۔ خاص کر وہ جنت کے حسن و جمال میں سے عطا ہوا ہے اسی جیسا تھا۔ ان کا حسن و جمال جنت کا مظہر تھا۔ اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام ان پر عاشق ہوئے۔ اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اور حسن و جمال کا تعلق بھی اگلے جہان سے ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال خاص کر نورِ الٰہی سے پیدا ہوا اسے کوئی بھی نہ دیکھ سکا۔ ان کا سایہ نہ تھا۔ حشر کے دن ان کے حسن و جمال کو صحیح طور دیکھا جاسکے گا۔

ے فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

مانا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا 3 / 2 حصہ ملا مگر پھر بھی حسن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پیدا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ اس حسن کا صدقہ تھا۔ ولیوں میں یہ حسن و جمال بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی خیرات کی وجہ سے عطا ہوتا ہے۔ سارے جہاں کو بھی حسن ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ملتا ہے۔ حشر کے دن سارا حسن میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگا۔ جنت رضا الٰہی کا مقام ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو انعام و اکرام اس جنت کی نعمتوں سے نوازے گا۔ اس کی (جنت) کی قدر کرنی چاہئے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی طرح اسے جلانا نہیں چاہئے تھا۔ باقی باتیں مثلاً احمد کا قرب زیادہ ہونا، کعبہ کی عظمت کا ہونا، قرآن کا مخلوق نہ ہونا پہلے خطوط میں آچکا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی ہے۔ دوسروں کے ساتھ صفاتی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات حسن و جمال متشابہات سے

ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جانیں۔ یا تھوڑا تھوڑا علما راسخین جانیں۔ مگر وہ اپنا منہ بند کر لیتے ہیں بیان نہیں کر پاتے ورنہ ان کا گلا کاٹ دیا جائے۔

مکتوب نمبر 101

فرمایا قرآن کی تاویل تفاسیر کے مطابق کرنی چاہیئے۔ دوسرے مذاہب والوں کے طریقے پر نہیں کرنی چاہیئے۔ (خاص کر سائنس کے طریقوں سے نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ وہ ہر وقت بدلتی رہتی ہے)

مکتوب نمبر 102

فرمایا رات عبادت کے لئے ہے۔ 1/2 رات جاگ لیں۔ اگر یہ مشکل ہو تو 1/3 حصہ رات عبادت کے لئے مخصوص کریں۔ کچھ دیر کریں گے تو آسانی پیدا ہو جائے گی۔ پیر کو مرید سے زیادہ میل جول نہیں رکھنا چاہیئے۔ ورنہ مرید فیض حاصل نہیں کر سکیں گے۔

مکتوب نمبر 103

فرمایا طالب علموں (طالبوں وغیرہ) کو زیادہ وقت دیں۔ تعلیم کا معیار بلند رکھیں۔ زیادہ طالب علم جمع کرنے سے غرور پیدا ہوتا ہے اور معیارِ تعلیم گر جاتا ہے۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ تک پہنچنا محال ہے۔ اس کا خیال دل سے نکال دیں۔ آپ خود شریعت کی پابندی کریں۔ طالب بھی دیکھ کر ایسا ہی

کریں گے۔

مکتوب نمبر 104

فرمایا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ایک خلعت واپس لے لی گئی۔ وہ خلعت قیومیت کی تھی۔ میں نے چاہا وہ ایک بیٹے کو دوں مگر وہ دوسرے کے حصہ میں چلی گئی۔ اب ایک اور خلعت عطا ہوئی ہے وہ سلسلہ کی تکمیل کا باعث ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر یہ ہے کہ جس اعضا کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا اس کے لئے استعمال ہو۔

نیز فرمایا میری مشکل حل ہوگئی ہے شاید اس میں خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کا دخل ہو۔

مکتوب نمبر 105

مرید کو درجات عطا ہونے پر مبارک باد دی۔ فرمایا بدعتوں سے بچ کر رہیں۔ کوئی سنت جو مردہ ہو چکی ہے اسے زندہ کریں۔

مکتوب نمبر 106

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اجازت نامہ اپنے بیٹے حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے لکھ کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجا۔ انہوں نے اس میں کچھ تبدیلی کر کے منظور فرمالیا۔ اس اجازت نامہ کی

منظوری کے بعد صاحبزادہ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا کے عوض آخرت سے زیادہ حصہ ملے گا۔شفاعت کا اذن عطا ہوگا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اہل و عیال خاص کر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ رہتے ہیں۔ان کے لئے گھر سے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہاں ضیافت عطا ہوئی۔میں ان میں اہل خانہ کی طرح رہتا ہوں۔

مکتوب نمبر 107

سوال:۔جب مرشد کریم سے رابطہ کم ہوجاتا ہے تو عبادات میں مزہ نہیں رہتا۔اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ یہ سب مرشد کریم کی دوری کی وجہ سے ہے۔اس کی ایک وجہ قبض بھی ہے کہ لذت بارگاہِ الٰہی سے روک دی گئی ہو۔اور بعض دفعہ اپنی غلطیوں کی وجہ سے بھی ہوجاتا ہے۔ایسی حالت میں توبہ استغفار کرنا بہتر رہے گا۔

مکتوب نمبر 108

فرمایا بعض اولیا صورت مثالی سے حالات معلوم کر لیتے ہیں لیکن جب تک ان مقامات کی سیر حاصل نہ ہو وہ صرف مقامِ رضا یا اس سے ذرا

اوپر تک جاسکتے ہیں۔ وہاں جا کر کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ ایسے اولیا اللہ کو مقام فوق ہونے کا علم ہوتا ہے۔ باقی کچھ نہیں۔

مکتوب نمبر 109

فرمایا عالم ایجاد مرتبہ وہم ہے۔ اس میں پہنچ کر سالک اپنے کمالات بھول جاتا ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہے۔ ہر مرتبہ اسے یقین کی دولت عطا فرماتا ہے۔ ذوق و وجدان کا سبب ہے۔ یہی سلوک کا مقصود ہے۔ راہِ سلوک میں وہم وخیال سے زیادہ کوئی چیز فائدہ مند نہیں۔ اس پر اسرار کے دریچے کھلتے ہیں۔ اسے عالم مثال میں صورت الٰہی بھی نظر آتی ہے۔ یعنی ظل الٰہی جو کچھ اثر نہیں رکھتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بے مثل ہے۔

مکتوب نمبر 110

جب سالک مقامِ ظل طے کرتا ہے اس کا علم ظلیت سے پاک ہوجاتا ہے۔ وہ جاننے لگتا ہے کہ میں بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرا خالق ہے۔ اور میری ہر چیز اسی کی طرف سے ہے۔ ایسے عارف کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے۔ اس کا بغض بھی اللہ تعالیٰ کا بغض ہوتا ہے۔ جیسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت میری محبت کی وجہ سے ہے اور ان سے بغض میرے بغض کی وجہ سے ہے۔ اہل خانہ بھی اسی زمرہ میں

ہیں۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حسنین کریمین اور بارہ امام رضی اللہ عنہم کا معاملہ اور زیادہ نازک ہے۔ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشد محبت تھی۔

مکتوب نمبر 111

فرمایا مقام قاب قوسین میں ظاہر میں مظہر کا رنگ ہے۔اس میں ظلیت ہے (ذرا دوری) اوادنیٰ میں اور قرب ہوجاتا ہے۔دوسرے مرتبہ میں وجوب حاصل ہوجاتا ہے۔یہاں ظلیت ختم ہوجاتی ہے اور مقام ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی مقام قرب اتم ہے اسرار ظاہر ہوئے جس کا تعلق نزول کی طرف ہے۔

مکتوب نمبر 112

فرمایا اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت عقل سے وراء ہے۔اس بارہ میں جو کچھ معلوم ہوا وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے وسیلہ جمیلہ سے ہوا۔

مکتوب نمبر 113

فرمایا اللہ تعالیٰ کی صفات مثلاً حیات قدرت علم وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہیں۔یہ ممکن (بنائی ہوئی) سے نہیں ہے۔یہ عرض ہیں جن کا قیام

جوہر کی وجہ سے ہے۔اور صفات حق جوہر کے مقام کا سبب ہیں۔اللہ تعالیٰ کا قرب نور ہی نور ہے وہ بھی کوئی صورت نہیں رکھتا۔

مکتوب نمبر 114

جب سالک صفاتِ حق تعالیٰ ثابت کرتا ہے اس سے مراد نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کے رہنے کا پتہ چل جاتا ہے نہ اس کا نیچے آنے کا موقع ہوتا ہے اور نہ کوئی اللہ تعالیٰ کی صورت ہے۔ یہ سب ظل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں کہ وہ کس کا ظل (سایہ) ہیں۔اس کی حیات کیسی ہے؟ اس کا علم کیسا ہے کچھ علم نہیں۔انبیائے کرام علیہم السلام اور ملائکہ کی صفات جوہر سے پاک ہیں اس لئے معصوم ہوتے ہیں۔گناہ نہیں کر سکتے۔انسان کو جو ظل اسماء اور صفات سے ملتا ہے وہ ممکنہ سے وجود پاتے ہیں۔اس لئے ان میں گناہ بھی ہے اور شر بھی۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو بندوں پر احسان کرنے کے لئے بنایا ہے نہ کہ اپنی صفات دکھانے کے لئے۔اللہ تعالیٰ کی صفات خود بخود ہیں۔وہ کسی کی محتاج نہیں۔ان کی دنیا میں کسی سے کوئی مناسبت نہیں۔

مکتوب نمبر 115

ایک مرید کو نصیحت فرمائی حرمین شریفین اکیلے چلے جائیں وہیں رہیں وہیں دفن ہوں۔

مکتوب نمبر 116

ایک مرید کو نصیحت فرمائی اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق بخشی ہے اس سے بندوں کی خدمت وراہنمائی کریں تا کہ اللہ کے بندے آپ کو دعا دیں، تعریف کریں۔

مکتوب نمبر 117

ایک آیت مبارکہ کی تفسیر فرمائی کہ یہ آیت سب لوگوں کے لئے نہیں خاص لوگوں کے لئے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بعد میں ہدایت فرمائی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں۔ وہ دنیا کی آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ بس بندہ کے خیال میں ایک صورت آتی ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ بے مثل ہے، بے کیف ہے، بے جہت ہے۔ صورت میں حد بندی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے حد ہے۔ وہ سب سے وراء الوراء ہے۔

مکتوب نمبر 118

ایک صاحب نے بتایا ہر آیت قرآن کا ایک ظاہر ایک باطن ہے۔ اس نے اپنے خیال میں سنا کہ گویا وہ اللہ سے ہم کلام ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز سن رہا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات سکر کی ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ درخت سے سنا وہ حق تھا۔ اس

کا ماننا ضروری ہے۔ انکار کرنے والا کافر ہوگا۔ اس لئے اس طرف خیال نہیں جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ زبان سے پاک ہے۔ ان کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوگا۔ جہاں تک امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ انہوں نے اللہ کی آواز سنی۔ ان کی طرف میرا حسن ظن ہے یا شاید ان سے حقیقت پوشیدہ نہ ہو۔

مکتوب نمبر 119

فرمایا حلول والے اور اتحاد والوں سے اللہ بچائے۔ اللہ تعالیٰ دونوں سے پاک ہے۔

مکتوب نمبر 120

دعا فرمائی کہ اولیاء اللہ کی محبت میں اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ یہ محبت سرمایہ حیات ہے۔

مکتوب نمبر 121

سوال:۔ سیر مرادی اور مریدی میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ سیر مرادی خود اللہ تعالیٰ کا کرانا ہے وہ بندہ معشوق ہوتا ہے۔ سیر مریدی جو بندہ کوشش کر کے کچھ حاصل کرتا ہے۔ یہ بندہ عاشق ہوتا ہے۔ سیر مرادی انبیائے کرام علیہم السلام کا حصہ ہے۔ اور بعض خوش نصیب اولیاء

اللہ بھی اس سے حصہ پاتے ہیں۔ جب سیر مرادی حاصل ہوتا ہے تو سالک حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہوتا ہے۔ قربِ حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کامل فیض یاب ہوتا ہے۔ اسے وافر مقدار میں جذبہ نصیب ہوجاتا ہے۔ اسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت ہوجاتی ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے وافر حصہ ملا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو بھی اس لئے رب مانتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہے۔ ایسے سالک کو وسیلہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ شریعت کی پیروی آسان ہوجاتی ہے۔ ایسے سالک کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصل واتحاد حاصل ہوجاتا ہے۔ جیسے اسم (نام) کو مسمیٰ کو نام سے ہے ایسے ہی سالک رب تعالیٰ سے وصل کرتا ہے۔ الہام کشف عام ہوتے ہیں مگر ملتا سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ہی ہے۔ جس کو جو ملتا ہے ان سے ملتا ہے۔

؎ لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ایسے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہیں۔ نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے۔ (اگر وسیلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان میں نہ ہو تو نفس امارہ ہی رہتا ہے۔ گناہ ہی سرزد ہوتے ہیں) اویسی سلسلہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت

سے فیض پاتے ہیں۔

معلوم رہے کہ کشف صحو میں بھی سکر کی تھوڑی بہت آمیزش ہوتی ہے۔اس لئے صحو والوں سے غلطی کا امکان ہے۔ایسی باتوں سے ان کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔حسن ظن رکھنا چاہئے۔ فاحشہ عورت کو بھی بدنام نہیں کرنا چاہئے۔تو ایسے سالک کو کیوں بدنام کرتے ہو؟

مکتوب نمبر 122

فرمایا حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور اول اور حقیقت الحقائق ہے۔ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام اور فرشتے بھی اسی کے طفیلی ہیں۔اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا'' نیز فرمایا ''میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں۔ اس کے واسطہ کے بغیر کوئی خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ اس کا عرفان حاصل کرسکتا ہے۔اس لئے تمام انبیائے کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے تابع ہیں۔ امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بندہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونے کی وجہ سے حقیقت الحقائق سے واصل اور متحد ہوتا ہے۔ یہ چیز انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی نہیں ملی لیکن اس کے باوجود کوئی امتی انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل نہیں ہوسکتا

کیونکہ وہ دولت نبوت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ عام امتی ان کے خادم ہیں۔ خادم مخدوم کے برابر نہیں ہوسکتا۔ حقیقت محمدی سب ظہورات کا مبداء (اسی سے ابتدا ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چھپا ہوا خزانہ ہوں میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں میں نے خلق کو پیدا کیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو سب عدم میں ہوتے۔ (کچھ نہ ہوتے)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے حبیب! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا''

نیز فرمایا ''میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔'' یہ حقیقت محمدی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا''

اس لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (بعد از انبیاء کرام علیہم السلام) سب سے افضل ہیں۔ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع (خادم ہونے) سے حاصل ہوا۔ جزوی ہے کلی نہیں۔ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی مقام آگے نہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں، خاص بندہ ہیں خدا تعالیٰ نہیں ہیں۔ ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا (ظل وغیرہ) تو رب کا ظل کس طرح ہوسکتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے غمگین رہتے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا

نہیں ہوسکا۔

نیز فرمایا ''ہم نے تجھ کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔''

معلوم رہے ایک صورت معرفت ہے اور ایک حق معرفت ہے۔ صورت معرفت سے مراد اللہ تعالیٰ کو ویسا مانا جائے جیسے شریعت نے بتایا حق معرفت سے مراد ہے دل کو یقین آجائے قلب مطمئن ہو جائے۔ حقیقت معرفت سراپا عجز ہے۔ یعنی کچھ نہیں جانا جاسکتا۔

مکتوب نمبر 123

سوال:۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے کتنے راستے ہیں؟

جواب:۔ دو راستے ہیں۔ ایک نبوت کی راہ سے پہنچنا ہے۔ یہ انبیا کرام علیہم السلام اور بعض خوش نصیب امتیوں کا راستہ ہے۔ اس راستہ میں واسطہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ فیض حاصل ہوتا ہے۔

قرب اللہ تعالیٰ کا دوسرا راستہ ولائت سے تعلق رکھتا ہے۔ اکثر اولیاء اللہ اور قطب وغیرہ اسی راستہ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ یہی راہِ سلوک ہے۔ جذبہ بھی اسی میں شامل ہے۔ اس راستے کے امیر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے سر پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پاؤں ہیں۔ سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ

شریک ہیں۔ان کے بعد بارہ امام ہیں۔اب یہ شرف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوگیا ہے۔شاید قیامت تک ان کے پاس ہی رہے۔ اس لئے انہوں نے فرمایا غروب ہوا آفتاب پچھلوں کا اور چمکا آفتاب میرا۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان کی غلامی میں حصہ ملا ہے۔جیسے چاند سورج سے روشن ہے۔مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے فیض یاب ہیں۔

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی ولائت کے محتاج نہیں۔ وہ فیضان نبوت سے مستفیض ہیں جو ولائت سے الگ ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی نبوت سے فیض پایا ہے۔اور ممکن ہے کہ متوسل فیضان ولائت فیضان نبوت سے مشرف کیا جائے۔

مکتوب نمبر 124

معلوم ہونا چاہئے حقیقت کعبہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہے۔حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آیا ہے ’’یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اگر تم نہ ہوتے تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔‘‘

سارا جہاں انبیا کرام علیہم السلام بھی انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہیں۔مگر جو کعبہ آپ کو نظر آتا ہے اس سے مراد اینٹ اور پتھر نہیں۔اگر یہ مٹی وغیرہ نہ

بھی ہوتا کعبہ پھر بھی کعبہ ہے وہ خلائق کا مسجود ہے۔صورت کعبہ عالم فلق سے ہے لیکن اشیا کی طرح خلق نہیں وہ پوشیدہ راز ہے۔ وہ نیست ہے مگر ہستی کا لباس پہنا ہوا ہے۔خیال میں نہیں آ سکتا۔ وہ جہت میں ہے مگر بے جہت ہے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو مسجود خلائق نہ ہوتا۔اگر ایسا نہ ہوتا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اپنا قبلہ نہ بناتے۔جو کعبہ میں آ گیا امن میں آ گیا۔وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔اللہ تعالیٰ کی تجلی گاہ ہے۔وہ قلب سے بھی افضل ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سجدہ نہیں کرایا کعبہ کی طرف خود سجدہ کیا۔وہ مسجود ہے اور معبود ہونے کے لائق ہے۔کعبہ عالم خلق کی قسم سے نہیں۔ہم ساجد ہیں وہ مسجود ہے۔

مورخہ 19-04-26

ختم شد